روض الریاحین فی حکایات الصالحین

علم و معرفت، نماز، روزہ، حج، صدقہ، جہاد، ذکر، زہد، رزق
شوق عبادت اور محبت الٰہی سے متعلق اکابر اولیاء کرام رحمہم اللہ کی

منتخب حکایات

روض الریاحین فی حکایات الصالحین

تالیف:

قطب مکہ، محدث، مورخ شیخ الاسلام

ابو محمد عبداللہ بن اسعد الیافعی الیمنی

اردو ترجمہ:

استاذ العلماء حضرت مولانا

جعفر علی نگینوی رحمۃ اللہ علیہ

انتخاب عنوانات، پیش لفظ
حالات مصنف وغیرہ

حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور

نام کتاب : منتخب حکایات
انتخاب از : روض الریاحین من حکایات الصالحین
تصنیف : قطب مکہ حضرت امام ابو محمد عبداللہ یافعی یمنیؒ
ترجمہ : حضرت مولانا جعفر علی گنگنوئیؒ
انتخاب، اصلاح و تصحیح وغیرہ : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم
رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان
استاذ العلوم والفنون جامعہ قاسم العلوم ملتان
سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی
سابق معین التحقیق مولانا محمد یوسف لدھیانوی
تصحیح : حضرت مولانا زاہد محمود صاحب ملتان
ناشر : مولانا عزیز اللہ رحمانی دار المعارف ملتان
تاریخ اشاعت : یکم ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ، فروری ۲۰۰۱ء
صفحات : ۳۵۲، اعلیٰ طباعت، خوبصورت جلد۔ ہدیہ: ۱۶۰/- روپے

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم، گل گشت ملتان

مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور
صادق حسین شیخ بک ایجنسی لاہور
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
مولانا اقبال نعمانی طاہر نیوز پیپر صدر کراچی
دار الاشاعت اردو بازار کراچی
مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ ...... مرکز رائیونڈ

مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس ملتان
مکتبہ حقانیہ نزد خیر المدارس ملتان
مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ شرکت علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
ادارۃ القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7 اسلام آباد
مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

فہرست مضامین

وہ اکابر اولیاء کرام

جنکی حکایات اس کتاب میں درج ہیں

(۱) حضرت ذوالنون مصریؒ
(۲) شیخ عبدالواحد بن زیدؒ
(۳) شیخ سری سقطیؒ
(۴) ابوالقاسم حضرت جنید بغدادیؒ
(۵) شیخ ابو عبداللہ قرشیؒ
(۶) شیخ محمد بن محبوبؒ
(۷) حضرت مالک بن دینارؒ
(۸) حضرت ابو عبداللہ جوہریؒ
(۹) حضرت علی بن موفقؒ
(۱۰) امام زین العابدین علی بن حسینؒ
(۱۱) امام ابو جعفر محمد بن علی بن حسینؒ
(۱۲) حضرت لیث بن سعدؒ
(۱۳) حضرت سفیان ثوریؒ
(۱۴) حضرت امام جعفر صادقؒ
(۱۵) حضرت ابو سعید خرازؒ
(۱۶) شیخ ابو عبدالرحمٰن بن خفیفؒ
(۱۷) حضرت شقیق بلخیؒ
(۱۸) حضرت شیخ عربی کبیرؒ
(۱۹) حضرت ابراہیم خواصؒ
(۲۲) حضرت اعمر حاقیؒ
(۲۳) شیخ ابوالخیر اقطعؒ
(۲۴) ابو عاصم بصریؒ
(۲۵) شیخ ابو محمد حریریؒ
(۲۶) شیخ ابو جعفر حدادؒ
(۲۷) شیخ ابو بکر شبلیؒ
(۲۸) حضرت ابراہیم بن ادہمؒ
(۲۹) حضرت حذیفہ مرعشیؒ
(۳۰) شیخ ابو حمزہ خراسانیؒ
(۳۱) شیخ ابو ہاشمؒ
(۳۲) شیخ عبداللہ بن احنفؒ
(۳۳) حضرت ابوالعباس بن مسروقؒ
(۳۴) حضرت شیخ العبادانیؒ
(۳۵) حضرت ربیع بن خثیمؒ
(۳۶) حضرت ابو اسحاق فزاریؒ
(۳۷) حضرت صالح مریؒ
(۳۸) حضرت احنف بن قیسؒ
(۳۹) حضرت منصور بن عمارؒ
(۴۰) شیخ محمد بن ابی بکر حکمیؒ

(۶۵) محمد بن مبارک صوریؒ
(۶۶) شیخ ابو یحییٰ بصریؒ
(۶۷) حضرت خیر نساجؒ
(۹۳) شیخ ابو الحارث اولاسیؒ
(۹۴) شیخ ابراہیم کرمانیؒ
(۹۵) شیخ ابو بکر محمد بن شفیقؒ
(۹۶) شیخ ابراہیم ابدالؒ
(۹۷) شیخ حسن ابدالؒ
(۹۸) شیخ حسین ابدالؒ
(۹۹) شیخ احمد بن عبداللہ بلخیؒ
(۱۰۰) حضرت واسطیؒ
(۱۰۱) شیخ محمد مقدسیؒ
(۱۰۲) شیخ ابو العباس حرارؒ
(۱۰۳) شیخ صفی الدینؒ
(۱۰۴) شیخ ابو القاسم صقلیؒ
(۱۰۵) شیخ علی کردیؒ
(۹۰) شیخ ابو سلیمان مغربیؒ
(۹۱) شیخ فرقد سنجیؒ
(۹۲) شیخ یوسف بن ہمدانیؒ
(۱۰۶) شیخ ریحانؒ
(۱۰۷) شیخ ابو محمد عبداللہ بن ابی بکرؒ
(۱۰۸) شیخ ابو العباس ابن عریفؒ
(۱۰۹) شیخ ابو العباس دینوریؒ
(۱۱۰) سید احمد رفاعیؒ
(۱۱۱) شیخ علی بن قاریؒ
(۱۱۲) شیخ معروف کرخیؒ
(۱۱۳) شیخ ابو الحسن دمشقیؒ
(۱۱۴) حضرت ابو یزید قرطبیؒ
(۱۱۵) حضرت ابو العباس قرشیؒ
(۱۱۶) شیخ یعقوب بن محمد خراسانیؒ
(۱۱۷) شیخ احمد بن عبداللہ المقدسیؒ
(۱۱۸) شیخ ابو الفضل ابن جوہری مصریؒ
(۱۱۹) حضرت ابو الذبیح اسماعیل بن محمد یمنی حضرمیؒ
(۱۲۰) حضرت رابعہ شامیہ زوجہ احمد ابن ابی الحواری
(۱۲۱) حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ
(۱۲۲) حضرت شہاب الدین سہروردیؒ
(۱۲۳) زیتونہ خادمہ شیخ ابو الحسین نوریؒ و جنید بغدادیؒ
(۱۲۴) حضرت عبداللہ بن شجاع صوفیؒ

اور بہت سے اکابر اولیاء کرام جن کی حکایات ان کے اسماء کے ذکر کے بغیر درج کی گئی ہیں۔

ماٰخذ و مصادر حکایات

(۱) حجۃ الاسلام امام غزالیؒ
(۲) حضرت امام ابن جوزیؒ
(۳) حضرت شیخ شہاب الدین سہرورویؒ
(۴) شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ شاذلی سکندریؒ
(۵) شیخ ابو العباس احمد بن علی قسطلانیؒ
(۶) استاذ ابو القاسم قشیریؒ
(۷) شیخ محمد بن قدامہ مقدسیؒ
(۸) امام شیخ ابو اللیث سمر قندیؒ
(۹) امام عبداللہ بن ابراہیم خیریؒ
(۱۰) امام ابو العباس احمد بن علی ابن الاطریانیؒ

اور دیگر بہت سے بڑے بڑے علماء اور اولیاء عظام

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

زیر نظر کتاب "منتخب حکایات" امام عفیف الدین ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی یمنی کی مشہور و معروف کتاب "روض الریاحین من حکایات الصالحین" کا خلاصہ ہے اس سے پہلے اسی مذکورہ کتاب سے ایک خلاصہ بنام "کرامات اولیاء" طبع کیا تھا اور اس کے شروع میں اس کتاب کے متعلق حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع کراچی کی تقاریظ بھی شامل کر دی تھیں۔ اس کے بعد خود مصنف کے حالات پر چھ صفحات شامل کیے تھے پھر کرامات اور اولیاء کرام کے متعلق ایک مبسوط پیش لفظ رقم کئے تھے جن کے مطالعہ سے کرامات کی حقیقت اور اولیاء کرام کی عظمت کا نقش دل پر قائم ہوتا ہے۔ بعض احباب قارئین کے پاس میری سابقہ کاوش "کرامات اولیاء" موجود ہو گی اور بعض حضرات کے سامنے یہ "منتخب حکایات" اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ "کرامات اولیاء" کے چند زیادہ اہم صفحات کو "منتخب حکایات" کے شروع میں شامل اشاعت کر دیں اگر مزید ضرورت ہو تو کرامات اولیاء کا مقدمہ دیکھ لیا جائے جو شروع کے تقریباً (۵۲) صفحات تک پھیلا ہوا ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام کی کرامات

حق ہیں اور یہ معجزات نبوی کا تتمہ ہیں، جو قیامت تک کے مسلمانوں
بلکہ انسانوں کیلئے ذریعہ ہدایت بنتی رہیں گی اور اولیاء کرام کے
ہاتھوں ظاہر ہوتی رہیں گی۔ اور جو حضرات اولیاء کرام کے ہاتھوں
سے کرامات کا مشاہدہ نہیں کر سکے ان کیلئے بسا اوقات ان کرامات کی
حکایات ہی علم میں آتی رہیں گی چاہے زبانی یا مطالعاتی طور پر۔

بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ کرامات کے پڑھنے سے بڑی
تشویش ہوتی ہے وہ اس گزارش کو مد نظر رکھیں کہ کرامات کا صدور
معجزات کے صدور کی طرح حق ہے ہدایت والوں کو ان سے ہدایت
ملتی ہے اور گمراہوں کو اگر ہدایت نصیب میں نہ ہو تو گمراہ ہی رہتے
ہیں۔ یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا۔ اس پریشانی کے حل کیلئے
ہماری کتاب "کرامات اولیاء" کا مقدمہ ضرور ملاحظہ کریں۔ ان شاء
اللہ اس کے مطالعہ سے کوئی مغالطہ نہ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور امت کیلئے راہ
ہدایت بنائے اور گمراہی سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔

والسلام
امداد اللہ انور
۱۷ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۲۱ھ

رائے گرامی

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی

اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت معین کرو جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تھوڑے دنوں کے بعد ان شاء اللہ، اللہ سے محبت پیدا ہو جائے گی، اور خود بخود حکمتیں کھلنے لگیں گی۔ دوسرے کسی بزرگ کی صحبت میں بیٹھا کرو اور اہل محبت کے تذکرے دیکھا کرو۔ میں نے ایک کتاب "روض الریاحین" کا جس میں پانچ سو بزرگوں کی حکایتیں ہیں اردو میں ترجمہ کرادیا ہے، پانچ سو دوسری معتبر حکایتوں کا اضافہ کر کے اس کا لقب ہزار داستان رکھا ہے جو عنقریب چھپ جائے گی۔ میرا یقین ہے جو شخص ساری کتاب اچھی طرح سمجھ کر دیکھے گا ضرور عاشق ہو جائے گا، آخر ایک ہزار عشاق کا تذکرہ دیکھنے سے کہاں تک اثر نہ ہوگا۔ اور بھی کتابیں اس قسم کی ہیں مثلاً "احیاء العلوم"، "مقاصد الصالحین" وغیرہ۔ الغرض یہ مجموعہ اجزاء محبت پیدا کرنے کی تدبیر ہے پھر سب قصے سہل ہو جائیں گے اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت نصیب کرے آمین

سلسلہ تبلیغ کا وعظ ۱۳ مسمی بہ الامتحان
رسالہ المبلغ ۴ جلد پنجم بابت ماہ محرم ۱۳۵۳ھ

تقریظ

مولانا مفتی محمد شفیع

مفتی اعظم پاکستان وبانی دار العلوم کراچی

اولیاء اللہ کی زیارت وصحبت جس طرح انسان کی عملی واخلاقی اصلاح کے لئے نسخۂ اکسیر ہے اسی طرح دوسرے درجہ میں ان کے حالات وملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سننا بھی بے حد مفید ومجرب ہے لیکن ان حضرات کے حالات وملفوظات جمع کرنے والوں نے عموماً نقل وروایت کے معاملے میں بہت تساہل برتا ہے، ان بزرگوں کی طرف بہت سی ایسی چیزیں منسوب کردی ہیں جو عوام کے اعمال واخلاق بلکہ عقائد کیلئے بھی مضر ہیں اس لئے ضروری ہے کہ اس کام کے لئے صرف مستند ومعتبر مصنفین کی کتابوں کو پڑھا جائے، آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اور ولی اللہ حضرت یافعی یمنی کی کتاب "روض الریاحین" ایسی ہی کتاب ہے جس کی حکایت وروایت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے یہ کتاب عربی میں تھی اس کا اردو ترجمہ "نزہۃ البساتین" کے نام سے عرصہ دراز ہوا مشترکہ ہندوستان میں مطبع مجیدی کانپور سے شائع ہوا تھا اور پھر نایاب ہو گیا۔ ہمارے حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ اپنے اصحاب ومریدین کو اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ مگر اب اس کی نایابی کے سبب یہ مشکل ہو گیا تھا۔

اتفاقاً ایک روز عزیزی محمد زکی صاحب جو مالک مطبع مجیدی کے فرزند ارجمند ہیں سے میری ملاقات ہو گئی تو میں نے ان کو یاد دلایا کہ آپ کے والد ماجد نے ایک بہترین کتاب شائع کی تھی۔ اب وہ عرصہ سے نایاب

ہے کیا آپ اس کی طباعت کی طرف توجہ دیں گے؟ موصوف نے بڑی خوش دلی سے اس کو قبول کیا اور حمد اللہ اب وہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر ناظرین کے سامنے آنے والی ہے (حضرت الحاج گرامی قدر جناب ذکی صاحب اب تک اس کتاب کے کئی ایڈیشن طبع کرا چکے ہیں احقر امداد اللہ غفر لہ اللہ نے حضرت حاجی صاحب موصوف کی اجازت سے اس کا اختصار کیا ہے جو کرامات اولیاء کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے) امید ہے کہ اہل دین و اصلاح اس کی قدر پہچانیں گے۔ اور اپنے گھروں میں اس کا مطالعہ کرنے اور دوسرے گھر والوں کو سنانے کا اہتمام کریں گے۔

ضروری ہدایات

لیکن بزرگوں کے حالات (مقالات کا نرا مطالعہ) بعض اوقات غلط فہمیوں کا بھی سبب بن جاتا ہے اس لئے سطور ذیل لکھی جاتی ہیں ان کی رعایت پیش نظر رہے تو مضر پہلو سے نجات ہو سکے۔

(۱) اکابر اولیاء اللہ کے حالات تین طرح کے ہیں، ایک ان کے کشف و کرامات کے واقعات، دوسرے اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں ان کے اعلیٰ مقامات، تیسرے ان کے ملفوظات و ہدایات جو عام مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ارشاد فرمائے، ان میں سے عوام کو اہتمام کے ساتھ پڑھنے سیکھنے کی چیز تیسرا ہی نمبر ہے، اور ان کی تعلیمات کا خلاصہ اور اصلاح عوام کے لئے اکسیر اعظم ہے اور دوسرے نمبر کے حالات اس حیثیت سے مفید ہیں کہ ان بزرگان دین کی عظمت و محبت دلوں میں پیدا ہو اور اس محبت کے معنوی ثمرات عام لوگوں کو حاصل ہوں۔ لیکن بعض عوام ان اکابر کے اعلیٰ حالات و مجاہدات اور ان کے کشف و کرامات کے عجیب عجیب واقعات دیکھ کر اپنے زمانے کے مشائخ کو اسی معیار سے جانچنے لگتے ہیں اور جب ان میں نظر نہیں آتے تو ان کے غیر معتقد ہو کر

ان سے استفادہ کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں یہ شیطان کا بہت بڑا فریب ہے۔ آج جس طرح صحابہ و تابعین کا دور لوٹ کر نہیں آسکتا آپ کی اصلاح کے لئے فاروق اعظم اور علی مرتضی نہیں آسکتے اسی طرح جنید و شبلی اور معروف کرخی، ابراہیم بن ادہم، ذوالنون مصری بھی آج آپ کو نہیں ملیں گے۔ اپنے زمانے کے مشائخ میں جو متبع شریعت اللہ والے ہوں جو دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دیتے ہوں عام شغل ذکر اللہ یا علم دین کا ہو کسی معروف بزرگ کے خلیفہ مجاز ہوں اتنا دیکھ لینا کافی ہے اور جس کو ایسا کوئی مربی مل جائے اس کو غنیمت جان کر ان کی صحبت و اطاعت اختیار کرے پچھلے بزرگوں کی ریاضت و مجاہدات یا کشف و کرامات اگر ان میں نظر نہ آئیں تو ان سے بدگمان نہ ہوں بزرگوں کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ تمہارے باطنی حالات اور اخلاق کو درست کردیں اس کو دیکھو۔

(۲) دوسری ضروری بات یہ ہے کہ بعض بزرگوں کے حالات یا مقالات میں اگر آپ کو کوئی ایسی چیز نظر پڑے جو خلاف شرع ہو تو اس کے متعلق ان کی طرف سے اتنا خیال کرلینا کافی ہے کہ ممکن ہے کہ ان کو کوئی عذر ہو یا ممکن ہے کہ واقعہ کے بیان میں غلطی ہو گئی ہو، اس کے بارے میں بدگمانی سے اپنے آپ کو بچایئے مگر اس کا اتباع اپنے عمل میں ہرگز نہ کرے اتباع اسی چیز کا چاہئے جو جمہور امت کے نزدیک شریعت کا حکم ہے۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ کتاب کا یہ اردو ترجمہ بہت پرانا ہے اور زبان بھی علمی انداز کی اختیار کی گئی ہے اگر کسی جگہ تردد و تامل ہو تو اپنی رائے سے اس کا فیصلہ نہ کریں کسی عالم سے دریافت کرلیں۔

(۴) اس کتاب میں بہت سے مواقع میں اصطلاحی الفاظ اور عربی جملے ایسے آئے ہیں جن کو عوام نہیں سمجھ سکتے میرا جی چاہتا تھا کہ دوسری

طباعت میں مشکل الفاظ کی تسہیل کر کے اور غیر مترجم عربی عبارات کا ترجمہ کر کے شائع کیا جائے۔ مگر خود اتنی فرصت نہ تھی اس لئے اس وقت اسی کو غنیمت سمجھا کہ پہلی طباعت کی بعینہ نقل ہی وجود میں آ جائے۔ ممکن ہے تیسری طباعت میں اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اس کام پر آمادہ کر دے۔

واللہ الموفق والمعین
بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ
دار العلوم کراچی ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

نوٹ: الحمد للہ احقر نے کتاب ہذا کے پرانے ترجمہ کو کافی حد تک آسان اور نیا کیا ہے اور عربی الفاظ و اصطلاحات کو حسب ضرورت سمجھانے کی کافی کوشش کی ہے اور حکایات و کرامات پر عنوانات بھی لگا دیئے ہیں۔ (امداد اللہ انور)

حالات مصنف

قطب وقت مورخ محقق حضرت امام
عفیف الدین ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی
ولادت ۶۷۸ھ - وفات ۷۶۸ھ

آپ نزیل حرمین شریفین ہیں اور ان ائمہ عارفین اور اکابر علماء عاملین میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے جن کے نقوش قدم کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کے انوار سے ہدایت ملتی ہے، جس طرح سورج کی صفت کے بیان کی ضرورت نہیں ہوتی اسی طرح سے آپ کی شہرت بھی دلائل کی محتاج نہیں۔ آپ شریعت وطریقت کے شیخ اور ان دونوں قسم کے حضرات کے امام ہیں۔

آپ کی پیدائش عدن شہر میں ہوئی، وہیں بڑے چھوٹے اور تحصیل علم میں ایسے مشغول ہوئے کہ اس میں کمال حاصل فرمایا۔ اس کے بعد حج کیا اور واپس شام کی طرف لوٹ آئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے خلوت کو اور لوگوں سے انقطاع کو محبوب فرمایا۔ اس کے بعد آپ "حضرت الشیخ علیا طواشی صاحب علی" کی صحبت میں رہے اور انہیں کے ہو رہے، یہی آپ کے شیخ ہیں جن سے آپ سلوک طریقت میں مستفید ہوتے رہے۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کچھ دن مجھے فکر اور تردد رہا کہ میں علم کی طرف لگوں یا عبادت کی طرف اس کی مجھے بہت فکر رہی انہیں حالات میں تھا کہ میں نے تبرک وتفاؤل کے طور پر ایک کتاب اٹھائی تو مجھے اس میں ایک ایسا ورق ملا جس کو میں نے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا حالانکہ وہ کتاب میرے استعمال میں بہت تھی اور میری نظر میں

تھی، اس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

کن عن همومك معرضا
وکل الامور الی القضا
فلربما اتسع المضیق
ولربما ضاق الفضا
ولرب امر متعب
لك فی عواقبه رضا
وابشر بعاجل فرجته
تنسیء بها ما قد مضی
اله یفعل ما یشا
ء فلا تکن متعرضا

(ترجمہ)

(۱) اپنے تمام غموں اور تمام کاموں سے منہ موڑ کر قضا کی طرف متوجہ ہو جا

(۲) بہت مرتبہ تنگی فراخی بن جاتی ہے، اور بہت دفعہ فضا تنگ ہو جاتی ہے

(۳) اور بہت سے تھکا دینے والے کام کے نتائج میں خوشی ملتی ہے

(۴) بہت جلد حاصل ہونے والی آسانی کی بشارت سن لیجئے جو آپ کو گذشتہ تکالیف بھلا دے گی

(۵) اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں آپ مشکل میں نہ الجھیں۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے جو شدت ہو رہی تھی اس

سے سکون مل گیا پھر اللہ تعالیٰ نے علم شریعت کے حاصل کرنے کے لئے میرا سینہ کھول دیا۔
اس غرض کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہاں علم میں مشغول ہوئے۔اس کے بعد تقریباً دس سال تجرد کی زندگی بسر کی۔

آپ کو مدینہ میں حاضری کی حضور ﷺ نے اجازت دی

روایت ہے کہ جب امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت ﷺ کی زیارت اقدس کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو فرمایا میں مدینہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک کہ مجھے خود آنحضرت ﷺ اجازت مرحمت نہ فرمائیں گے، چنانچہ آپ مدینہ شریف کے دروازہ پر چودہ روز تک ٹھہرے رہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا۔

یا عبداللہ انا فی الدنیا نبیك وفی الآخرۃ شفیعك وفی الجنۃ رفیقك

اے عبداللہ! میں دنیا میں تمہارا نبی ہوں، آخرت میں تمہارا شفیع ہوں اور جنت میں تمہارا رفیق ہوں۔
جناب رسول اللہ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا
"(اے عبداللہ!) یاد رکھو یمن میں دس حضرات ایسے ہیں جس نے ان کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی اور جس نے تم کو ناراض کیا انھوں نے مجھے ناراض کیا"
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون حضرات ہیں؟" فرمایا پانچ حضرات زندہ ہیں اور پانچ مردہ
میں نے عرض کیا زندہ کون سے حضرات ہیں؟
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (۱) شیخ علی طواشی صاحب حلی (۲) شیخ منصور

بن جعدار صاحب حرض (۳) محمد بن عبداللہ موذن صاحب منصورہ المہجم (۴) فقیہ عمر بن علی زیلعی صاحب السلامۃ (۵) شیخ محمد بن عمر النساری صاحب مدیخ
اور مردوں میں (۱) ابو الغیث بن جمیل (۲) فقیہ اسماعیل حضرمی (۳) فقیہ احمد بن موسیٰ بن عجیل (۴) شیخ محمد بن ابو بکر حکمی (۵) فقیہ محمد بن حسین بجلی
حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پس میں ان حضرات کی طلب میں نکل کھڑا ہوا ولیس الخبر کالمعاینۃ اور جو اس میں شک کرے وہ شرک کرتا ہے۔ پس میں زندہ حضرات کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے گفتگو فرمائی، پھر مردوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی مجھ سے گفتگو فرمائی پھر جب میں حضرت شیخ محمد نساری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تو انہوں نے فرمایا "رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو خوش آمدید" میں نے کہا آپ اس مرتبہ تک کیسے پہنچے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ) تم اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں علم عطا فرمادے گا۔
تو میں نے ان کے پاس تین دن قیام کیا، اس کے بعد مدینۃ الرسول ﷺ کی طرف واپس ہوا تو بھی اس کے دروازہ پر چودہ دن ٹھہرا رہا پھر جناب نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ان دس حضرات کی زیارت کر لی! میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے حضرت ابو الغیث کی خوب تعریف فرمائی تھی۔ تو جناب نبی کریم ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا ابو الغیث ان لوگوں کا کنبہ ہے جن کا کوئی کنبہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کیا آپ ﷺ مجھے مدینہ شریف میں حاضر ہونے کی اجازت عنایت فرمائیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا داخل ہو جایئے آپ آمنین میں سے ہیں۔

امام یافعی حضور ﷺ کے سامنے

ایک بزرگ نے جو مکہ مکرمہ کے مجاوروں میں سے تھا آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ باب بنی شیبہ (حرم بیت اللہ کے ایک دروازہ کا نام ہے) کی اندرونی جانب تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے سامنے حضرت عبداللہ یافعی اور شیخ احمد بن جعد بیٹھے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے جس کو انہوں نے اٹھا رکھا ہے وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں بھی ان حضرات کے پیچھے پیچھے چلا حتی کہ یہ کعبہ شریف تک پہنچ گئے اور حضور ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور ہم نے آپ کے بعد بھی نماز پڑھی۔

حضور ﷺ نے آپ کو رطب عطا فرمائی

اسی طرح ایک بزرگ نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت عبداللہ یافعی کو تر کھجور کھلا رہے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے سامنے حاضر ہیں اور آپ ان دونوں کو ایک خشک کھجور کھلا رہے ہیں۔

یہ خواب امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں دیکھا گیا جب صبح ہوئی تو خواب دیکھنے والا آپ کے پاس آیا اور اپنا خواب سنایا اس وقت آپ کے پاس لوگوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی اس واقعہ پر بعض حاضرین حضرت والا کے معتقد بھی ہو گئے کہ آپ کو تازہ کھجور کے ساتھ امتیاز عطاء فرمایا تو مجاورین مکہ میں سے ایک غریب آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے عبداللہ! جب تم خوف اور امید کے درمیان تھے تو تمہیں نبی پاک ﷺ نے تازہ کھجور عنایت فرمائی اور جیسا کہ حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا ایمان قوی تھا ان کو نبی پاک ﷺ نے کامل کھجور عطاء فرمائی ایک عالم فرماتے ہیں کہ یہ اہل کشف کی تعبیر وتاویل ہے۔

امام یافعی کو قطب کا درجہ کیسے حاصل ہوا

قاضی القضاۃ امام مجد الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ کے قیام کے زمانہ میں خواب دیکھا کہ میرے پاس کتب حدیث کے کچھ اجزاء ہیں اور میں اسی فکر میں ہوں کہ ان کے سماع کے لئے کس محدث کے پاس جاؤں۔ اس زمانہ میں مکہ مکرمہ میں اہل سند کی ایک معتمد جماعت موجود تھی جن کے پاس امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی زیادہ لوگ تلمذ حاصل کرتے تھے لیکن میں نے اپنی تمام اطراف سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا اللہ کے نزدیک امام یافعی سے زیادہ شان و مرتبہ والا کوئی نہیں ہے۔ تو میں نے دل میں کہا کہ شاید مکہ والوں میں یہ بڑی شان کے مالک ہیں تو میں نے کہنے والے سے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے شام میں بھی اور مصر میں بھی یہ سب سے بڑے مرتبے والے ہیں۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا یہ ایک ایسا خواب ہے جس کی تعبیر حاصل کرنا بہت ضروری ہے اسی اثناء میں میں نے چند قدم اٹھائے ہوں گے کہ میں نے اپنے راستے پر ایک شخص کو دیکھا میرا غالب گمان یہ ہوا یہ یا تو میکائیل یا ابراہیم علیہما السلام ہیں، مجھے شک نہیں ان دو ہی حضرات میں سے کوئی ایک تھے، تو میں نے ان کو سلام کیا اور اپنا خواب ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ امام یافعی کو سورج کی طرح کی شہرت حاصل ہوگی اس کے بعد ان کا انتقال ہوگا، پھر میں بیدار ہوا تو اس خواب اور تعبیر کو لکھ لیا تاکہ بھول نہ جاؤں۔ اس کے بعد میں اس کلام کے مطلب میں سرگرداں رہا حتی کہ چند سال بعد بیت المقدس میں بعض صالحین سے ملاقات ہوئی ان کا نام شیخ محمد القرمی تھا، انہوں نے مجھ سے فرمایا میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ مسجد اقصیٰ کے ایک بزرگ نے مجھے اطلاع دی کہ گذشتہ رات حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ کو قطب کا درجہ عطاء کیا گیا ہے اس کی تاریخ کو تم اپنے پاس لکھ لو تو اس وقت مجھے اپنا خواب یاد آیا، پھر جب میں مکہ کی طرف لوٹا تو

شیخ عبداللہ یافعی کا انتقال ہو چکا تھا۔ پھر میں نے غور کیا تو جس دن آپ کو قطب کا درجہ عنایت فرمایا گیا تھا اس سے وفات کا ساتواں دن بنتا تھا، اور یہ وہی عرصہ تھا جس میں آپ سورج کی مثل ہو گئے تھے۔

اور یمن سے مکہ کی طرف رحلت فرمائی تھی اور مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ کی طرف آتے جاتے رہے کچھ مدت مدینہ میں رہے کچھ مدت مکہ میں۔ اس کے بعد آپ نے شام کی طرف رحلت فرمائی اور بیت المقدس اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت فرمائی پھر مصر میں مقیم اولیاء کی زیارت کا ارادہ فرمایا آپ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ پر اپنے مرتبہ کے اخفاء کے ساتھ رہتے تھے اور عاجزی پسند تھے، پھر آپ حجاز کی طرف لوٹے اور ایک مدت تک مدینہ منورہ میں قیام کیا پھر مکہ مکرمہ میں لوٹ آئے اور اس کی مجاورت اور علم و عبادت کے اشغال کو لازم پکڑا اور یہیں پر آپ نے شادی کی اور اسی عرصہ میں اولاد ہوئی۔ پھر آپ نے اپنے شیخ علی طواشی اور دیگر اولیاء کی زیارت کے لئے یمن جانے کا ارادہ فرمایا اور ان اشغال کے باوجود ان کا ایک حج بھی فوت نہ ہوا۔

آپ نے ایک حج ۷۱۲ھ میں کیا پھر یمن تشریف لائے پھر دوبارہ ۷۱۸ھ میں مکہ کا سفر کیا اور وہیں پر اقامت فرمائی اور مکہ ہی میں ۷۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔

تصانیف

آپ کی مشہور تصانیف میں سے چند ایک یہ ہیں (۱) مرآۃ الزمان و عبرۃ الیقظان (۲) نشر المحاسن الغالیہ فی فضل مشائخ الصوفیہ اصحاب المقامات العالیہ (۳) الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم (۴) روض الریاحین فی مناقب الصالحین یہ وہ کتاب ہے جس کا اختصار اور تسہیل مع جدید عنوانات آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے حضور کی ذمہ داری

مکہ کی مجاور ایک نیک خاتون نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ شیخ عبداللہ یافعی کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے ارشاد فرما رہے ہیں "اے یافعی! میں نے تیری خاطر اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ ذمہ داری اٹھائی ہے کہ تو دونوں عمروں (یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ) کی طرح ہوگا" اس جملہ کو آپ نے تین بار ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا ایسا کیوں ہوا؟ پھر خود ہی فرمایا تیرے اس عمل کی وجہ سے پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ایک جماعت فقراء کی طرف اشارہ فرمایا جو امام یافعی کے دروازہ کے پاس بیٹھے، ان سے کچھ کھانا مانگ رہے تھے، یہ خاتون کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے بال مبارک آپ کی کنپٹیوں تک دیکھے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ان سے پانی کے قطرات گر رہے تھے اور آپ نے سرخ کمبل اوڑھی ہوئی تھی۔

مختصر یہ کہ آپ کے مناقب اور آثار خیر بہت مشہور اور کتب اسلامی میں مذکور ہیں، شیخ جمال الدین اسنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طبقات میں شیخ کی بڑی تعریف کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ امام اسنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات حسرت آیات ۷۶۸ھ میں واقع ہوئی اور باب معلات کے پاس حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جامع کرامات الاولیاء ۲/ ۲۵۰ تا ۲۵۴

مزید تفصیل کیلئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں

الدرر الكامنة حافظ ابن حجر عسقلانی ۲/ ۲۴۷، شذرات الذهب ابن عماد حنبلی ۶/ ۲۱۰، بروکلمان ۲/ ۲۶۲، طبقات الشافعية الكبرى ۶/ ۱۰۳، مفتاح دار السعادة ابن قيم الجوزيه ۱/ ۲۱۷، الاعلام خير الدين زركلی ۳/ ۷۲۔۔۔

ولی کی تعریف

ولی اس کو کہتے ہیں جو اللہ اور اس کی صفات کا بقدر امکان عارف ہو، طاعات کا التزام کرتا ہو، معاصی سے اجتناب کرتا ہو، لذات اور شہوات میں انہماک سے اعراض کرتا ہو۔ (شرح العقائد النسفیہ)

کرامت

کرامت یہ ہے کہ کسی نبی کے متبع کامل سے خلاف عادت الٰہی کوئی بات ظاہر ہو اور اسباب طبیعت سے وہ اثر پیدا نہ ہوا ہو خواہ وہ اسباب جلی ہوں یا اسباب خفی ہوں، پس اگر وہ امر خلاف عادت نہ ہو یا اسباب طبیعت جلی یا خفی سے ہو تو وہ کرامت نہیں ہے۔

جادوگروں اور جوگیوں کے کام

جو شخص اپنے کو کسی نبی کا پیروکار نہیں کہتا اس سے جو کام ظاہر ہو وہ بھی کرامت نہیں، جوگیوں، جادوگروں سے بعض ایسے امور ظاہر ہو جاتے ہیں اسی طرح اگر وہ شخص اتباع نبی کا مدعی تو ہے مگر حقیقت میں متبع نہیں ہے خواہ اصول میں اختلاف کرتا ہو۔ جیسے اہل بدعت، یا فروع میں اختلاف کرتا ہو جیسے فاسق فاجر مسلمان۔ اگر ان سے بھی ایسا کام ظاہر ہو تو بھی کرامت نہیں ہے بلکہ یہ استدراج ہے اور یہ سخت مضر ہے کیونکہ یہ شخص خلاف عادت کام ظاہر ہونے کی وجہ سے اپنے کو کامل سمجھے گا اور اس دھوکہ میں حق کے طلب کرنے اور اتباع کرنے کی بھی کوشش نہیں کرے گا۔ نعوذ باللہ پس یہ لازم ہے کہ کرامت اس وقت کہلائے گی جب اس کا اظہار مومن متبع سنت کامل تقویٰ والے سے ہو۔

نوٹ: کرامت کے ظہور کے لئے اس ولی کو علم ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ اس کا ارادہ ضروری ہے۔

کرامت کی تین قسمیں ہیں

اس لئے کرامت کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ علم بھی ہو اور ارادہ بھی ہو جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا (ابو الشیخ کتاب العظمہ، تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی)
اور حضرت خالد بن ولید کا زہر قاتل پی جانا اور زہر کا آپ پر اثر نہ کرنا (دلائل نبوت بیہقی و ابو نعیم و حیوۃ الحیوان دمیری)
دوسری قسم یہ ہے کہ علم ہو مگر ارادہ نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم میووں اور پھلوں کا آنا۔
تیسری قسم یہ ہے کہ نہ علم ہو نہ ارادہ جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانا اور کھانے کا دوگنا تین گنا ہو جانا اسی لئے خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر تعجب ہوا جس سے ان کے علم وار.. کا پہلے سے نہ ہونا ثابت ہوا۔
کرامت کی ان تین قسموں میں سے پہلی قسم پر تصرف وہمت کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ دوسری اور تیسری قسم کو تصرف نہیں کہتے البتہ برکت و کرامت کہیں گے۔

کرامت بحکم خدا ظاہر ہوتی ہے

اولیاء کے ہاتھوں کرامات کا ظہور اللہ کے حکم سے ہوتا ہے جس سے مقصود یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ہاتھوں خلاف عادت کام ظاہر کرا کر اس کی عزت بڑھانا چاہتا ہے اور یہ کرامت ولی کیلئے اللہ کی نعمت ہوتی ہے۔ ولی کے اپنے اختیار سے کرامات ظاہر نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ معجزات حضور ﷺ کے حکم سے صادر نہیں ہوتے جیسا کہ اس کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے وما رمیت اذ رمیت

ولکن اللہ رمی یعنی مٹھی بھر ریت پھینک کر کافروں کو آپ نے اندھا نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کی آنکھوں میں ریت پہنچائی اور ان کو اندھا کیا۔

بعض اولیاء سے کرامت کیوں ظاہر نہیں ہوتی

بعض اولیاء کاملین کا مقام غلبہ عبودیت ورضاء کا ہوتا ہے اس لئے وہ کسی شے میں تصرف نہیں کرتے اس وجہ سے ان کی کرامتیں معلوم نہیں ہوتیں اور بعض کو قوت تصرف ہی عنایت نہیں ہوتی بس تسلیم و تفویض ہی ان کی کرامت ہوتی ہے۔

ولایت کے لئے کرامت کا ظہور ضروری نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ ولایت کے لئے کرامت کا ظہور یا وجود ضروری نہیں چنانچہ بعض صحابہ سے عمر بھر ایک بھی کرامت ظاہر نہیں ہوئی حالانکہ حضرات صحابہ سب کے سب اولیاء تھے بلکہ تمام اولیاء سے افضل تھے کیونکہ فضیلت کا مدار قرب الٰہی اور اخلاص عبادت پر ہے۔

کاش کوئی کرامت ظاہر نہ ہوتی

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض اہل کرامت نے مرنے کے وقت تمنا کی ہے کہ کاش ہم سے کرامتیں ظاہر نہ ہوتیں تاکہ ہمیں اس کا عوض بھی آخرت میں ملتا کیوں کہ یہ امر ثابت ہے کہ دنیا کی نعمتوں میں کسی بھی نعمت میں جس قدر کمی رہے گی اس کا اجر و بدلہ قیامت میں ملے گا۔

وفات کے بعد کرامت

گو بعض اولیاء ایسے بھی ہوئے ہیں کہ انتقال کے بعد بھی ان سے خوارق و تصرفات ظاہر ہوتے رہے اور یہ بات حد تواتر کو پہنچ گئی ہے۔

کرامت کی دو اور قسمیں

کرامت دو قسم پر ہے (۱) حسی (۲) معنوی، عام لوگ حسی کرامت کو کرامت سمجھتے ہیں اور معنوی کرامت کو کرامت نہیں جانتے ہیں اور حسی مثلاً یہ ہے کہ دل کی بات پر مطلع ہو جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، ایک ہی وقت میں دو جگہ یا چند جگہ پر نظر آنا، زمین میں وحنس کر اندر ہی اندر تیر کر اوپر آجانا، ذرا سی دیر میں کہیں سے کہیں پہنچ جانا، بے موسم پھل لا دینا وغیرہ۔ اوپر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ یہ چیزیں تو ریاضت سے جوگی وغیرہ، غیر مسلموں سے بھی صادر ہو جاتی ہیں اور مسلمان فاسق سے بھی بسبب ریاضت یا بسبب شمول امور طبیعت مثل مسمریزم، فری میسن، ہمزاد، عملیات نقوش، طلسمات، شعبدات، ادویات کی تاثیرات عجیبہ، سحر، نظر بندی وغیرہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض تو ان میں محض خیالی چیزیں ہیں۔ اور بعض واقعی بھی ہیں جو اسباب طبیعت خفیہ سے متعلق ہیں۔ کرامت ان سب فضولیات سے پاک ہے۔

کرامت کے ذریعہ ولی کو پہچاننا

طالب حق کو یہ نظر انصاف علامات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان امور میں قواء طبیعت کو دخل ہے یا محض قوت قدسیہ ہے یا کسی قوت کو بھی دخل نہیں بلکہ محض غیب سے ظہور ہوا ہے اس لئے کرامت حسی کو ولی کے پہچاننے کے لئے معیار بنانا خطرناک ہے۔

اسی لئے جو لوگ ایسی حسی کرامت کو ولایت کی نشانی گمان کرتے ہیں وہ دجال کے دجل و فریب اور جال میں پھنس کر معتقد ہو جائیں گے حتی کہ بعض ایسے مولوی بھی جیسا کہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے فرمایا ہے۔

ولایت کا معیار کرامت معنوی ہے

ولایت کا معیار کرامت معنوی ہے چاہے اس کے ساتھ کرامت حسی کا ظہور ہو یا نہ ہو۔ اگر فیض حاصل کرنا ہے تو کرامت معنوی دیکھو۔

معنوی کرامت کیا ہے

خواص اہل بصیرت، اہل نظر کے نزدیک ہو اکمال یہی کرامت معنوی ہے یہی اصل ہے جس کا حاصل شریعت پر مستقیم رہنا، مکارم اخلاق کا خوگر ہو جانا، اعمال صالح، نیک کاموں کا پابندی اور بے تکلفی سے صادر ہونا، اخلاق رذیلہ، کبر، حسد، ریا، حقد، کینہ، حب جاہ، حب مال، حب دنیا، حرص، طمع، طول امل، غضب وغیرہ تمام صفات مذموم سے پاک ہونا اور کوئی سانس غفلت میں نہ جانا، گناہوں کا طبعی نفرت تک پہنچ جانا، ہر کام میں بے ارادہ اتباع سنت کا ہونا۔ یہ وہ کرامت ہے جس میں استدراج کا احتمال نہیں بخلاف پہلی حسی قسم کے اس میں استدراج کا احتمال موجود ہے۔

ظہور کرامت میں خوف

اس لئے کاملین، ظہور کرامت کے وقت بہت ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ استدراج نہ ہو یا اس سے نفس میں عجب وخود رائی نہ ہو جائے یا اس کی وجہ سے شہرت وامتیاز ہو کر باعث ہلاکت نہ ہو جائے۔

کرامت کا اظہار واخفاء کب چاہئے

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اپنی کرامت کا اخفاء واجب ہے۔ جہاں اظہار کی ضرورت ہو یا غیب سے اذن (اجازت) ہو یا حال اس قدر غالب ہو کہ اس میں قصد واختیار باقی نہ رہے۔ یا کسی مرید وطالب حق کے یقین کا قوی کرنا مقصود ہو وہاں اظہار جائز ہے۔

حسی کرامت ولایت کے لئے لازم نہیں

اگرچہ یہ نہ مقصود ہے نہ مطلوب اور نہ لازم ولایت، جیسا کہ پہلے ثابت کیا گیا ہے چنانچہ بہت سے صحابہ سے عمر بھر ایک کرامت بھی واقع نہیں ہوئی حالانکہ وہ سب اولیاء تھے بلکہ تمام اولیاء سے افضل تھے۔

عقیدہ کا مدار کرامت پر نہیں ہوتا

بہت سے عوام الناس دین کی سمجھ نہ ہونے کی وجہ سے کرامات کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور اولیاء کی کرامات سے حجت پکڑتے ہیں، حالانکہ یہ کرامات اور کشف شرعی مسائل کے ثبوت میں حجت نہیں ہوتے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دین کا ارشاد ہے ہاں کسی مسئلہ کے دلائل کے ساتھ بطور تائید کے کام آجاتی ہیں، خلاف عادت کاموں میں صرف انبیاء کے معجزات حجت ہوتے ہیں۔

خلاف شریعت بزرگوں کے احوال کا جواب

فقراء سے علم ظاہر (شریعت) کے خلاف جو کام ظاہر ہوئے ہیں ایک صحیح حل یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس حکایت کی نسبت ہی ان کی طرف غلط ہے یہاں تک کہ اس نسبت کی صحت یقینی طور پر معلوم نہ ہو جائے۔

دوسرا یہ ہے کہ ثبوت صحت کے بعد اس فعل کی ایسی تاویل کی جائے جو ظاہر شریعت کے موافق ہو جائے۔ اگر علم ظاہری کے مطابق کوئی تاویل نہ ملے تو کہا جائے ممکن ہے اس کی کوئی باطنی تاویل ہو گی جس کو علمائے باطن جانتے ہیں، اور اس مقام پر حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کیا جائے جس کو قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔

تیسرا یہ ہے کہ وہ فعل ان سے سکر اور بے ہوشی میں صادر ہوا ہو گا اور جو شخص جائز طریق سے بے ہوش ہوا ہو وہ اس حالت بے ہوشی میں غیر مکلف ہے

باوجود ان تمام تاویلات کے ان کے ساتھ سوء ظن رکھنا بے توفیقی ہے حق تعالیٰ خسران سے اور بڑی قضاء اور بلاسے محفوظ رکھے آمین۔

سچے اور جھوٹے اولیاء کی قسمیں

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں

(۱) وہ جو دوسروں پر اعتقاد رکھنے والے ہیں

(۲) جن پر اور لوگ اعتقاد رکھتے ہیں

پہلی قسم والے پھر دو قسم پر منقسم ہیں، ایک وہ جو اللہ کے نور سے دیکھنے والے ہیں ایک وہ جنہیں یہ نور حاصل نہیں۔

اور تقسیم اول کی دوسری قسم والے جن پر لوگ اعتقاد رکھتے ہیں ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو ظاہر شرع کے خلاف کا ارتکاب کرتے ہیں اور جانتے بھی ہیں کہ یہ خلاف شرع ہے اور اس پر اصرار بھی کرتے ہیں ایک غیر مرتکب، کل چار قسمیں ہوئیں معتقد ناظر بنور اللہ، معتقد غیر ناظر بنور اللہ، معتقد مرتکب معاصی معتقد غیر مرتکب معاصی۔

قسم اول چونکہ اللہ کے نور سے دیکھنے والے ہیں وہ خود اچھے برے کا حکم لگا سکتے ہیں یہ خود حاکم ہیں کسی کے محکوم نہیں ہیں انہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بتلا دیا تھا اس سے وہ حق باطل میں تمیز کر لیتے ہیں۔

دوسری قسم جو معتقد ہیں اور بغیر نور الٰہی کے دیکھتے ہیں جیسے کہ ہم لوگ ہیں ان کا حکم اخیر کے دو اقسام معتقد کے اختلاف سے بدل جائے گا مثلاً یہ معتقد غیر مرتکب معاصی کے ساتھ ہر حالت میں حسن ظن رکھیں گے۔

قسم اول یعنی جو مرتکب معاصی ہیں ان کی پھر تین قسمیں ہیں۔

ایک وہ ہیں جن کے ساتھ عارفین کاملین عقیدت رکھتے ہیں ان سے انہیں بھی عقیدت رکھنی چاہیے دوسرے وہ ہیں جن کا مشائخ عارفین انکار

کرتے ہیں انہیں بھی ان سے اعتقاد نہ رکھنا چاہیے ایک تو اس وجہ سے کہ وہ لوگ منکرات میں مبتلا ہیں۔ دوسرے اس وجہ سے کہ بزرگ بھی ان کی مخالفت کرتے ہیں۔

تیسری قسم وہ ہے جنہیں یہ نہیں معلوم کہ آیا بزرگ بھی انہیں اچھا جانتے ہیں یا نہیں ان کی پھر دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ ان سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی ہے ایسے شخص کے ساتھ ہم بدگمانی کریں گے کیونکہ وہ خلاف شرع منکرات کا مرتکب ہے اس پر اصرار کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی کرامت بھی معارض نہیں ہے نہ کسی کو بزرگوں میں ان کے ساتھ حسن اعتقاد ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ ان سے کوئی کرامات ظاہر ہوں ان کی بھی تین قسمیں ہیں۔

اول وہ جو دینداری اور طاعت و عبادت میں اس قدر مشہور ہے کہ ان سے اختلاط یا کسی اور وجہ سے ان کی دینداری پر ظن غالب اور اعتقاد ہو سکتا ہے ایسے آدمی کے ساتھ ہمیں حسن عقیدت رکھنا چاہیے کیونکہ کرامت اور دینداری دونوں ان کے پاس جمع ہیں ممکن ہے جو بات ان سے خلاف شرع صادر ہوئی اس میں کوئی راز باطنی ہو جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا۔

دوسری قسم وہ ہے کہ وہ جادوگری اور فسق اور کہانت کے ساتھ پہلے ہی سے مشہور ہے اس پر بھی ہم بدگمانی کریں گے اور اس پر قدح اور انکار کریں گے کیونکہ اس میں نہ دین ہے نہ کرامت ہے کیونکہ جو کچھ خلاف عادت اس سے ظاہر ہوا یہ کرامت نہیں بلکہ جادو اور کہانت ہے یہ شیطان کے دوست کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ اور کرامت ولی اللہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے اور ساحر و کاہن کا دین میں کوئی

اعتبار نہیں بلکہ بعض سحر تو کفر ہوتے ہیں اسی طرح اگر منجم یہ اعتقاد کرتا ہے کہ ستارے بذات خود مؤثر ہیں اور وہ طبیب بھی جو سمجھتا ہے کہ طبیعت بذات خود مؤثر ہے یہ سب کافر ہیں حق تعالیٰ ہمیں اور جملہ مسلمانوں کو دین و دنیا اور آخرت میں عافیت عطا کرے آمین۔

تیسری قسم وہ شخص ہے جو مجہول الحال ہے نہ اس کی دینداری معلوم ہے نہ بددیانتی نہ جادوگر ہونا معلوم ہے نہ اس سے خلاف عادت ہونا ظاہر ہے۔ اس کے بارے میں ہم خاموش رہیں گے اور اس کی حالت میں غور کریں گے، اس کا امتحان کریں گے، تجربہ کریں گے، اس کے ساتھ مباحثہ کریں گے، اس کے اقوال و افعال میں اعمال و احوال میں، کیونکہ اس میں دو چیزیں متعارض ہیں فضیلت موجب کرامت ہے۔ یعنی خرق عادت اور ذات جو موجب ملامت ہے یعنی ارتکاب معاصی، اور اس کے ساتھ بحث میں اور امتحان اور مجالست میں ادب کو ملحوظ رکھیں گے اگر ہمیں پہلی دو اقسام میں کسی ایک میں ان کا داخل ہونا اس تجربہ سے معلوم ہو گیا تو ان میں انھیں لاحق کر کے انھیں کا سا معاملہ کریں گے اور ساتھ کریں گے۔ اگر کچھ معلوم نہ ہو تو اس سے جو منکر صادر ہوتا ہے اسے دیکھیں گے کہ وہ فاحش ہے یا غیر فاحش ہے: اگر فاحش ہے تو ان سے الگ رہیں گے۔ حتی کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ ان سے قرب مناسب ہے کیونکہ منکر کا تو ہمیں یقین ہے اور کرامت میں ظاہرا و باطنا شک ہے۔ اگر وہ منکر غیر فاحش ہے تو ہم ان کے قریب ہوں گے۔ جب تک ہمیں یہ نہ معلوم ہو جائے کہ دوری ان سے بہتر ہے کیونکہ کرامت کا احتمال ہے اور مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن مستحب ہے لیکن تھوڑا سا خلاف شرع کام اس سے محفوظ نہیں مگر طبیب خالص کا وجود بہت ہی نادر ہے۔

یہ جو باتیں بیان کی گئیں یہ دس قسمیں ہوئیں ایک قسم اور باقی رہ گئی وہ یہ

کہ جس کا حال معلوم نہ ہو اس سے کوئی خرق عادت صادر ہو اور کوئی منکر فعل بھی اس کا ظاہر نہ ہو اس کے ساتھ حسن ظن رکھیں گے جب تک کہ ہمیں اس میں برائی کی کوئی وجہ معلوم نہ ہو، یہ سارا بیان جب ہے کہ جب کرامات کا ظہور بغیر چیلنج اور دعوی کے ہو اور جس میں سبب مدح و ذم دونوں مخالف ہوں اور دونوں سبب برابر بھی ہوں ایک کو دوسرے پر ترجیح بھی نہ ہو سکے اور شک پیدا ہو جائے اور ان کا حال ہم پر مخفی رہے تو ہم اس میں توقف کریں گے، نہ ان کے نیک ہونے کا حکم لگائیں گے نہ بُرے ہونے کا، نہ ان کی مدح کریں گے نہ ذم، نہ ان سے عقیدت کریں گے نہ انھیں جانچیں گے، بلکہ ان کا حل اللہ کے حوالہ کریں گے جو علیم و خبیر ہے، جس کے مثل کوئی نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے یہ جواب مجھ پر ظاہر ہوا ہے واللہ اعلم۔

مختصر یہ کہ لوگ تین قسم پر ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جن کے بارے میں ہم عقیدت رکھیں ایک وہ جن پر عقیدت نہ رکھیں ایک وہ جن کے حق میں توقف کریں۔ قسم اول پر تین باتوں میں سے ایک پر ہم اعتقاد کریں گے۔ ایک تو اس وجہ سے ہے کہ اس پر اہل باطن اعتقاد کرتے ہیں وہ جس حال پر بھی ہوں۔ دوسرا یہ کہ وہ کسی بُرے کام پر اصرار نہ کریں۔ تیسرا یہ کہ اس میں دینداری اور کرامت جمع ہو مع شرائط کے، اگرچہ ظاہر میں وہ بعض منکرات پر اصرار کریں۔

دوسری قسم پر بوجہ اس کے کہ ان میں تین باتیں جمع ہیں ہم اعتقاد نہ کریں گے اول یہ کہ ظاہر شرع میں فعل بُرا ہے وہ اس کا ارتکاب کرتے ہیں، اور جان کر اس پر اصرار کرتے ہیں، دوسرے ان سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوتی، تیسرے ان سے اہل باطن کا اعتقاد ہونے کا ہمیں علم نہیں ہے۔

اور قسم ثالث میں بوجہ جمع ہونے تین باتوں کے ہم توقف کرتے ہیں

ایک تو ان سے خرق عادت ظاہر ہوتی ہے، دوسرے ان کی حالت ہمیں معلوم نہیں، تیسرے ان کا ارتکاب کرنا اور اصرار کرنا ایسے معاصی پر جسے وہ جانتے ہیں کہ معصیت ہے پھر ہم ان سے اور ان کی جانب سے بحث کریں گے اگر ہمیں کوئی دلیل جو ان کی نیکی یا بُرائی پر ظاہر ہو جائے تو اس کے مقتضاء پر عمل کریں گے، ورنہ اگر وہ کھلا گناہ ہو تو ان سے الگ رہیں گے اگر کھلا نہ ہو تو ان سے ملتے رہیں گے واللہ اعلم۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، الذی أكرم من شاء من عباده الصالحين، بكرامات هی من جملة معجزات أنبيائه المرسلين، الدالة علی صحة دينه المبين، والصلوة والسلام علی أفضل النبيين والمرسلين، وسيدالخلق اجمعين، سيدنا محمد الصادق الأمين، الذی آتاه الله من المعجزات وحده أكثر مما آتی جميع الأنبياء والمرسلين، وأكرم أولياء أمته بكرامات أوفرمما أكرم به جميع الأولياء السابقين. اما بعد:

ذیل میں امام محمد بن عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب روض الریاحین کا انتخاب حکایات اور خود ان کی طرف سے ان حکایات کے ذیل میں جو وضاحتیں تحریر کی گئی تھیں پیش خدمت ہیں۔ صرف عنوانات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس کو ہم سب کیلئے نافع بنائے (آمین) امداد اللہ انور غفرلہ

خدا کے خادموں سے بدن کے دکھ دور ہو گئے

حکایت (۱) حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بیت المقدس کے پہاڑ پر جا رہا تھا کہ یکایک میں نے ایک آواز سنی 'کوئی کہتا ہے کہ خادموں اور غلاموں کے بدن سے دکھ دور ہو گئے اور وہ طاعت خداوندی میں مشغول ہو کر کھانے پینے سے غافل ہو گئے اور ان کے بدن حقیقی بادشاہ کے سامنے کھڑے ہونے کے عادی ہو گئے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز کے پیچھے پیچھے چلا گیا دیکھتا ہوں کہ وہ آواز دینے والا ایک امرد جوان ہے منہ پر زردی چھا رہی ہے۔ بدن نحیف ہے ہوا کے چلنے سے ہری شاخ کی طرح لچکتا ہے 'اس پر دو چادریں ہیں 'ایک چادر کا تہبند کر رکھا ہے دوسری اوڑھ رہا ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو درخت کے اندر چھپنے لگا میں نے کہا او لڑکے اتنا تنفر اور اتنی کج خلقی! یہ تو مؤمنین کی شان اور اخلاق کے خلاف ہے۔ یہ سن کر وہ مجھ سے بولا اور کچھ پند و نصیحت کی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر پڑا اور ان الفاظ سے مناجات کی هذا مقام من لاذبك وا ستجار بمعز فتك والف محبتك فيا اله القلوب وما يحويه من عظمتك احجبني عن القاطعين لي عنك یعنی اے اللہ یہ مقام اس شخص کا ہے جس نے تیرے ساتھ ٹھکانا پکڑا اور تیری معرفت کے ساتھ پناہ چاہی اور تیری محبت کا دلدادہ ہوا۔ پس اے دلوں کے مالک اور اس جلال و عظمت کے مالک جو دلوں میں ہے جو لوگ مجھے آپ سے قطع اور الگ کرنے والے ہیں مجھے ان سے چھپا دیجئے پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا رضی اللہ عنہ۔

اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شام کے

پہاڑوں میں سفر کر رہا تھا چلتے چلتے ایک ٹیلے پر پہنچا۔ وہاں ایک شیخ کو پایا کہ ان کی پلکیں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آگئی تھیں۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ وہ سلام کا جواب دے کر بارگاہ الٰہی میں اس مضمون سے مناجات کرنے لگے۔

اے وہ ذات جسے گناہ گار پکارتے ہیں تو اسے قریب پاتے ہیں اور اے وہ ذات کہ زاہد جس کا قصد کرتے ہیں تو اسے محبوب پاتے ہیں اور اے وہ ذات کہ جس کے ساتھ مجاہدہ وریاضت کرنے والے انس پکڑتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو اسے قبول کرنے والا پاتے ہیں۔

حور تیری طلب میں ہے

حکایت (۲) شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ مجھے نیند آئی اور معمولی وردو وظائف بھی چھوٹ گئے۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوب صورت حسین لڑکی ہے کہ اس سے زیادہ میں نے کسی کو حسین نہ دیکھا، سبز ریشمی کپڑے پہنے ہوئے ہے اس کے پاؤں میں دو جوتیاں ہیں کہ وہ تسبیح کر رہی ہیں اور اس کے تسمے تقدیس۔ وہ مجھ کو کہتی ہے ابن زید! میری طلب میں کوشش کر کیونکہ میں تیری طلب میں ہوں پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔

من یشتری ومن یکن سکنی
یامن فی ربحہ من الغبن

(یعنی جو مجھے خریدے اور جو میرے دل کا چین و آرام بنے وہ اپنی تجارت کے نفع میں خسارہ سے مامون رہے گا) میں نے پوچھا پھر تیری قیمت کیا ہے۔ اس نے یہ شعر پڑھا۔

محبۃ اللہ ثم طاعتہ
وطول فکر یشاب بالحزن

(یعنی میری قیمت اللہ کی محبت اور محبت کے ساتھ اس کی طاعت' اور میری قیمت ایسا طویل فکر ہے جو حزن کے ساتھ ہو میں نے کہا اے لڑکی تیرا مالک کون ہے تو اس نے جواب دیا۔

لمالك لایرد لی ثمنا

من خاطبً فداتاه بالثمن

(یعنی میرا مالک وہ ہے کہ اگر کوئی میری خواہش کرنے والا اس کے پاس میری قیمت لائے تو وہ اس قیمت کو رد نہیں کرتا بلکہ قبول کر لیتا ہے) کہتے ہیں کہ شیخ عبدالواحد یہ خواب دیکھ کر جاگ اٹھے اور اس کے بعد سے قسم کھالی کہ رات کو کبھی نہ سوؤں گا۔ ان بزرگ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے صبح کی نماز چالیس برس تک عشاء کے وضو سے پڑھی۔ نفعنا الله من بركاته رضی الله عنه .

ایک حسین لڑکی

حکایت (۳) کسی عارف نے کہا ہے کہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ میں سو گیا اور ایسا سویا کہ معمولی اوراد بھی رہ گئے۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ایسی حسین لڑکی کھڑی ہے جو تمام عمر میں میں نے کبھی ایسی نہ دیکھی تھی اور اس میں سے خوشبو ایسی مہک رہی تھی کہ میں نے کبھی نہ سونگھی تھی' اس نے مجھے ایک رقعہ دیا اور کہا اسے پڑھ' میں نے جو پڑھا تو اس میں یہ اشعار تھے۔

لذذت بنومك من خير عيش

مع الولدان فی غرف الجنان

تعش مخلدا لا موت فيها

وتبقى فی الجنان مع الحسان

تیقظ من منامک ان خیرًا
من النوم التہجد بالقران

(۱) یعنی تو سونے کی لذت میں مشغول ہو گیا اور جنت کی کھڑکیوں کے عمدہ عیش اور وہاں کے خادموں سے غافل رہا۔ (۲) جنت میں تو خوبصورت عورتوں کے ساتھ ہمیشہ کو رہے گا اور وہاں موت نہیں۔ (۳) اس وقت اس خواب غفلت سے بیدار ہو، سونے سے تہجد کی نماز اور قرآن بہتر ہے۔ ان اشعار کے پڑھتے ہی میری آنکھ کھل گئی اور اپنے آپ کو خوفزدہ سا پایا۔ اب جب بھی مجھے یہ اشعار یاد آتے ہیں میری نیند بالکل اڑ جاتی ہے۔

میں ٹھنڈا پانی پینے والوں کیلئے نہیں ہوں

حکایت (۴) شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک روز ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو انہیں روتے ہوئے پایا تو پوچھا کہ حضرت آپ کیوں رو رہے ہیں فرمایا کل شب کو میری لڑکی آئی تھی اس نے کہا ابا جان آج کی رات سخت گرمی ہے میں یہ ٹھلیا پانی کی ٹھنڈی ہونے کے لئے کسی جگہ لٹکاتی ہوں میں نے کہا اچھا جہاں موقع دیکھو لٹکا دو وہ تو لٹکا کر گئی اور مجھے نیند کا غلبہ ہوا حتی کہ میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت نہایت حسین و جمیل جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی آسمان سے زمین پر اتری میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس کے لیے ہے اس نے کہا میں کسی کے لیے بھی سہی مگر اس کے لیے تو نہیں جو ٹھنڈا پانی پیتے رہیں یہ خواب دیکھ کر بیدار ہو گیا اور اس ٹھلیا کو توڑ دیا۔ حضرت جنید فرماتے ہیں کہ اس ٹوٹی ٹھلیا کو پھر کسی نے نہ اٹھایا۔

شہد چٹانے والی

حکایت (۵) ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ابو اسحاق ابراہیم بن ظریف" کی خدمت میں موجود تھا ایک شخص آیا اور اس نے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ حضرت اگر کوئی اپنے نفس سے یہ عہد کرے کہ میں فلاں کام بغیر اپنے حصول مطلوب نہ کروں گا تو یہ جائز ہے یا نہیں ؟ فرمایا۔ ہاں جائز ہے اور ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کے قصہ سے استدلال فرمایا۔ ابو عبداللہ قرشی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ مسئلہ سن کر اپنے جی میں عہد کر لیا کہ میں جب تک کوئی نمونہ قدرت الٰہی کا نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک بے آب و دانہ رہوں گا۔ القصہ مجھ پر سات دن گذر گئے اور میں اس وقت دکان کرتا تھا میں اپنی اسی حالت میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا آ کر کہنے لگا عشاء تک صبر کر اس برتن سے تجھے ملے گا یہ کہہ کر غائب ہو گیا جب شام ہوئی تو میں عشاء اور مغرب کے مابین اوراد و وظائف میں مشغول تھا کہ دیوار پھٹی اور ایک حور اس سے نکلی اس کے ہاتھ میں وہی برتن تھا اور اس میں شہد جیسی کوئی چیز تھی وہ میرے پاس آئی اور تین بار اس نے مجھے چٹایا میں اس کے چاٹتے ہی بے ہوش ہو گیا کچھ دیر بعد جو افاقہ ہوا تو وہاں اس حور کو نہ پایا لیکن اس کی حلاوت اور شیرینی سے ایسا مفتون ہوا کہ اس کے بعد سے کسی قسم کا کھانا لذیذ معلوم نہ ہوتا تھا اور اس کی صورت میرے دل میں ایسی بسی کہ دنیا کی کوئی شے مجھے بھلی معلوم نہ ہوتی تھی اور اس کی آواز نے مجھے ایسا بے خود کر دیا تھا کہ کسی کی آواز مجھے نہ بھاتی تھی۔ یہی حالت ایک مدت تک رہی۔

اللہ تعالیٰ اس سے اپنی خلوت کی محبت سلب کر لیتا ہے

حکایت (۶) عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین رات یہ سوال کیا کہ اے اللہ مجھے اس شخص کو دکھا دیجئے جو جنت میں میرا رفیق ہو گا ارشاد ہوا کہ اے عبدالواحد جنت میں تیرا رفیق میمونہ سوداء ہے میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے ارشاد ہوا کہ وہ کوفہ میں فلاں قبیلہ میں ہے میں کوفہ میں اسی پتہ پر گیا اور لوگوں سے پوچھا اس نام کی عورت کہاں ہے لوگوں نے کہا وہ تو ایک مجنونہ ہے بکریاں چرایا کرتی ہے میں نے کہا میں اس کو دیکھنا چاہتا ہوں کہا فلاں جنگل میں چلے جاؤ وہ ملے گی میں اس مقام پر گیا، دیکھا تو وہ کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہے اور اس کے سامنے ایک عصا ہے اور ایک اون کا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس کپڑے پر یہ لکھا ہے کہ "یہ بیچی جا سکتی ہے نہ خریدی" اور ایک عجیب واقعہ یہ دیکھا کہ بکریاں اور بھیڑیے ایک جگہ پر چر رہے ہیں نہ تو بھیڑیے بکریوں کو کھاتے ہیں۔ نہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں جب اس نے مجھے دیکھا تو نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیر کر کہا اے ابن زید اس وقت جاؤ یہ وقت وعدہ کا نہیں ہے کل آنا میں نے پوچھا تجھے کس نے بتایا کہ میں ابن زید ہوں کہا کہ تجھے یہ خبر نہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ ارواح لشکر کی لشکر ایک جگہ ہیں جن ارواح میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی آپس میں ایک دوسرے سے الفت کرتے ہیں اور جو وہاں ایک دوسرے سے ناواقف اور انجان رہے ان کا یہاں بھی اختلاف رہتا ہے پھر میں نے کہا مجھے کچھ اور نصیحت کر کہا جس بندہ کو دنیا کی کوئی چیز حق تعالیٰ نے دی اور وہ پھر اسی کی طلب میں رہا اللہ تعالیٰ اس سے اپنی خلوت کی محبت سلب فرما لیتا ہے اور قرب کو بعد میں بدل دیتا ہے اور اس کی جائے وحشت اس کے دل میں

اٹھادیتا ہے پھر چند عبرتناک اشعار پڑھے۔ پھر میں نے پوچھا کہ بھیڑیے بکریوں کے ساتھ کس طرح رہتے ہیں نہ تو بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں اور نہ بھیڑیے انہیں ستاتے ہیں۔ کہا جاؤ یہ باتیں مت کرو میں نے اپنے مولا سے صلح کر لی ہے اس لیے اس نے بھیڑیے اور بکریوں میں موافقت کر دی ہے۔

کیا میرا مالک بھی راضی ہے؟

حکایت (۷) محمد بن محبوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک مرتبہ بیمارستان میں گزر ہوا دیکھا کہ ایک لڑکا طوق وزنجیر سے جکڑا ہوا ہے مجھے دیکھ کر بے اختیار بولا اے محبوب کچھ خبر ہے کہ وہ مالک حقیقی مجھ سے اس طوق وزنجیر پر بھی راضی ہے؟ یہ سب کچھ اسی کی محبت ہی میں ہے پھر رو دیا.................. اور چند اشعار دردناک پڑھے۔

نئی ولایت سے تجھے مشرف فرمائیں گے

حکایت (۸) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کے بیاباں میں چلا جاتا تھا کہ ایک حبشیہ سے ملاقات ہوئی اور حالت اس کی یہ تھی کہ محبت الٰہی سے حیران پریشان اور نگاہ آسمان پر چڑھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا اے بہن السلام علیک کہا ذوالنون! وعلیک السلام میں نے پوچھا تو نے مجھے کس طرح پہچانا کہا ارے بے وقوف اتنی بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدن پیدا کرنے سے دس ہزار برس پہلے روحیں پیدا کی تھیں، پھر جن میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی آپس میں الفت کرتے ہیں اور جن میں وہاں ناشناسائی ہوئی ان میں یہاں بھی اختلاف ہے، چنانچہ اسی درمیان میں میری روح نے تیری روح کو پہچان

لیا تھا۔ ذوالنون فرماتے ہیں کہ میں نے یہ باتیں سن کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے حکمت سکھلائی ہے۔ کچھ اپنے علم سے مجھے بھی تعلیم کر کہا اے ابوالفیض اپنے اعضاء پر عدل کی ترازو رکھ لے (یعنی) اپنے اعضاء کو شریعت کے تابع کر دے تاکہ جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ سب کچھ گل کر فنا ہو جائے اور قلب صاف و شفاف ہو جائے۔ سوائے اللہ کے کوئی اس میں نہ ہو اس وقت تجھے اپنے دروازہ پر جگہ دیں گے اور ایک نئی ولایت سے تجھے مشرف فرمائیں گے اور تمام چیزوں کے محافظین کو تیری طاعت کا حکم کر دیں گے میں نے کہا اے بہن کچھ اور کہو کہا اے ابوالفیض اپنے نفس میں سے کچھ اپنے نفس کے لیے حصہ لے (یعنی) اپنے نفس کو طاعت میں مشغول رکھ اور خلوت میں اللہ کی عبادت کر پھر جب تو دعا کرے گا قبول ہو گی۔

گناہوں سے بچنے کی دوا

حکایت (۹) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک طبیب کو دیکھا کہ اس کے ارد گرد عورتوں اور مردوں کا بے شمار مجمع ہے اور وہ ہر ایک کو مناسب دوا بتاتا ہے میں نے بھی اس کے پاس جا کر سلام کیا اور کہا آپ مجھ کو گناہوں سے بچنے کی دوا بتایئے۔ اس نے تھوڑی دیر سر جھکایا پھر سر اٹھا کر کہا اگر میں بیان کروں تو سمجھو گے! میں نے کہا ان شاء اللہ تعالیٰ کہا اول یہ اجزاء جمع کر لو۔ بیخ صبر، برگ شکر، ہلیلہ تواضع، بلیلہ خشوع، روغن ہنشہ ہیبت، خطمی محبت تمر ہندی سکینت، گلاب صدق، ان سب اجزاء کو لے کر احکام کی دیگچی میں ڈال کر آب احکام سے تر کرکے اس کے نیچے نار اشتیاق و سوزش روشن کرو اور کفچۂ عظمت سے ہلاؤ کہ اس پر حکمت کا کف آجائے جب صفائے فکر سے خوب صاف ہو جائے

تو اس کو جامِ ذکر میں رکھو اور پھر رضا کی چھلنی سے چھان کر اس میں خمیرۂ امانت اور عمل میں حل کر کے عقل اور ملاؤ .... پھر حانوتِ خلوت میں جا کر پیو اور آبِ وفا سے قلی کر لو اور خوف اور گرسنگی کی مسواک کرو اور اوپر سے قناعت کا سیب کھا لو اور اپنے لبوں کو اعراضِ ماسوی اللہ کے رومال سے صاف کر لو یہ شربت ان شاء اللہ گناہوں کو بالکل زائل کر دے گا اور اللہ تعالیٰ اپنا قرب عطا فرما دے گا۔

تمہاری دعا کی برکت سے شاید وہ رحیم مجھ پر کرم کر دے

حکایت (۱۰) حضرت مالکؒ بن دینار فرماتے ہیں میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ اس کے چہرہ نورانی سے دعا کی قبولیت کے آثار ظاہر ہیں اور اس کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے اسے پہچانا کہ بصرہ میں اسے مالدار دیکھا تھا مجھے اس کی پریشان حالی پر سخت رنج ہوا اور اس حال میں دیکھ کر رونے لگا اس نے بھی مجھے دیکھ کر پہچانا اور رو دیا پھر اس نے مجھے سلام کیا اور کہا مالک خدا کے واسطے اپنے وقتِ خاص خلوت میں مجھے ضرور یاد رکھنا اور خدا سے میرے حق میں توبہ اور مغفرت کی دعا کرنا۔ امید ہے کہ تمہاری دعا کی برکت سے وہ رحیم و کریم مجھ پر رحم فرمائے اور میرے گناہ معاف کر دے۔ مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ چل دیا اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے جب حج کا زمانہ آیا میں مکۂ معظمہ کو روانہ ہوا اور وہاں پہنچا۔ ایک دن مسجدِ حرام میں تھا کہ لوگوں کے مجمع پر نظر پڑی اور اس مجمع میں ایک جوان نظر آیا جو زار و قطار رو رہا تھا اور اس کے رونے کی کثرت سے لوگ طواف سے رُکے ہوئے تھے میں بھی لوگوں کے ساتھ ٹھہر کر اسے دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ یہ تو میرا دوست ہے میں اسے پا کر بہت خوش ہوا اور اسے سلام کیا۔ کہا شکر خدا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے خوف کو امن سے بدل دیا اور

جو تیری تمنا تھی تجھے دے دی۔ مالک کہتے ہیں میں نے کہا تجھے خدا کی قسم سچ بتا، تیرا کیا حال ہے تو اپنے حال سے مجھے مطلع کر۔ جواب دیا سب خیریت ہے اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بلایا اور میں آیا اور جو کچھ مانگا سو پایا۔ مالک فرماتے ہیں میں طواف میں مصروف ہوا اور وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ پھر میں نے اسے نہ دیکھا اور نہ کچھ خبر پائی۔

اولیاء اللہ کی ملاقات کی قیمت

حکایت (۱۱) کہتے ہیں تاجروں کی ایک جماعت نے براہ دریا سفر حج کیا راہ میں کشتی ٹوٹ گئی اور حج کا وقت تنگ ہو گیا اور ایک شخص کے پاس پچاس ہزار کا مال تھا اس نے مال تو چھوڑ دیا اور حج کا ارادہ کیا ہمراہیوں نے کہا۔ اگر تو یہاں ٹھہرتا شاید کچھ مال تیرا نکل آتا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اگر تمام دنیا کا مال مجھے مل جائے تو مجھے حج کرنے اور اولیاء اللہ کی ملاقات کرنے کے مقابلہ میں پسند نہیں اور میں ان میں دیکھ چکا ہوں جو کچھ دیکھ چکا ہوں۔

لوگوں نے دریافت کیا ان میں کیا بات دیکھی۔ کہا ایک دفعہ ہم حج کو جا رہے تھے ایک دن پیاس نے سخت تکلیف دی اور پانی نایاب تھا۔ ایک گھونٹ کہیں نہ ملتا تھا۔ میں قافلہ میں سب کے پاس پھرا مگر پانی نہ ملا قیمت سے بھی دستیاب نہ ہوا اور مارے پیاس کے دم نکلنے لگا۔ پھر میں چند قدم چلا۔ ایک فقیر ملا اس کے پاس برچھی اور چھاگل تھی۔ اس نے برچھی حوض کے اندر ایک نالی میں گاڑ دی پانی برچھی کے نیچے سے نکلنے لگا اور نالی سے جاری ہو کر حوض میں جمع ہونے لگا۔ میں نے حوض کی طرف جا کر خوب پانی پیا اور اپنے مشکیزوں کو پانی سے بھر لیا۔ پھر میں نے اپنے ہمراہیوں کو وہ جگہ دکھلا دی سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور وہ پانی اسی طرح جاری رہا۔ پھر اس تاجر نے کہا کون ایسا ہے کہ ایسے متبرک مقام کی زیارت

جہاں ایسے ایسے بزرگ جمع ہوتے ہوں فوت ہو جانے کی دلیری کرے۔

چھ کی برکت سے چھ لاکھ کا حج قبول

حکایت (۱۲) حضرت ابو عبداللہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ میدان عرفات میں تھا۔ جب اخیر رات ہوئی سو گیا۔ خواب میں دیکھا دو فرشتے آسمان سے اترے ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سال کس قدر لوگوں نے حج کیا اور وقوفِ عرفات کیا، اس نے جواب دیا چھ لاکھ آدمیوں نے حج کیا مگر ان میں چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا۔ میں نے یہ سن کر چاہا کہ اپنے منہ پر طمانچے لگاؤں اور خوب چلا کر روؤں۔ پھر دوسرے فرشتے نے پوچھا، باقی جن کا حج قبول نہیں ہوا ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کس طرح پیش آیا۔ کہا خداوند کریم ہے۔ اس نے اپنی نگاہ کرم سے ہر ایک کی برکت سے ایک ایک لاکھ کو بخش دیا اور چھ شخصوں کے طفیل میں چھ لاکھ کا حج قبول فرمایا اور یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے دے اور خدا تو بڑے فضل والا ہے۔

خدا اپنے گھر میں اس کو بلاتا ہے

حکایت (۱۳) حضرت علی بن موفق فرماتے ہیں میں ایک روز حرم میں بیٹھا تھا اور ساٹھ حج کر چکا تھا میرے دل میں خیال گذرا کہ کب تک تو ان جنگل بیابانوں میں پھرے گا اتنے میں مجھ پر نیند نے غلبہ کیا اور سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی کہہ رہا ہے اے موفق کے بیٹے تو نے اپنے گھر اسے بلایا ہے جسے دوست رکھا ہے۔ خوشی اسی کو ہے جس کو مولا دوست رکھے اور اپنے مقام عالی میں ٹھہرائے۔

اگلے پچھلے سب گناہ معاف

حکایت (۱۴) حضرت ذوالنون مصریؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جوان کو خانہ کعبہ کے پاس دیکھا کہ کثرت سے نماز پڑھتا اور سجدے رکوع بہت کر رہا تھا میں اس کے پاس گیا اور کہا تو نماز بہت پڑھتا ہے کہا میں پھر جانے کی اجازت کا منتظر ہوں کہتے ہیں پھر میں نے ایک پرچہ کاغذ کا دیکھا جس میں لکھا تھا۔ یہ خط خدائے عزیز بخشنے والے کی طرف سے اس کے بندے سچے شکر گزار کی طرف ہے۔ واپس جا۔ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہیں۔

امام زین العابدینؒ کا مقام

حکایت (۱۵) نقل ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے قبل خلافت کے حج کیا وقت طواف کے کوشش کی کہ حجر اسود کا بوسہ لے مگر بوجہ کثرت آدمیوں کے ممکن نہ ہوا۔ اسی حال میں امام زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے لوگ انھیں دیکھ کر طواف سے رک گئے یہاں تک کہ انھوں نے طواف کیا اور حجر اسود کا بوسہ لیا۔ لوگوں نے ہشام سے پوچھا یہ کون ہیں۔ کہا میں نہیں پہچانتا۔ فرزدق شاعر نے کہا جو کہ وہاں موجود تھا۔ میں انھیں پہچانتا ہوں اور اشعار میں ان کا نام .... لیا اور ان کی مدح وصفت بیان کی۔

شاید اللہ تعالیٰ میری طرف رحمت کی نظر سے دیکھ لے

حکایت (۱۶) نقل ہے کہ حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم حج کو تشریف لے گئے۔ جب مسجد حرام میں داخل ہوئے خانہ کعبہ کو دیکھ کر یہاں تک روئے کہ ان کی آواز بلند ہو گئی۔ کسی نے کہا لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں آپ اپنی آواز کو روکیں اور رونے سے باز رہیں۔

فرمایا میں کیونکر نہ رووں۔ شاید اللہ تعالیٰ میری طرف نظر رحمت کرے اور میں کل قیامت کو اس کی رحمت کے ذریعہ سے نجات پاؤں۔ پھر انہوں نے طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے نماز نفل ادا کی اور سجدے سے سر اٹھایا۔ سجدے کا مقام آنسوؤں سے تر تھا اور اپنے ایک ہمراہی سے کہا میں غمگین ہوں میرا دل رنج سے فارغ نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا آپ کو کیا رنج ہے۔ فرمایا جس کے دل میں صاف اور خالص اللہ کا دین داخل ہوا وہ جملہ ماسوی سے باز رہا اور دنیا نہیں مگر یہی سواری جس پر تو سوار ہے یا کپڑا جو پہن لیا یا عورت جو مل گئی یا کھانا جس قدر کھایا۔ پھر فرمایا اہل تقویٰ دنیا داروں میں کم مشقت والے ہیں اور لوگوں کی مدد زیادہ کرتے ہیں۔ اگر تم ان کو بھول جاؤ تم کو یاد کریں اگر تم ان کو یاد کرو تمہاری اعانت کریں حق بات کہنے والے حکم خدا کے ساتھ قائم رہنے والے ہیں، دنیا کو ایک منزل خیال کرو کہ رات کو اترے اور صبح کو کوچ کیا یا کوئی کمال خواب میں دیکھا جب بیدار ہوئے کچھ پاس نہ تھا اور فرمایا مرد مومن کا دل غنا اور عزت کی جولانگاہ ہے جب دونوں ایسے مکان میں پہنچتے ہیں جہاں توکل ہو اس جگہ کو دونوں اپنا وطن بنا لیتے ہیں۔

(میں یافعی کہتا ہوں) یعنی اگر کسی کے دل میں توکل نہ ہو تو غنا اور عزت دونوں وہاں سے کوچ کر جاتے ہیں اور ان کے قول (جس کے دل میں صاف خالص دین اللہ کا داخل ہوا) اس سے مراد محبت خدا ہے کیونکہ صاف خالص اللہ کے دین کو حقیقت محبت لازم ہے جس دل میں یہی محبت ہو گی دین خالص بھی وہیں ہو گا اور اس وقت وہ دل اپنے محبوب سے مشغول ہو کر ماسوائے محبوب سے اعراض کرے گا اور نہ سنے گا اور نہ دیکھے گا مگر اللہ ہی کے ساتھ اور یہی مطلب ہے اس قول کا۔ میرے دل

کے دوست کے ساتھ میرا دیکھنا اور سننا ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔

عبداللہ ابن عطا کہتے ہیں میں نے علماء کو باعتبار علم اور فضل کے درجے میں کسی سے چھوٹا نہ پایا مگر حضرت محمد بن علی بن حسین سے ان کے مقابلے میں بڑے بڑے عالم کم درجے کے معلوم ہوتے تھے۔ بعض اہل لغت کا قول ہے کہ امام محمد بن علی کا لقب باقر اس واسطے ہوا کہ ان کا علم بہت تھا۔ باقر کے معنی ہیں پھاڑنے والا اور شیر کا نام بھی باقر ہے کیونکہ شکار کا پیٹ پھاڑتا ہے۔ حضرت امام محمد بن علی فرماتے ہیں۔ میرا ایک بھائی میری نظر میں بڑا تھا اور جو میری نظر میں بڑا تھا دنیا ان کی نظروں میں ذلیل و حقیر تھی۔

امام جعفر صادق

حکایت (۱۷) حضرت لیث بن سعد فرماتے ہیں میں نے سن ۱۱۳ میں پاپیادہ حج کیا مکہ میں داخل ہو کر نماز عصر ادا کی اور کوہ ابو قبیس پر چڑھ گیا۔ ایک شخص بیٹھا دعا مانگ رہا تھا اور صرف یارب یارب کہہ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی پھر وہ بار بار یارباہ کہتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا دم اکھڑ گیا پھر اس نے یا اللہ یا اللہ اس قدر کہا کہ اس کا دم بند ہونے لگا۔ پھر اسی طرح یاحی یا حی پھر یا رحمن یا رحمن پھر یا رحیم یا رحیم پھر یاارحم الراحمین سات مرتبہ اور ہر مرتبہ دم رک جاتا تھا۔ پھر کہا خداوندا میں انگور چاہتا ہوں مجھ کو کھلا دے۔ میری چادر یعنی کپڑے پھٹ گئے لیث کہتے ہیں اس کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے ایک بڑا خوشہ انگور کا دیکھا جبکہ اس وقت روئے زمین پر انگور کا نام و نشان تک نہ تھا اور دو چادریں رکھی ہوئی دیکھیں پھر اس نے انگور کھانا چاہے میں نے کہا میں بھی تیرا شریک ہوں کہا کیوں میں نے کہا۔ تو نے دعا مانگی اور میں

آمین کہتا تھا مجھے کہا آگے آ میں اس کے پاس پہنچا اور اس کے ساتھ انگور کے کچھ دانے کھائے ایسے مزے کے انگور کبھی نہ کھائے تھے ان انگوروں میں بیج نہ تھے میں نے پیٹ بھر کے کھائے مگر ان میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ پھر کہا ان چادروں میں جو پسند ہو ایک لے لو میں نے کہا چادر کی تو مجھ کو ضرورت نہیں۔ پھر مجھ سے کہا پردے میں ہو جاؤ۔ میں چھن لوں میں چھپ گیا اس نے ایک چادر کا تہبند بنایا اور دوسری اوڑھ لی اور پرانی چادریں جو پہنے تھیں دونوں ہاتھ میں لیں اور پہاڑ سے نیچے اترا میں بھی ساتھ ہو لیا۔ جب مقام سعی تک پہنچا ایک شخص اس سے ملا اور کہا مجھ کو پہنا دے اے بیٹے رسول خدا ﷺ کے خدا آپ کو جنت کا حلہ پہنائے اس نے دونوں چادریں اس کے حوالے کر دیں اور چلا گیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب تھے۔ کہا حضرت جعفر صادق بن محمد تھے۔ میں نے تلاش کیا تا کہ آپ سے کچھ نفع حاصل کروں مگر نہ پایا۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے سنا فرماتے تھے سلامتی بہت کم ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی طلب ہی مخفی ہے۔ اگر سلامتی کسی چیز میں ہے تو گمنامی میں اگر اس میں نہیں تو خلوت میں اور تنہائی مثل گمنامی کے نہیں اور اگر خلوت میں بھی نصیب نہ ہو تو خاموشی میں ہے اور یہ خلوت کے برابر نہیں پھر اگر خاموشی میں بھی نہ ملے تو پچھلے نیک لوگوں کے کلام میں ہو گی۔ مرد سعید وہی ہے جو اپنے جی میں خلوت پائے۔

روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق کو خلیفہ منصور نے تلاش کیا اور ان پر از بس ناراض تھا اور قتل سے ڈراتا تھا جب آپ اس کے پاس آئے اس نے بہت ڈرایا دھمکایا اور کہا عراق والوں نے تمہیں اپنا سردار بنایا اپنے

مالوں کی زکوٰۃ تم کو دیتے ہیں اور تم میری خلافت و حکومت کے منکر ہو اور باغی ہو کر فساد کرنا چاہتے ہو۔ خدا تم کو مارے اگر میں نہ ماروں آپ نے جواب میں فرمایا اے امیر المومنین حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک و سلطنت دنیا دی گئی انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام دنیا کی مصیبت میں مبتلا ہوئے انہوں نے صبر فرمایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم ہوا انہوں نے معاف فرمایا یہ کلام سن کر منصور کا کینہ اور غصہ جاتا رہا اور آپ سے راضی و خوشنود ہوا اور آپ کی تعریف کی جب آپ اس کے پاس سے واپس آئے تو کسی نے پوچھا آپ نے اس کے پاس جاتے وقت کیا دعا مانگی تھی آپ نے فرمایا میں نے یہ دعا پڑھی تھی۔ اللھم احرسنی بعینك التی لاتنام و اکنفنی بر کنك الذی لایرام وارحمنی بقدرتك علی لااھلك وانت رجائی اللھم انك اجل و اکبر مما اخاف واحذر اللھم بك ادفع فی نحرہ واعوذبك من شرہ۔

حضرت امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے، کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے جسے خدا کچھ نعمت عطا فرمائے اسے لازم ہے کہ خدا کا شکر ادا کرے اور جس کو رزق کی تنگی ہو وہ استغفار پڑھے اور جو کسی کام میں غمگین ہو لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم پڑھا کرے۔

ایسا شخص لوگوں پر گراں نہیں ہوگا

حکایت (۱۸) حضرت ابو سعید خزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے مسجد حرام میں ایک فقیر کو دیکھا کہ گدڑی اوڑھے سوال کر رہا تھا میں نے اپنے دل میں کہا ایسا شخص ضرور لوگوں پر گراں ہوگا۔ اس نے میری طرف دیکھ کر کہا جان لو کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

خوب جانتا ہے اس سے ڈرو۔ میں نے اپنے دل میں استغفار کیا۔ پھر اس نے پکار کر کہا خدا وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔

ایک بڑھیا کا واقعہ

حکایت (۱۹) ایک بزرگ فرماتے ہیں میں جنگل بیابان میں قافلہ کے ہمراہ جا رہا تھا ایک عورت پر نظر پڑی جو قافلہ کے آگے آگے چل رہی تھی میں نے کہا یہ ضعیفہ قافلہ کے آگے آگے اس لیے ہے کہ کہیں قافلہ کا ساتھ نہ چھوٹ جائے میرے پاس چند درہم تھے میں نے جیب سے نکال کر اس سے کہا یہ لے اور جب قافلہ کسی مقام پر ٹھہرے تو مجھ سے ملنا میں تیرے واسطے لوگوں سے مانگ کر جمع کر دوں گا تو سواری کرایہ کر لینا۔ اس ضعیفہ نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور ہوا میں سے کچھ لیا اس کے ہاتھ میں درہم نظر پڑے وہ درہم مجھ کو دیے اور کہا تو نے جیب سے نکالے اور میں نے غیب سے پائے۔

تیرے سوا میرا کون ہے

حکایت (۲۰) ایک عورت خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے کہہ رہی تھی اے سب دلوں کے محبوب تیرے سوا میرا کون ہے تیری زیارت کو جو آج آیا ہے اس پر رحم فرما اب صبر کی تاب نہیں رہی اور تیرے اشتیاق کی زیادتی ہے اور دل کو انکار ہے کہ تیرے سوا کسی سے محبت کرے تو ہی میرا سوال و آرزو مراد ہے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کب تیری ملاقات ہو گی جنت کی نعمتیں میری مقصود نہیں۔ ہاں جنت اس واسطے مطلوب ہے کہ وہاں تیرا دیدار ہو گا۔

کیا میری قدر اس ہرن کے برابر بھی نہیں؟

حکایت (۲۱) شیخ ابو عبدالرحمٰن بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بقصد حج بیت اللہ بغداد میں داخل ہوا۔ میرے دماغ میں صوفیوں کا تکبر تھا یعنی مجاہدہ و ریاضت شاقہ اور ماسوی اللہ کو دل سے نکالنا۔ میں نے چالیس دن تک کچھ نہ کھایا اور مدت قیام بغداد میں حضرت جنیدؒ سے ملاقات نہ کی اور ایک قطرہ پانی کا بھی نہ پیا۔ اور میں ہر وقت باطہارت رہتا تھا اسی حال میں بغداد سے نکلا۔ ایک ہرن جنگل بیابان میں کنوئیں پر دیکھا پانی پی رہا تھا۔ میں پیاسا تھا جب کنوئیں کے پاس پہنچا وہ ہرن چل دیا اور وہ پانی کنوئیں کی تہ میں چلا گیا میں بھی چل دیا اور کہا اے میرے سردار تیرے نزدیک میری قدر اس ہرن کے برابر بھی نہیں۔ پھر میں نے سنا کہ میرے پیچھے کوئی کہہ رہا ہے ہم نے تجھ کو آزمایا مگر تو نے صبر نہ کیا جا پانی پی لے۔ ہرن بغیر رسی ڈول کے آیا اور تیرے پاس رسی ڈول تھا۔ میں کنوئیں پر پھر آیا کنواں منہ تک پانی سے بھرا تھا میں نے اپنا کوزہ پانی سے بھر لیا اور مدینہ تک راہ میں اس سے وضو کرتا رہا مگر وہ پانی ختم نہ ہوا جب میں حج کر کے بغداد واپس آیا جامع مسجد میں گیا حضرت جنیدؒ کی نگاہ مجھ پر پڑی فرمایا اگر تو کچھ دیر صبر کرتا پانی تیرے قدموں سے جاری ہوتا۔

جنگل میں رزق کا انتظام

حکایت (۲۲) ایک صاحب فرماتے ہیں میں بیابان حجاز میں کچھ دنوں تک تنہا بے آب و دانہ رہا۔ باقلا (لوبیا) اور روٹی کی خواہش ہوئی میں نے جی میں کہا میں جنگل میں ہوں میرے اور عراق کے مابین بڑی مسافت ہے میں اسی خیال میں تھا کہ ایک دیہاتی نے دور سے کھانے کے لیے آواز دی

میں نے اس کے پاس پہنچ کر کہا کیا تیرے پاس گرم باقلا ہے کہا ہاں اور کپڑا اٹھایا اور روٹی اور باقلا نکالا اور مجھ سے کہا کھاؤ۔ میں نے کھایا اس نے کہا اور کھاؤ میں نے کھایا، اس نے تیسری بار پھر کہا اور کھاؤ میں نے پھر کھایا جب اس نے چوتھی دفعہ کھانے کو کہا میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے میرے واسطے اس جنگل میں بھیجا ہے تو کون ہے اس نے کہا میں خضر ہوں۔ یہ کہہ کر غائب ہو گیا پھر میں نے نہ دیکھا۔

ضعیف بندے کا مہربان مولا

حکایت (۲۳) حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں مکہ معظمہ کی راہ میں مجھے ایک معذور شخص ملا جو گھٹنوں کے بل زمین پر چلتا تھا۔ میں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو کہا سمرقند سے میں نے کہا کتنی مدت تم کو راہ میں گزری اس نے کہا کچھ اوپر دس برس میں نے تعجب کی نگاہ سے اسے دیکھا اس نے کہا اے شقیق تو مجھے کیا دیکھتا ہے میں نے کہا مجھے تیرے سفر دراز اور ضعفِ جان سے تعجب ہے پھر مجھ سے کہا اے شقیق میرا سفر دور و دراز ہے مگر شوق قریب کر رہا ہے ضعفِ جان ضرور ہے لیکن میرا مالک اس کو اٹھائے لیے جاتا ہے۔ اے شقیق کیا تعجب ہے کہ بندے ضعیف کو اس کا مولا مہربان لے جاوے۔

عاشق خدا

حکایت (۲۴) حضرت شیخ مزنی کبیرؒ فرماتے ہیں میں مکہ معظمہ میں مقیم تھا میرا دل گھبرایا میں بقصد مدینہ منورہ مکہ سے باہر نکلا۔ جب بیر معونہ کے پاس پہنچا ایک جوان کو حالتِ نزع میں پایا۔ میں نے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ اس نے آنکھیں کھول دیں اور کہا میں مرتا ہوں مگر دل میں میرے عشق

موجود ہے اور مرض محبت ہی میں اچھے لوگ مرتے ہیں یہ کہہ کر مر گیا میں نے اسے نہلایا اور کفن دیا اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔ جب میں اس کام سے فارغ ہوا میرے دل کی پریشانی دفع ہو گئی سفر کا ارادہ فسخ کیا اور مکہ معظمہ میں واپس آیا۔

میں نے یہ خلوت خداوندی ستر ہزار دینار کے عوض خریدی ہے

حکایت (۴۵) ایک بزرگ کہتے ہیں ہمارے پاس ایک جوان پرانے کپڑے پہنے رہتا اور ہم لوگوں کے پاس نشست اس کی نہ تھی میرے دل میں اس کی محبت پیدا ہوئی مجھے دو سو درہم حلال کمائی سے مل گئے میں نے وہ اٹھائے اور اس جوان کے مصلے پر رکھ دیئے اور میں نے کہا مجھے یہ وجہ حلال سے ملے ہیں انہیں تم اپنی ضرورتوں پر صرف کرو۔ اس نے مجھے تیز نگاہ سے دیکھا اور کہا میں نے یہ نشست خلوت خدا کے ساتھ ستر ہزار دینار دے کر از اں قیمت بہ حالت فراغ میں خریدی ہے۔ تم چاہتے ہو کہ مجھے اس قلیل مال سے فریب دو۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور وہ روپیہ پھینک کر چلا گیا میں وہ روپیہ اٹھانے لگا۔ میں نے اس سے بڑھ کر صاحب عزت جاتے وقت اور اپنے سے زیادہ ذلیل روپیہ اٹھاتے وقت کسی دوسرے کو نہ دیکھا۔

سفر جلدی قطع ہونے کی ایک کرامت

حکایت (۴۶) روایت ہے کہ ایک صاحب دل نے تنہا سفر حج کیا اور خدا سے قول کیا کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں گا۔ اثنائے راہ میں کسی مقام پر ٹھہر گیا مدت گزری کچھ نہ ملا چلنے سے عاجز ہوا اپنے جی میں کہا یہ ضرورت کا حال ہے جو ضعف سے ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے اور وہ حج سے

باز رہنے کا باعث ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ خود منع فرماتا ہے کہ اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالو۔ پھر اس بزرگ نے سوال کا ارادہ کیا اس کے دل میں ایسا خطرہ پیدا ہوا جس نے ارادۂ سوال سے روکا۔ پھر کہا میں مر جاؤں گا مگر جو عہد میرے اور خدا کے درمیان ہے نہ توڑوں گا۔ قافلہ چلا گیا اور یہ اکیلا رہ گیا۔ رو بقبلہ ہو کر موت کا منتظر تھا۔ ناگاہ ایک سوار اس کے سر پر آ کھڑا ہوا اس کے پاس پانی کا ظرف تھا پانی پلایا اور اس کی ضرورت رفع کی اور کہا تم قافلے سے ملنا چاہتے ہو۔ کہا اب قافلہ کہاں کہا اٹھو چند قدم چل کر کہا یہاں ٹھہرو قافلہ آتا ہو گا۔ وہ بزرگ وہاں ٹھہرے رہے قافلہ پیچھے سے آتے دیکھا۔

مولیٰ اور غلام کے درمیان کیوں رکاوٹ بنتے ہو

حکایت (۲۷) شیخ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں۔ میں ایک جنگل میں مدت تک رہا اور مدت تک پیاسا رہا۔ ضعیف و ناتوان ہو گیا۔ میں نے ایک مرد کو دیکھا دبلا پتلا منہ کھولے آسمان کو دیکھ رہا ہے۔ میں نے کہا کیوں کھڑے ہو۔ کہا تجھ کو کیا مطلب مولیٰ اور اسکے غلام کے درمیان کیوں گھسا آتا ہے۔ پھر ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا یہ راہ ہے میں اس کے اشارہ کی طرف چلا۔ کچھ دور گیا ہوں گا کہ دو روٹیاں نظر آئیں ایک پر گرم گوشت تھا اور ایک کوزہ پانی کا بھرا ہوا۔ میں نے پیٹ بھر کر روٹی کھائی اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ پھر اس کے پاس واپس آیا۔ اور کہا تصوف کیا ہے اس نے تبسم کیا اور کہا ایک چیز ظاہر ہونے والی تھی ظاہر ہوئی اس نے اپنا مطیع کیا اور جان و مال مباح کر دیا۔ یعنی تصوف پوشیدہ امر کا ظاہر ہو جاتا ہے بندہ مبہوت ہوتا ہے لٹ جاتا ہے جو کچھ مال و دولت پاس ہوتی ہے اس کو بالکل مباح کر دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے نفس کے واسطے کچھ بھی چیز پسند نہیں

کرتا۔ اور اصطلام محل قہر و حیرت اور سراسر دہشت ہے (میں کہتا ہوں) اسی اصطلام کی جانب شیخ ابو الغیث یمنی مشہور نے اشارہ فرمایا۔ فرماتے ہیں اہلِ حضوری چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو خطاب کے وقت ہمہ تن کان بن جائیں۔ دوسرے مشاہدۂ جمال و جلال میں ہمہ تن آنکھ ہیں۔ تیسرے انوار تجلی میں مبہوت ہیں چوتھے وہ جن کی زبان حال شفاعت علی وجہ الکمال کے واسطے مستعد ہے۔

خود رائی پر خدائی تنبیہ

حکایت (۲۸) حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں حالتِ سفر میں مجھ کو ایک جنگل میں سخت تکلیف ہوئی میں نے وہ مصیبت برداشت کی اور اس پر صبر کیا جب میں مکہ معظمہ میں داخل ہوا مجھ میں کسی قدر خود بینی آگئی ایک بوڑھی عورت نے حالت طواف میں مجھ کو پکار کر کہا اے ابراہیم میں تیرے ساتھ اس جنگل میں تھی۔ مگر میں نے تجھ سے کلام نہیں کیا تاکہ تیرا دھیان اس کی طرف سے نہ پھر جائے۔ اپنے دل کے وسوسے کو نکال ڈال۔

شیخ ابو الحسین مزین فرماتے ہیں میں نے جنگل میں تنہا ننگے پاؤں ننگے سر سفر کیا میرے دل میں گزرا کہ امسال کوئی بھی میری طرح تنہا دنیوی تعلقات سے پاک اس سفر میں نہ ہوگا۔ مجھ کو پیچھے سے ایک شخص نے کھینچ لیا اور کہا اے حجام کب تک تیرا جی جھوٹی باتیں کرے گا ایک بزرگ نے فرمایا ہے نفس کے چھوڑنے ہی میں خدا سے وصال ہے اور نفس سے ملنا خدا سے جدا ہونا ہے۔ اور کہتے ہیں ہجر آگ ہے اور وصل جنت ہے۔ اور یہ بھی کسی کا قول ہے خداوند تعالیٰ نے اپنے سب بندوں کو معرفت عطا فرمائی ہے اور بمقدار اسی معرفت کے اس کو بلاؤں کی برداشت عنایت

فرمائی ہے۔

عمل صالح کا اثر دیکھنے کی طلب

حکایت (۲۹) حضرت شیخ ابو الربیع فرماتے ہیں میں مکہ معظمہ میں ایک جماعت فقراء کے ساتھ رہتا تھا اس جماعت میں ایسے بھی تھے جو سیر کر چکے تھے اور اپنے اندر حالات و کیفیات پاتے تھے اور میں نے اپنے جی سے بحث شروع کر دی تھی اس بات پر کہ میرا کوئی نیک عمل نہیں میں نے اپنے جی میں غور و فکر کیا کہ مجھ میں کوئی ایسی کیفیت پیدا ہوئی ہے جو آئندہ زمانہ میں اس کے آثار ملاحظہ کروں تو میں نے اپنے کو بالکل محتاج اور فقیر پایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ بڑی عاجزی ہے جو چیز نہ ہو اس کا انتظار کروں۔ پھر میں نے سوچا کوئی ایسا عمل کروں جس کا اثر فوراً ظاہر ہو۔ پھر میں نے معلوم کیا کوئی عمل بہتر طواف سے نہیں۔ بس میں نے کثرت طواف اختیار کی۔ میری جماعت میں سے ایک صاحب نے کہا کب تک پانی بھرنے والے گدھے کی طرح پھرتے رہو گے کیا اس کام میں تم کو مقام قلب تک رسائی ہوئی میں نے جواب دیا نہیں اور نہ میں قلب کو پہچانتا ہوں کہ اس کو پانے کی کوشش کروں اور نہ مجھ کو کوئی مکان معلوم ہے کہ اس کو طلب کروں ولیکن میں نے خدا کا فرمانا سنا ہے **ولیطوفوا بالبیت العتیق** (یعنی: قدیم گھر کا طواف کیا کرو) سنا ہے اس کے ظاہر پر میرا عمل ہے۔

کیا تمہیں رزق نہ ملے گا؟

حکایت (۳۰) شیخ بنان حمالؒ فرماتے ہیں میں مکہ معظمہ کو مصر سے جاتا تھا۔ میرے ساتھ توشہ بھی تھا۔ راہ میں ایک عورت ملی اور کہا اے

ہاں تم حمال ہو پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے ہو تم کو گمان ہے کہ رزق نہ ملے گا۔ کہتے ہیں میں نے توشہ پھینک دیا۔ تین دن مجھ پر گزرے کچھ نہ کھایا راہ میں ایک خلخال پڑی ملی۔ میں نے دل سے کہا اس کو اٹھالوں اس کا مالک آئے گا شاید اس کے عوض مجھے کچھ دے اتنے میں وہی عورت آئی اور کہا تم سوداگر ہو کہتے ہو اس کا مالک آئے گا میں اس سے کچھ لوں گا۔ پھر میری طرف کچھ درہم پھینک دیئے اور کہا یہ خرچ کرو۔ مجھ کو وہ درہم واپسی مصر تک کافی ہوئے۔

رحمٰن کے خادموں کی چال

حکایت (۳۱) ایک بزرگ کہتے ہیں۔ میں نے مکہ کی راہ میں ایک جوان کو دیکھا اترا کر خوش خوش چل رہا تھا گویا کہ وہ اپنے مکان کے صحن میں ہے میں نے کہا اے جوان کیسی چال ہے۔ جواب دیا یہ چال جوانوں کی خدائے رحمٰن کے خادموں کی ہے میں نے پوچھا توشہ، سواری کہاں ہے۔ میری یہ بات اس کو ناگوار ہوئی۔ بری طرح مجھ کو دیکھ کر کہا۔ اے شخص اگر کوئی غلام ضعیف اپنے مولیٰ کا قصد رکھتا ہو اور اپنے ساتھ اس کے گھر کھانا پانی نہ لے جائے تو کیا ہو۔ اس کا مولیٰ اپنے دروازہ سے ہٹا دے گا۔ میرے مولیٰ صاحب قدر و عزت نے جب مجھ کو میرے قصد سے بلایا ہے وہی مجھ کو رزق دے گا۔ پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا اور دوبارہ میں نے اس کو نہ دیکھا۔

ظالم کو بے بس کرنے کی کرامت

حکایت (۳۲) مؤلف کتاب کہتے ہیں کہ مجھ سے یمن کے رہنے والے نے بیان کیا وہ اپنے شہر کے کسی بزرگ کے ہمراہ حج کو گئے جب جدہ

میں پہنچے مکہ معظمہ تک جانے کو اونٹ کرایہ پر کیا اور قافلہ کے ساتھ چلے۔ راہ میں سلاطین مکہ میں سے کوئی شہزادہ ملا اس نے بطور چنگی یا ٹیکس راہداری اہل قافلہ سے کچھ روپیہ وصول کیا۔ صرف ہم دونوں رہ گئے ہم سے وصول کرنا چاہا اور ہمارا اونٹ روکا۔ شیخ نے جس کے ہمراہ میں تھا اس سے کہا اونٹ چھوڑ دے اس نے انکار کیا۔ چند بار یہی کہا اور شیخ نے بھی پہلا جواب دیا۔ اس کو انکار تھا اور غصہ زیادہ ہوتا جاتا تھا پھر اس ٹیکس لینے والے نے کہا مجھ کو میرے باپ کے سر کی قسم ہے بغیر اس قدر لیے نہ چھوڑوں گا اور زیادہ مال مانگا۔ شیخ نے کہا میرے مولا کی قسم میں تجھ کو کچھ نہ دوں گا پھر شیخ نے سارہانوں سے کہا چلو۔ ہم سب چلے وہ چنگی لینے والا اپنے گھوڑے پر رہ گیا۔ حرکت کی قدرت تک اس کو نہ تھی۔ پھر شیخ کے پاس اپنا غلام بھیجا معذرت چاہی اور اس عذاب سے خلاصی طلب کی۔ شیخ نے قبول کیا اس وقت وہ چل نکلا اور اس کا گھوڑا بھی چلا بعد اس کے کہ بالکل رفتار کی طاقت نہ رہی تھی۔

تین مراتب کے فقیر

حکایت (۳۳) حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں ان کے پاس ایک گروہ آیا اور سلام کیا انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا ہم شام کے رہنے والے ہیں آپ کو سلام کرنے آئے ہیں اور حج کا ارادہ ہے آپ نے فرمایا خدا تمہارا حج قبول فرمائے۔ انہوں نے کہا آپ بھی ہمارے ہمراہ تشریف لے چلیں تاکہ آپ کی صحبت میں ہم سب حج ادا کریں۔ انہوں نے انکار کیا انہوں نے اصرار کیا پھر فرمایا جب تمہاری یہی خوشی ہے میں تین شرطوں پر منظور کرتا ہوں اپنے ساتھ کوئی چیز از قسم توشہ سفر نہ لے چلیں۔ نہ ہم کسی سے راہ میں سوال کریں اگر کوئی ہم کو کچھ دے وہ بھی نہ

پس انہوں نے کہا نہ ساتھ کچھ لے جائیں نہ سوال کریں یہ تو ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی دے اور باوجود ضرورت کے نہ لیں اس کی قدرت ہم کو نہیں۔ بشر حافی نے فرمایا شاید تم گھر سے اپنے توشوں پر بھروسا کر کے چلے ہو، خدا تعالیٰ پر توکل نہیں ہے۔ تم سب چلے جاؤ اور مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ پھر فرمایا فقیروں میں اچھے تین فقیر ہیں ایک وہ ہے جو سوال نہیں کرتے اور اگر دیا جائے لیتا بھی نہیں یہ فقیر روحانیوں میں سے ہے۔ پاکباز روحانیوں کے ساتھ ہے۔ دوسرا فقیر سوال نہیں کرتا اگر کوئی دے لے لیتا ہے اس فقیر کے واسطے حضرت قدس میں دستر خوان بچھائے جائیں گے۔ تیسرا فقیر سوال کرتا ہے اور اگر دیں بقدر کفایت لے لیتا ہے اس کا کفارہ اس کا صدق ہے یعنی حاجت کے وقت سوال کرتا ہے اور حاجت سے زیادہ نہیں لیتا۔

ریا کا لباس ترک کر دو

حکایت (۳۴) روایت ہے کہ حضرت بشر حافی کے پاس ایک جماعت صوفیوں کی آئی سب گدڑی پوش تھے آپ نے کہا اے لوگو اللہ سے ڈرو یہ لباس ترک کرو کیونکہ اس لباس سے تم پہچانے جاتے ہو سب خاموش رہے۔ مگر ایک جوان ان میں سے بولا قسم خدا کی ہم اس کو ضرور پہنیں گے، ضرور پہنیں گے یہاں تک کہ تمام دین خدا کے واسطے ہو جائے۔ آپ نے کہا خوب کہا اے جوان تمہارے ہی جیسے اس کے پہننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

قطع مسافت کی کرامت

حکایت (۳۵) شیخ ابو الخیر اقطع سے کسی نے عجائب احوال پوچھے کہا عجیب تر جو میں نے دیکھا ہے یہ ہے کہ ایک حبشی غلام نے مسجد

طرطوس میں اپنا سر گدڑی میں ڈالا اور دل میں حرم اور زیارت خانہ کعبہ کا خیال کیا اور پھر اپنا سر گدڑی سے باہر نکالا اور وہ حرم میں پہنچ گیا۔

روپوشی کی کرامت

حکایت (۳۶) عبدالواحد بن زید نے ابو عاصم بصریؒ سے پوچھا جب تم کو حجاج نے طلب کیا تم نے کیا کیا۔ کہا میں اپنے بالا خانے میں تھا۔ لوگوں نے میرا دروازہ توڑا اور اندر گھس آئے میں نے دفعتاً اپنے کو دھکیل دیا۔ ناگاہ مکہ میں کوہ ابو قبیس پر پہنچا۔ عبدالواحد نے پوچھا آپ کو وہاں کھانا کہاں سے آتا تھا۔ کہا دو روٹیاں جو بصرہ میں مجھ کو ملتی تھیں وہی ایک بڑھیا افطار کے وقت میرے پاس لاتی تھی۔ عبدالواحد نے کہا خدا نے اس دنیا کو حکم دیا ہے کہ ابوالعاصم کی خدمت کرے (کیونکہ یہ دنیا تھی جو بڑھیا کی شکل میں آئی تھی)۔

اللہ سے قبل از وقت حاصل ہونے والا علم

حکایت (۳۷) ایک صاحب کا بیان ہے کہ ہم شیخ ابو محمد حریری کے پاس تھے انھوں نے کہا کہ کوئی تم میں ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ارادے کو قبل اس کے کہ وہ اپنی بادشاہت میں کوئی نیا کام کرنا چاہے اس کے ظاہر ہونے سے پہلے جانتا ہے ہم سب نے کہا نہیں آپ نے کہا ایسے دلوں پر روؤ جو اللہ تعالیٰ سے کچھ نہیں پاتے۔ کہتے ہیں ایک بزرگ بیمار ہوئے ان کے روبرو ایک پیالہ میں دوا آئی کہا آج دنیا میں نئی بات ہوئی ہے جب تک مجھ کو معلوم نہ ہو جائے کچھ نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا چند روز بعد خبر آئی کہ اس دن قرمطی مکہ میں داخل ہو گئے اور جنگ عظیم ہوئی۔ راوی کا قول ہے کہ میں نے یہ حکایت ابن کاتب سے بیان کی کہا تعجب ہے شیخ ابو سفیان مغربی

نے کہا یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے ابو علی بن کاتبؒ نے کہا آج کے دن مکہ کی کیا خبر ہے کہا اس وقت طلحہ والے اور اولاد حسین باہم لڑ رہے ہیں اور طلحہ والوں نے ایک غلام حبشی کو سردار کیا ہے اس کے سر پر سرخ عمامہ ہے اور آج مکہ معظمہ میں بقدر حرم ابر ہے۔ پھر ابن کاتبؒ نے مکہ معظمہ خط لکھ کر دریافت کیا۔ جیسا ابو عثمان نے بیان کیا تھا ویسا ہی واقعہ گذرا۔

اے شیخ تم کو شرم نہیں آتی؟

حکایت (۳۸) شیخ ابو جعفر حدادؒ شیخ جنید بغدادیؒ کے استاد فرماتے ہیں۔ میں مکہ معظمہ میں مقیم تھا میرے بال بہت بڑھ گئے تھے اور میرے پاس از قسم نقد کچھ نہ تھا۔ میں ایک حجام کے پاس گیا جس کو میں نیک سمجھتا تھا اور اس سے کہا خدا کے واسطے میری حجامت بنادے اس نے کہا ہاں بہت خوشی سے حاضر ہوں۔ وہ ایک دنیادار کی حجامت بنا رہا تھا اس کو چھوڑ کر مجھ کو بٹھایا اور میرے بال مونڈے پھر مجھ کو کاغذ کا ایک پرچہ دیا جس میں چند درہم تھے اور کہا اس سے اپنی دوسری ضروریات رفع کرنا۔ میں نے وہ درہم اس سے لے لیے اور دل میں نیت کی کہ جو کچھ مجھ کو پہلے ملے میں حجام کو دوں گا۔ میں مسجد میں گیا وہاں ایک میرا بھائی اہل طریقت میں سے ملا اور کہا تمہارا ایک بھائی بصرے سے یہ تھیلی جس میں تین سو دینار ہیں تمہارے لیے لایا ہے میں نے وہ تھیلی اس سے لے لی اور حجام کے پاس گیا اور اس سے کہا لو یہ تین سو دینار ہیں اپنے کاموں میں اللہ کے واسطے خرچ کرو اس نے جواب دیا اے شیخ تم کو شرم نہیں آتی۔ مجھ سے کہا تھا اللہ واسطے میری حجامت بنادو۔ اب میں اس کی اجرت تم سے لوں۔ تم لے جاؤ خدا تم سے درگذر فرمائے۔

اولیاء کو شبلی سے بچانے کی خدا کی طرف سے تنبیہ

حکایت (۳۹) حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک دن میرے دل میں گذرا کہ تو شبلی ہے پھر میں نے کہا میں شبلی نہیں۔ دل نے کہا تو ضرور شبلی ہے۔ پھر میں نے کہا جو کچھ اول مجھ کو ملے وہ اس فقیر کو دوں گا جو مجھ سے پہلے ملے۔ میرے دل میں یہ خطرہ پوری طرح گذرنے ہی پایا تھا کہ فلاں شخص (شیخ نے اس کا نام لیا) میرے پاس پچاس دینار لایا میں لے کر چلا راہ میں سب سے پہلے مجھ کو ایک فقیر مادرزاد اندھا ملا حجام کے سامنے بیٹھا حجامت ہوا رہا تھا میں نے وہ دینار فقیر کو دیئے فقیر نے کہا حجام کو دو۔ میں نے کہا یہ دینار ہیں۔ فقیر نے سر اٹھا کر کہا کیا ہم نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تم شبلی ہو۔ پھر میں نے وہ دینار حجام کو حوالے کیے حجام نے کہا جس وقت یہ فقیر سر منڈانے میرے آگے بیٹھا میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اس سے کچھ اجرت نہ لوں گا۔ شیخ کہتے ہیں میں نے وہ دینار لے کر دریا میں ڈال دیئے۔ میں نے کہا اے مال دنیا خدا تیرے ساتھ یہی کرے جو تجھ کو دوست رکھے گا خدا اس کو ذلیل کرے گا۔

کافر کے سامنے اللہ کی طرف سے مؤمن کی قدر

حکایت (۴۰) شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ جنگل میں گیا ایک نصرانی نظر آیا جو کمر میں زنار باندھے ہوئے تھا۔ اس نے میرے ساتھ رہنا چاہا۔ پھر ہم دونوں سات دن تک برابر چلے گئے۔ بعد ازاں اس نصرانی نے مجھ سے کہا۔ اے دین حنیفی کے عابد کچھ کرامات دکھلاؤ ہم بھوکے ہیں۔ میں نے کہا خدایا اس کافر کے روبرو مجھ کو رسوا نہ کر۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک طباق جس میں روٹی اور گوشت اور

کھجور تازہ اور پانی ہے میرے سامنے ہے۔ ہم دونوں کھا پی کر چل دیے اور سات دن تک چلے گئے۔ پھر میں نے جلدی کر کے کہا۔ اے عابد نصرانی کچھ تم بھی کرامات ظاہر کرو اب تمہاری باری ہے۔ اس نے عصا پر تکیہ لگا کر دعا کی۔ وہ طبق جن میں میرے طبق سے دوگنا کھانا اور پانی تھا سامنے آ گئے۔ مجھ کو حیرت ہوئی اور میری حالت بدل گئی۔ میں نے کھانے سے انکار کیا۔ اس نے اصرار کیا میں نے قبول نہ کیا۔ اس نے کہا آپ کھائیے میں آپ کو دو بشارتیں دیتا ہوں ایک ان میں کلمہ شہادت ہے اشهد ان لا اله الله واشهد ان محمد ارسول الله اور زنار اتار کر پھینک دی۔ دوسری بشارت جو میں نے کہی تھی وہ یہ ہے کہ خداوند اگر اس (مسلمان) بندے کے واسطے تیرے پاس کچھ ہے تو ہم پر اپنے فضل وکرم کا دروازہ کھول دے۔ شیخ فرماتے ہیں۔ پھر ہم دونوں نے کھایا پیا اور چل دیے اور حج سے فارغ ہو کر ایک سال مکہ معظمہ میں قیام کیا۔ وہ عابد وہاں مر گیا اور بطحا میں دفن ہوا۔

عیسائی کیلئے ہدایت کا فیصلہ

حکایت (۴۱) روایت ہے کہ حضرت حذیفہ مرعشی سے کسی نے پوچھا تم نے ابراہیم ابن ادہم سے عجیب تر کیا دیکھا۔ کہا ہم مکہ معظمہ کی راہ میں چند روز رہے کچھ کھانے کو نہ ملا پھر ہم کوفہ میں آئے اور ایک ویران مسجد میں ٹھہرے۔ میری جانب ابراہیم بن ادہمؒ نے دیکھا اور کہا اے حذیفہؒ تم بھوکے معلوم ہوتے ہو۔ میں نے کہا میں آپ کو بھی بھوکا دیکھتا ہوں۔ پھر مجھ سے کہا کاغذ اور دوات میرے پاس لاؤ۔ میں نے کاغذ دوات حاضر کی۔ پھر انہوں نے کہا بسم الله الرحمن الرحیم۔ تو ہر حال میں مقصود ہے اور ہر طرح تیری ہی طرف اشارہ ہوتا ہے پھر مجھ کو رقعہ دیا اور

کہا جاؤ خدا کے سوا کسی سے دل نہ لگانا۔ جو شخص پہلے تم کو ملے اس کو دیدینا۔ حذیفہؒ کہتے ہیں میں رقعہ لے کر چلا۔ پہلے مجھ کو ایک شخص خچر پر سوار ملا وہ رقعہ میں نے اس کو دے دیا اس نے لے کر جب اس کا مضمون پڑھا۔ رو دیا اور کہا اس رقعہ والے کہاں ہیں۔ میں نے کہا فلاں مسجد میں مقیم ہیں۔ پھر مجھ کو ایک تھیلی دی جس میں چھ سو دینار تھے۔ اس کے بعد میں ایک اور شخص سے ملا۔ اس سے خچر سوار کا حال دریافت کیا۔ کہا وہ نصرانی ہے۔ میں وہ تھیلی لے کر ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام قصہ بیان کیا۔ فرمایا اس کو ہاتھ نہ لگانا وہ ابھی آتا ہے۔ بعد ایک ساعت کے وہ نصرانی آیا اور شیخ ابراہیم بن ادہم کے قدموں پر گرا اور مسلمان ہوا۔

حفاظت کا انتظام

حکایت (۴۲) شیخ ابو حمزہ خراسانی فرماتے ہیں میں ایک سال حج کو گیا میں جا رہا تھا کہ ایک کنویں میں گر پڑا میرے دل نے کہا کسی سے مدد چاہوں پھر میں نے کہا ہرگز مدد نہ چاہوں گا، خدا کی قسم کسی کو نہ پکاروں گا۔ یہ فقرہ پورا ہونے نہ پایا تھا کہ دو شخص کنویں پر گزرے ایک نے کہا آؤ اس کنویں کا منہ بند کر دیں تاکہ کوئی شخص اس میں نہ گرے پھر وہ نرسل اور مٹی لائے اور کنویں کا منہ پاٹ دیا اور اس کا نشان تک مٹا دیا۔ میں نے قصد کیا کہ چلاؤں پر جی میں کہا خدا کی قسم ہرگز نہ چلاؤں گا۔ بلکہ جو ان دونوں سے زیادہ قریب ہے اسی کو پکاروں گا۔ میں یہ کہہ کر خاموش ہو رہا۔ ایک ساعت گزری تھی کہ کوئی آیا اور کنویں کا منہ کھول کر اس نے اپنا پاؤں کنویں میں لٹکا دیا اور کچھ گنگنانے کی آواز آئی۔ گویا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے لپٹ جاؤ۔ میں مطلب سمجھ گیا اور اس سے لٹک گیا۔ اس نے مجھے

کنویں سے نکال لیا۔ میں نے دیکھا ایک درندہ ہے۔ ہاتف نے آواز دی کہا۔ کیا یہ اچھا نہیں کہ ہم نے تجھ کو تلف ہونے سے تلف کرنے والی چیز کے ذریعہ نجات دی۔

غرور کا سر بلخ میں چھوڑ آیا ہوں

حکایت (۴۳) حضرت ابراہیم بن ادہم کھیتی باڑی اور باغبانی کرتے تھے ایک دن ان کے پاس ایک سپاہی آیا اور اس نے میوہ طلب کیا۔ آپ نے انکار کیا۔ سپاہی نے اپنا کوڑا سنبھالا اور ان کے سر پر مارا۔ آپ نے سر جھکا دیا اور فرمایا اس سر نے خدا کی نافرمانی کی ہے جب سپاہی نے آپ کو پہچانا۔ آپ سے معذرت کی آپ نے فرمایا جو سر عذر خواہی کا محتاج تھا وہ تو میں بلخ میں چھوڑ آیا ہوں۔

نیکوں کا درجہ

حکایت (۴۴) حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک شخص سے جو طواف کر رہا تھا فرمایا خبر دار تو ہر گز نیکوں کا درجہ نہ پائے گا۔ جب تک چھ گھاٹیاں سخت نہ قطع کرے۔ پہلی گھاٹی یہ ہے کہ تجھ پر نعمت کا دروازہ بند ہو جائے گا اور شدت کا دروازہ کھل جائے گا۔

دوسری باب عزت بند ہو۔ باب ذلت کشادہ ہو۔ تیسری راحت کا دروازہ بند ہو جائے مشقت کا دروازہ کھل جائے۔ چوتھی نیند کا دروازہ بند کیا جائے شب بیداری کا دروازہ کھولا جائے۔ پانچویں غنا اور دولت مندی کا دروازہ بند ہو گا فقر کا دروازہ کھل جائے گا چھٹے آرزؤں کا در بند ہو جائے گا۔ موت کی تیاری کا دروازہ کھل جائے گا۔

گانے سننے والے شرابی کی توبہ

حکایت (۴۵) شیخ ابو ہاشم فرماتے ہیں میں نے بصرے کا قصد کیا ایک کشتی کرایہ پر لی اس میں ایک شخص تھا اور اس کے ساتھ اس کی لونڈی تھی۔ مرد نے کہا تمہارے واسطے جگہ نہیں۔ اس کی لونڈی نے کہا اس کو کشتی میں بٹھا لے اس مرد نے مجھ کو کشتی پر سوار کر لیا جب ہم چلے اس مرد نے کھانا طلب کیا۔ دستر خوان پر کھانا رکھا گیا۔ پھر کہا اس مسکین کو بھی بلا لیں۔ ہمارے ساتھ کھانا کھالے مجھ کو بلایا چونکہ میں مسکین تھا اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے اس شخص نے لونڈی سے کہا اپنی شراب لا۔ لونڈی شراب لائی۔ خود پی اور لونڈی کو حکم دیا کہ مجھ کو پلائے۔ میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے۔ مہمان کے واسطے حق ہے۔ مجھ کو چھوڑ دیا۔ جب نیند نے اس پر غلبہ کیا کہا اے لونڈی اپنا ساز لا اور جو تیرے پاس ہے ظاہر کر اس لونڈی نے ساز لے کر خوب گایا۔ پھر وہ شخص میری جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا تم اس طرح یہ کام کر سکتے ہو۔ میں نے کہا اس سے بہتر۔ پھر میں نے سورۃ اذا الشمس واذا العشار عطلت تک پڑھی وہ مرد رونے لگا۔ جب میں واذا الصحف نشرت تک پہنچا اس مرد نے کہا اے لونڈی چلی جا خدا کی راہ میں تو آزاد ہے اور جو کچھ شراب اس کے پاس تھی پانی میں ڈال دی اور عود توڑ ڈالا۔ پھر میری طرف پھر ا اور بغلگیر ہوا اور کہا اے بھائی کیا تم کہہ سکتے ہو اگر میں توبہ کروں تو خدا میری توبہ قبول کرے گا۔ میں نے کہا خداوند تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور گناہ سے پاک ہونے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر میں نے اس کو اللہ واسطے بھائی بنایا اس کے بعد میں اور وہ چالیس سال تک ہم صحبت رہے۔ یہاں تک کہ وہ شخص مر گیا۔ میں نے اسے خواب میں

دیکھا۔ پوچھا تیرا کیا حال ہوا۔ کہا مجھ کو بہشت عطا ہوئی۔ میں نے کہا کس عمل کی بدولت، جواب دیا تم نے جو اذا الصحف نشرت پڑھ کر سنائی تھی۔

عشق مولیٰ عشق لیلیٰ سے کم نہیں ہے

حکایت (۴۶) ایک بزرگ کہتے ہیں چاندنی رات میں ہم ابلہ کے کنارے جارہے تھے۔ ایک فوجی سپاہی کے مکان پر گزر ہوا ایک لونڈی اس کے مکان میں عود بجا رہی تھی۔ اور محل کے ایک جانب ایک فقیر گدڑی اوڑھے پڑا تھا۔ لونڈی کا گانا سن کر زور سے چلایا۔ اور کہا پھر یہی دوبارہ گاؤ۔ اے لونڈی تم کو تمہارے مولا کی قسم ہے یہی میرا حال خدا کے ساتھ ہے لونڈی کے مالک نے فقیر کو دیکھا۔ لونڈی سے کہا ساز چھوڑ کر فقیر کی جانب متوجہ ہو۔ کیونکہ وہ صوفی معلوم ہوتا ہے وہ لونڈی انہیں دو شعروں کو بار بار گاتی رہی اور فقیر کہتا تھا یہی میرا حال خدا کے ساتھ ہے۔ لونڈی گائے جاتی تھی اور وہی شعر اس کی زبان پر تھے۔ یہاں تک کیفیت اس پر غالب ہوئی کہ فقیر نے چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑا لوگوں نے پاس جاکر ہلایا وہ مرچکا تھا۔ پھر مالک مکان بالاخانہ سے اترا اور فقیر کو لے گیا۔ ہم کو غم نے گھیرا کہ یہ سپاہی اس کی تجہیز و تکفین اچھی طرح نہ کرے گا۔ پھر مالک مکان اپنے کوٹھے پر چڑھ گیا اور جو کچھ سامان لہو و لعب وہاں موجود تھا، سب توڑ پھوڑ ڈالا۔ ہم لوگوں نے کہا اب اچھا ہو گا پھر ہم ابلہ میں گئے وہاں لوگوں کو حادثے کی خبر دی۔ جب صبح ہوئی ہم اسی محل کی جانب واپس آئے۔ لوگ ہر طرف سے اس فقیر کے جنازے میں شرکت کو آرہے تھے گویا کہ بصرہ میں کسی نے ندا کر دی۔ یہاں تک کہ قاضی اور عمائد شہر بھی آئے اور سپاہی جنازے کے پیچھے پیچھے ننگے سر اور ننگے پاؤں چل رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس فقیر کے دفن سے فراغت ہوئی۔

جب لوگوں نے واپسی کا قصد کیا سپاہی نے قاضی اور گواہوں سے کہا۔ سب صاحب گواہ رہیں میری سب لونڈیاں خدا کی راہ میں آزاد ہیں اور تمام اسباب میرا اور زمین خدا کی راہ میں وقف ہے اور میرے صندوق میں چار ہزار اشرفیاں ہیں خدا کی راہ میں خیرات کرتا ہوں پھر اس نے اپنا لباس اتار کر پھینک دیا صرف ایک پاجامہ پہنے رہا پھر لوگوں نے دو کپڑے اس کو دیئے ایک باندھ لیا دوسرا اوڑھ لیا اور کسی جانب نکل گیا۔ لوگوں کا رونا اور شور کرنا اس سپاہی کی حالت پر بہ نسبت اس مردے پر رونے کے زیادہ تھا۔

صحبت کے قابل

حکایت (۷۴) شیخ عبداللہ بن احنف فرماتے ہیں میں مصر سے بہ قصد رملہ شیخ رودباریؒ کی زیارت کو چلا۔ مجھ کو عیسیٰ بن یونس مصری نے دیکھا۔ کہا میں تم کو راہ بتلا دوں میں نے کہا ہاں۔ کہا تم صور میں ضرور جانا وہاں ایک نوجوان ایک بوڑھا دو شخص ہیں کیفیت مراقبہ میں دونوں کامل ہیں۔ اگر تم ایک نظر بھی اس کو دیکھو گے تمام عمر کو کافی ہوگا۔ راوی کہتے ہیں میں ان دونوں بزرگوں کے پاس گیا اور میں بھوکا پیاسا تھا اور میرے پاس ایسی کوئی چیز نہ تھی جس سے دھوپ کی حفاظت کرتا۔ میں نے دونوں کو روبقبلہ پایا۔ میں نے دونوں کو سلام کیا اور ان سے کلام کیا مگر وہ مجھ سے نہ بولے۔ پھر میں نے کہا تم کو خدا کی قسم مجھ سے ضرور کلام کیجئے پھر بوڑھے مرد نے سر اٹھا کر کہا اے احنفؒ کے بیٹے تم کو کس قدر کم شغلی ہے کہ فارغ ہو کر ہمارے پاس آئے۔ پھر سر جھکا لیا میں ان کے آگے کھڑا رہا یہاں تک کہ ہم نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔ میری بھوک پیاس جاتی رہی پھر میں نے جوان سے کہا مجھ کو کچھ ایسی نصیحت کیجئے جس سے

فائدہ پاؤں۔ کہا ہم لوگ مصیبت میں مبتلا ہیں۔ ہماری زبان نصیحت کی نہیں۔ میں نے تین رات دن ان کے پاس قیام کیا اس عرصہ میں میں نے اور انہوں نے کچھ نہ کھایا۔ نہ پیا۔ تیسرے دن بعد دوپہر کے میں نے اپنے جی میں کہا ان سے ضرور سوال کرو۔ شاید مجھ کو میرے فائدے کی کوئی وصیت کریں اور میری تمام عمر میرے کام آئے۔ پھر جوان نے سر اٹھا کر کہا جس کے دیکھنے سے تم کو خدا یاد آئے اور اس کے فعل سے نہ اسکے زبانی قول سے تم کو نصیحت ہو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو۔ پھر میں نے غور کیا وہ دونوں نظر نہ آئے۔

انسان تو یہ ہیں

حکایت (۴۸) حضرت ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ابلیس کو خواب میں ننگا دیکھا (اس سے خدا کی پناہ) میں نے اس سے کہا تجھ کو انسانوں سے شرم نہیں آتی کہا یہ لوگ تمہارے نزدیک انسان ہیں میں نے کہا ہاں تو بھی جانتا ہے ابلیس نے کہا اگر یہ لوگ انسان ہوتے تو جیسے لڑکے گولی کے ساتھ کھیلتے ہیں میں ان کے ساتھ نہ کھیلتا۔ لیکن انسان ان کے سوا اور ہیں میں نے کہا وہ کون ہیں کہا مسجد شونیزیہ میں چند لوگ ہیں جن کی عبادت و پرہیزگاری سے میرا بدن دبلا ہو گیا اور ان کی آتش حسد سے میرا جگر کباب ہو گیا جب میں اس کا قصد کرتا ہوں خداوند تعالیٰ میری طرف اشارہ کرتے ہیں، میں جلنے کے قریب ہو جاتا ہوں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں خواب سے بیدار ہوا اس مسجد میں گیا تین مرد نظر آئے اپنے سر گدڑیوں میں ڈالے بیٹھے تھے جب ان کو میری آہٹ محسوس ہوئی اور معلوم ہوا کہ کوئی غیر شخص ہے تو ایک نے گدڑی سے سر نکالا اور کہا اے ابو القاسم شیطان

خبیث کی بات سے دھوکا نہ کھانا پھر اپنا سر چھپا لیا۔ خداوند تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہم کو ان سے نفع پہنچائے۔

دل کی غیبت سے بھی احتیاط چاہئے

حکایت (۴۹) حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں۔ میں مسجد شونیزیہ میں بیٹھا ایک جنازے کی نماز کا منتظر تھا۔ اہل بغداد اپنے درجوں میں بیٹھے جنازے کا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے ایک فقیر دیکھا اس سے آثار عبادت ظاہر تھے۔ لوگوں سے سوال کر رہا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر یہ شخص کوئی عمل کرتا جس کی آمدنی سے اپنے آپ کو سوال کرنے سے بچاتا تو کیا خوب تھا۔ جب میں اپنے گھر واپس آیا رات کا کچھ وظیفہ مجھ کو پڑھنا تھا۔ کچھ نوافل، کچھ تو وزاری اس کے سوا اور کچھ باقی نہ تھا۔ مجھ پر یہ سب گراں اور دشوار گزرا۔ مگر میں بیٹھا جاگتا رہا۔ اسی حالت میں نیند نے غلبہ کیا اور میں سو رہا خواب میں اس فقیر کو (جو لوگوں سے سوال کر رہا تھا) دیکھا ایک خوان بچھا ہوا ہے اس پر اسی فقیر کو لا کر بٹھلایا۔ مجھ سے کہہ رہے ہیں تو اس کا گوشت کھا۔ تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ اسی حالت خواب میں مجھ کو سب حال ظاہر کیا گیا۔ میں نے کہا میں نے تو اس کی کبھی غیبت نہیں کی البتہ جی میں کہا ہے۔ مجھ سے کہا گیا تو ان لوگوں میں سے نہیں کہ ایسی خفیف باتیں تجھ سے ہم پسند کریں۔ جا اس فقیر سے اپنا قصور معاف کرا جب صبح ہوئی میں اس کی تلاش میں پھرنے لگا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا۔ ایک جگہ ترکاری دھونے سے پانی میں جو پتے گر جاتے ہیں اٹھا رہا تھا۔ میں نے سلام کیا۔ کہا اے ابوالقاسم پھر ایسی تقصیر کرو گے اور دوسرے بندگان خدا کا عیب نکالو گے میں نے کہا پھر ایسا نہ کروں گا کہا خدا ہم کو اور تم کو بخش دے۔

ایک انار کی خواہش

حکایت (۵۰) شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں پہاڑ لکام میں تھا میں نے ایک انار دیکھا، مجھ کو انار کی خواہش ہوئی میں اس کے قریب گیا ایک لے کر توڑا وہ کھٹا نکلا میں انار چھوڑ کر چلا گیا۔ آگے دیکھتا کیا ہوں کہ ایک آدمی پڑا ہے اور بہت سی بھڑیں اسے لپٹ رہی ہیں میں نے سلام علیک کی کہا اے ابراہیم وعلیک السلام۔ میں نے پوچھا کہ تم نے مجھے کس طرح پہچان لیا۔ فرمایا جو اللہ کو پہچان لیتا ہے اس پر کوئی شے مخفی نہیں رہتی تب میں نے ان سے کہا میرے خیال میں تمہیں اللہ سے خاص تعلق ہے۔ اگر تم اللہ سے چاہو اور دعا کرو تو امید ہے کہ ان بھڑوں سے وہ تمہیں بچاوے۔ فرمایا میرے خیال میں تمہیں بھی اللہ سے ایک خاص تعلق ہے اگر تم چاہتے تو اللہ سے دعا کرتے تو وہ تمہیں انار کی خواہش سے بچا لیتا۔ کیونکہ انار کی لذت کی سزا تو انسان کو آخرت میں بھگتنی پڑے گی اور بھڑوں کے کاٹنے سے تو فقط دنیا ہی میں تکلیف معلوم ہوتی ہے (لہذا یہ تکلیف زیادہ بری ہوئی) ابراہیم کہتے ہیں میں اسے وہیں چھوڑ کر چل دیا۔

یہ جوان یہودی معلوم ہوتا ہے

حکایت (۵۱) ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بغداد میں تھا۔ وہاں ایک جماعت فقراء کی رہتی تھی۔ ایک روز ایک جوان ہشیار عقلمند خوبصورت خوش اخلاق آیا میں نے اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے کہا یہ شخص یہودی معلوم ہوتا ہے ان کو میری یہ بات بری لگی۔ میں باہر آیا تو وہ جوان بھی باہر آگیا۔ لیکن پھر اندر ہی چلا گیا اور ان (میرے ساتھیوں) سے پوچھا کہ یہ بڑے صاحب تم سے کیا کہتے تھے۔ انہوں نے اس کے

بتانے سے دریغ کیا لیکن جب اس نے اصرار کے ساتھ پوچھا تو انھوں نے کہہ دیا کہ یہ شیخ تجھ کو یہودی بتاتے تھے۔ ابراہیم کہتے ہیں اسی وقت وہ میرے آگے آپڑا اور مسلمان ہو گیا۔ کسی نے اس سے یہ واقعہ دریافت کیا تو اس نے یہ بیان کیا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ صدیق آدمی کا سمجھنا غلط نہیں ہوتا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ مسلمانوں کا امتحان کرنا چاہیے۔ میں نے غور کیا تو دل نے کہا اگر ان میں کوئی صدیق آدمی ہو گا تو اس گروہ میں کوئی نہ کوئی ضرور ہو گا۔ کیونکہ یہ لوگ ماسوی اللہ کے ترک کے قائل ہیں۔ چنانچہ جس وقت ان شیخ کی نگاہ مجھ پر پڑی تو انہوں نے مجھے فوراً تاڑ لیا۔ اس لیے مجھے یقین ہو گیا کہ بیشک یہ صاحب صدیق (کے مرتبے میں) ہیں پھر وہ جوان صوفیا کبار میں سے ہو گیا۔

معرفت الٰہی کی برکت سے مسلمان ہو گیا

حکایت (۵۲) ابو العباسؒ بن مسروق کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک بوڑھا آدمی آیا کرتا تھا، اور اپنی اس حالت میں وہ بہت خوش طبعی کے ساتھ شیریں باتیں کرتا اور خود ہی ہم سے کہہ دیتا تھا کہ میرے متعلق جیسا تمہارا خیال ہو مجھ سے کہہ دینا۔ ایک روز مجھے خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص یہودی ہے اور غالب گمان میرا یہی ہو گیا۔ میں نے (اپنے دوست) جریری سے ذکر کیا تو انہوں نے اسپر تعجب کی راہ سے اللہ اکبر کہا۔ لیکن میں نے کہا میں تو اس سے یہ ضرور ظاہر کر دوں گا۔ (چنانچہ میں نے تمہید کے طور پر) اول اس سے یہ کہا کہ تم نے خود ہم سے یہ کہہ رکھا ہے کہ میرے متعلق جیسا تمہارے دلوں میں خیال پیدا ہو تم مجھ پر ضرور ظاہر کر دینا (اس لیے میں کہتا ہوں) کہ تم میرے خیال میں یہودی ہو، یہ سن کر تھوڑی دیر اس نے سر جھکائے رکھا۔ پھر سر اٹھا کر کہا بے شک تم سچے ہو لیکن میں اس وقت

کلمہ پڑھتا ہوں اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً رسول اللّٰہ۔ اور کہنے لگا میں تمام مذہبوں کی چھان بین کر چکا ہوں اور خود بھی میں یہ کہتا تھا کہ اگر کسی قوم میں کچھ سچا پن ہوگا تو وہ بس ان ہی (مسلمان) لوگوں میں ہوگا۔ اور تمہارے پاس میں تمہارا امتحان ہی کرنے کو آتا تھا اور بے شک اب میں دیکھ چکا کہ تم لوگ حق پر ہو۔ پھر وہ اچھا خاصا مسلمان ہو گیا۔

تیرے مسلمان ہونے کا وقت آگیا ہے

حکایت (۵۳) ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سری سقطیؒ مجھ سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ تو لوگوں کو وعظ سنایا کر اور میرے دل میں لوگوں کے سامنے بولنے سے بھی دہشت تھی اور میں حیا کی وجہ سے اس کے مستحق ہونے کو اپنے اوپر تہمت سمجھتا تھا۔ ایک روز جمعہ کی شب کو میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو نصیحت کرو۔ اسی وقت میں اٹھا اور صبح ہونے سے پہلے ہی حضرت سری سقطی کے دروازہ پر پہنچا اور دروازہ پر دستک دی۔ انہوں نے فرمایا جب تک تم سے خود نہ کہا گیا تم نے ہمارے کہنے کا اعتبار نہ کیا۔ خیر پھر صبح کو لوگوں کو وعظ سنانے کے لیے جامع مسجد میں بیٹھے اور سب میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ جنید وعظ سنانے کے لیے بیٹھ گئے ہیں۔ اتنے میں ایک نصرانی منصب کا غلام ان کے روبرو کھڑا ہوا اور یہ کہا کہ اے شیخ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى یعنی مومن آدمی کی فراست سے بچنا چاہئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھا کرتا ہے۔ حضرت جنیدؒ نے یہ سن کر سر نیچا کر لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ بس تو مسلمان ہو جا، تیرے مسلمان ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اسی وقت وہ غلام

مسلمان ہو گیا اور جنیو توڑ کر پھینک دیا اللہ نے اس کی خطائیں معاف کیں۔

عیسائی ڈاکٹر کا اپنا علاج ہو گیا

حکایت (۵۴) شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے تو علاج کے لیے لوگ آپ کو مارستان لے گئے اور وہاں کے سفیر علی بن عیسیٰ نے بادشاہ کو ان کی اطلاع کی۔ بادشاہ نے فوراً ایک بڑا حاذق ڈاکٹر علاج کے واسطے بھیج دیا لیکن وہ نصرانی تھا۔ اس نے ہر چند دوائیں دیں۔ کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ ایک روز اس ڈاکٹر نے شیخ شبلی سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر آپ کی دوا، میرے بدن کا کوئی عضو کٹ کر اس میں ہے تب بھی مجھے کوئی مشکل نہیں۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری دوا تو بہت ہلکی سی ہے اس نے پوچھا کیا ہے فرمایا اس زنار کو توڑ دے (اور مسلمان ہو جا) ڈاکٹر نے فوراً ہی کلمہ پڑھ لیا۔ اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله ﷺ (شیخ اچھے ہو گئے) اور بادشاہ کو اس قصے کی خبر ہوئی تو وہ بہت رویا اور کہا کہ ہم نے تو طبیب کو مریض کے پاس بھیجا تھا۔ ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ ہم نے مریض کو طبیب کے پاس بھیج دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ در حقیقت طبیب اور ڈاکٹر ایسا ہی شخص ہوتا ہے اور اسی کی حکمت ایسی ہوتی ہے کہ جس سے سب مرض جاتے رہیں۔

یہاں تک کہ فقیروں ہی میں وصال ہو گیا

حکایت (۵۵) شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی سفر کرنا چاہتے تو نہ کسی کو خبر کرتے اور نہ کسی سے کہتے تھے۔ بلکہ فقط ایک لوٹا لے کر چل دیتے تھے۔ حامد اسود کہتے ہیں ایک مرتبہ مسجد میں میں آپ کے

ساتھ تھا کہ آپ لوٹا اٹھا کر چل دیئے اور میں بھی پیچھے ہو لیا ہم مقام قدسیہ میں پہنچے تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ حامد کہاں جاتے ہو میں نے عرض کیا کہ یا حضرت جہاں آپ جاتے ہیں۔ فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ میرا تو مکہ معظمہ کا قصد ہے۔ میں نے عرض کیا ان شاء اللہ تعالیٰ میرا بھی مکہ معظمہ ہی کا قصد ہے بعد اس کے جب تین روز ہمیں چلتے چلتے ہو گئے تو ایک جوان آدمی ہمارے ساتھ آملا اور وہ بھی ایک دن رات ہمارے ساتھ برابر چلا۔ لیکن نماز بالکل نہ پڑھی۔ میں نے شیخ کو معلوم کرایا کہ یہ جوان (ہمارے ساتھ ہے اور) نماز بالکل نہیں پڑھتا شیخ وہیں ٹھہر گئے اور اس سے پوچھا کہ اے لڑکے کیا وجہ ہے کہ تو نماز نہیں پڑھتا حالانکہ نماز تو حج سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس نے کہا اے شیخ میرے ذمہ نماز نہیں ہے آپ نے پوچھا کیا تو مسلمان نہیں ہے کہا نہیں۔ فرمایا اور تو کون ہے کہا میں عیسائی ہوں لیکن عیسائیت میں بھی میرا گزر توکل ہی پر ہے اور میں اپنے جی میں اس بات کا دعویٰ کر چکا ہوں کہ میں توکل کو پورا ہی کروں گا اور چونکہ اس دعویٰ میں سچا ہونے میں مجھے اعتماد نہیں تھا اس لیے میں بیابان جنگل میں چلا آیا ہوں کہ یہاں معبود کے سوا اور کوئی چیز ہی نہیں ہے تاکہ میں یہیں رہوں اور اپنے جی کا امتحان کروں۔ ابراہیم یہ قصہ سن کر چل دیئے اور مجھ سے فرمایا اسے چھوڑو اب تمہارے ساتھ ہی رہے گا چنانچہ وہ ہمارے ساتھ سفر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم مقام بطن مر میں پہنچے شیخ نے وہاں ٹھہر کر اپنے میلے کپڑے اتارے اور انہیں پانی سے دھویا۔ پھر بیٹھ کر اس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے کہا عبدالمسیح فرمایا اے عبدالمسیح یہ دہلیز مکہ کی یعنی حرم ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم جیسوں پر اس کے اندر جانا حرام فرما دیا ہے اور یہ فرمایا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا

المسجد الحرام یعنی مشرک لوگ ناپاک ہوتے ہیں۔ لہذا یہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ جائیں۔ اور جو تو کہنا چاہتا تھا تجھے معلوم ہو گیا ہے سو اب تو مکہ کے اندر نہ آنا ورنہ جس وقت ہم تجھے اندر دیکھیں گے فوراً نکلوا دیں گے۔ حامد کہتے ہیں ہم اسے وہیں چھوڑ کر مکہ میں چلے گئے اور وہاں سے پھر عرفات گئے۔ عرفات میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ وہ بھی محرم بنا لوگوں کے منہ تکتا ہوا آرہا ہے اور آکر ہمارے پاس کھڑا ہو گیا۔ حضرت ابراہیم کے قدموں پر گر پڑا۔ ان کی قدم بوسی کی۔ آپ نے پوچھا اے عبدالمسیح ہمارے بعد تمہارا کیا قصہ ہوا۔ کہا حضرت خبردار (اب میں عبدالمسیح یعنی مسیح کا بندہ نہیں ہوں بلکہ میں بھی اسی کا بندہ ہوں جس کا مسیح بندہ ہے۔ ابراہیمؒ نے پوچھا کہ تو اپنا قصہ تو بیان کر۔ کہا جب تم مجھے چھوڑ کر چلے آئے تو میں اپنی اسی جگہ بیٹھا رہا کہ اتنے میں ایک قافلہ حاجیوں کا آیا میں کھڑا ہو گیا (میری یہ حالت ہو گئی) گویا میں مجرم ہوں اور مسلمانوں کی صورتیں مجھے اوپری معلوم ہونے لگیں۔ پھر اسی وقت میری نظر خانہ کعبہ پر پڑ کر یہ کیفیت ہوئی کہ سوائے دین اسلام کے اور سب دین مجھے بے اصل نظر آنے لگے۔ اسی وقت میں مسلمان ہو گیا اور غسل کر کے احرام باندھ لیا اور آج اسی وقت میں تم ہی کو تلاش کرتا تھا۔ تب ابراہیم خواصؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے حامد نصرانیت میں بھی صدق کی برکت دیکھو اسے اسلام کی ہدایت ہو گئی۔ پھر وہ ہمارے ہی ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ فقیروں ہی میں اس کا وصال ہو گیا۔

اب تم بھی انہیں میں سے ہو

حکایت (۵۶) عبداللہ ابن خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدت دراز تک میں سیاحی کرتا رہا کہ کہیں ابدال سے ملوں۔ آخر سیر و سفر

سے تنگ آکر ملک فارس کے شہر اصطخر میں آگیا اور وہاں صوفیوں کی ایک خانقاہ تھی میں وہاں پہنچا۔ مشائخ کی ایک جماعت دیکھی وہ نو آدمی تھے۔ کھانا ان کے آگے رکھا ہوا تھا۔ انھیں میں حسن بن ابی سعد، ابو الازہر بن حیان وغیرہ تھے۔ میں تھوڑی دیر ان کے بیچ میں ہی بیٹھ گیا اور جو کچھ وہ کھا رہے تھے ان کے ساتھ کھانے لگا پھر ہم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے (اور سونے کے لیے لیٹ گئے) میں ابھی تھوڑی ہی دیر سونے پایا تھا کہ میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابن خفیف جن لوگوں کی تمھیں تلاش تھی اور جن کی صحبت تم چاہتے تھے اس شہر میں وہ یہی لوگ ہیں تم بھی اب ان ہی میں ہو۔ پھر میرا دل یہ چاہا کہ جو کچھ واقعہ میں نے دیکھا ہے ان لوگوں کو سنا دوں لیکن ان کے سامنے کہتے ہوئے مجھ پر دہشت طاری ہوگئی (اس لیے نہ کہہ سکا) ابھی تھوڑا ہی دن چڑھنے پایا تھا کہ شیخ ابو الحسن ابن ابی سعیدؒ یکایک تشریف لائے اور خود ہی مجھ سے فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ جو کچھ تم نے خواب میں دیکھا ہے ان صاحبوں کو بھی سنا دو (ان کے فرمانے سے) میں نے ان کو سنا دیا۔ بس اس خبر کے پھیلتے ہی وہ سب صاحب دوسرے شہروں میں چلے گئے۔

خیانت کرنے والا ہمارے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا

حکایت (۵۷) ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ میں پورب، پچھم کا سفر اس لیے کرتا پھرتا تھا کہ کہیں سے ابدال لوگوں کی زیارت کا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگالوں اتفاق سے ایک روز عشاء کے وقت میں بصرہ کے قریب پہنچا اور راستہ سے دائیں طرف مڑ کر دریا کی جانب اس لیے ہو گیا کہ پانی کے قریب ہو جاؤں میں نے دیکھا کہ دس آدمی اپنی اپنی جانمازوں پر بیٹھے ہیں لیکن کسی کے پاس کوئی لوٹا وغیرہ جو صوفیوں کے پاس ہوتا ہے

نہیں ہے پھر وہ سب کے سب میرے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور معانقہ کر کے مجھ سے ملے اس کے بعد پھر سب سر جھکا کر بیٹھ گئے اور غروب شمس تک اسی طرح بیٹھے رہے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ایک آدمی اٹھا اور دریا میں گھس گیا۔ مجھے کچھ خبر نہیں کہ اس کی کیسی حالت تھی۔ ہاں یہ میں نے دیکھا کہ وہ گیارہ مچھلیاں بھنی ہوئی لایا۔ حالانکہ آگ یا ایندھن وہاں پر کچھ نہیں تھا۔ پھر ان ہی میں سے ایک اور نے اٹھ کر ہر ایک کے آگے ایک ایک مچھلی رکھ دی۔ اور خود ایک بڑی مچھلی لے کر الگ ہو بیٹھا۔ پھر یہ لوگ بھی اس مجلس سے اٹھ کر اپنے اپنے شغل میں لگ گئے۔ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ پھر جب صبح ہونے لگی تو موذن نے اذان پڑھی۔ اس کے بعد جماعت ہوئی۔ سب نماز پڑھ کر اپنی اپنی جانمازیں لے کر دریا میں گھس گئے لیکن دریا میں پانی کے اوپر اوپر ہی چلتے تھے۔ ان کے اس خادم نے جس نے ان کے سامنے مچھلیاں رکھی تھیں اور خود ایک بڑی مچھلی لے کر علیحدہ بیٹھ گیا تھا ان کے ساتھ جانا اور پانی کے اوپر چلنا چاہا وہ وہیں ڈوب گیا۔ انھوں نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے فلاں جو ہم میں خیانت کرنے لگتا ہے وہ ہمارے مرتبہ میں نہیں رہتا۔ اور میں دور کھڑا ہوا انھیں دیکھتا اور ان کی جدائی پر افسوس کرتا رہا۔ آخر میں اپنا لوٹا لے کر چلا آیا اور اس خادم کو وہیں ڈوبا ہوا چھوڑ آیا۔

تم ایسے لوگوں میں سے ہو؟

حکایت (۵۸) العبادانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عشاء کی نماز کے بعد ابادان کی مسجد میں تھا اور اول صف میں تین آدمی تھے جنھوں نے ہمارے ساتھ ہی نماز پڑھی تھی۔ پھر وہ نکل کر دریا کی طرف جانے

گئے تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ اولیاء (اللہ) ہیں اس وجہ سے میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ جس وقت وہ دریا پر پہنچے۔ اس کے اندر چاندی کا ایک تار ان کے لیے پھیل گیا اور یہ تینوں صاحب اس کے اوپر اتر گئے۔ میں نے بھی اس پر اس خیال سے پاؤں رکھا کہ ان کے ساتھ جاؤں لیکن وہ وہیں ڈوب گیا اور میں (اس رنج کے مارے) بیٹھ کر رونے لگا۔ وہ پرے چلے گئے۔ مجبور ہو کر میں پھر مسجد میں چلا آیا۔ جب صبح کا وقت ہوا تو پھر میں نے انہیں صف اول میں دیکھا اور اس وقت سے وہ مسجد ہی میں رہے۔ پھر کل جیسا سب قصہ ہوا تب بھی میں مجبور ہو کر مسجد میں چلا آیا۔ جب تیسرا روز ہوا تو پھر میں نے انہیں پہلی صف میں دیکھا تب میں نے اپنے جی میں کہا کہ اے جی تیرے اندر نقصان ہے۔ اگر تیرے اندر خوبی ہوتی تو تو ضرور ان کے ساتھ (پانی سے گذر جاتا) اور اللہ تعالیٰ میری اس نیک نیتی کو جانتا تھا۔ پھر جب وہ اس وقت وہاں سے نکل کر جانے لگے جیسے کہ ہر روز جاتے تھے تو وہی چاندی کا تار ان کے لیے پانی پر تن گیا وہ سب اس پر سے گذر گئے میں نے بھی پانی پر قدم رکھا اور ان کے ساتھ ہی اتر گیا اور ان میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ لیا آگے پہنچ کر سات آدمی ہو گئے۔ ہر روز سات مچھلیاں ان پر آسمانوں سے اترتی تھیں اور خاص اس روز ایک خوان میں لگ کر آٹھ مچھلیاں اتریں۔ اس لیے میں بھی ان کے ساتھ کھانے لگا۔ اتفاقاً میں نے ایک سے کہہ دیا کہ اگر ہمارے پاس نمک ہوتا تو بہتر تھا۔ اس پر انہوں نے آہ کی سانس بھر کر کہا کہ تم ایسے لوگوں میں ہو۔ پھر میرا کسی نے ہاتھ پکڑ کر چوراہے میں چھوڑ دیا اس کے بعد میں نے ان لوگوں کو کہیں نہیں دیکھا۔

یہ تین عیب والا غلام کون خریدے گا؟

حکایت (۵۹) ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں میں نے شہر بصرہ میں ایک غلام کو بکتے ہوئے دیکھا۔ اس کا مالک یہ آواز دیتا تھا کہ کوئی اس غلام کو مع اس کے اندر تین عیب ہونے کے خریدتا ہے اور وہ تین عیب یہ ہیں (۱) رات کو سوتا نہیں۔ (۲) دن کو کھاتا نہیں۔ (۳) بات بھی وہی کرتا ہے جو ضروری ہو۔ ابراہیم کہتے ہیں میں نے اس غلام سے کہا مجھے تم عارف معلوم ہوتے ہو کہا اے ابراہیم اگر میں عارف ہوتا تو اور کسی کی طرف کیوں مشغول ہوتا۔ اس کہنے سے میں سمجھ گیا کہ بیشک یہ عارفین سے ہے۔ میں نے بیچنے والے سے پوچھا کہ یہ غلام کتنے کا ہے۔ اس نے کہا کہ تم اسے کیا کرو گے یہ تو دیوانہ ہے۔ خیر میں نے اس کی قیمت تو اسے دے دی اور اپنے جی میں یہ کہا کہ خداوندا میں نے خاص تمہارے نام پر اس کو غلامی سے آزاد کیا۔ اسی وقت اس غلام نے میری طرف دیکھا اور یہ کہا کہ اے ابراہیم اگر تم نے مجھے دنیا میں غلامی سے آزاد کیا ہے تو آخرت میں اللہ نے تمہیں دوزخ سے آزاد کر دیا۔ پھر وہ مجھ سے غائب ہو گیا اور کہیں معلوم نہ ہوا۔

ایک کتے کا ایثار

حکایت (۶۰) ایک صاحب فرماتے ہیں کہ ہم بہت سے آدمی ایک شہر میں تھے ایک روز ہم شہر سے باہر آنے لگے ہمارے پیچھے پیچھے شہر سے ایک کتا ہو لیا جس وقت ہم دروازے پر پہنچے تو ہم نے مرا ہوا ایک جانور پڑا دیکھا جب اس کتے نے دیکھا تو لوٹ کر شہر ہی میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اپنے ہی جیسے بیس (۲۰) کتے وہاں لایا۔ وہ آکر اس جانور کو کھانے لگے اور یہ

دور کھڑا ہوا دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ جب وہ کھا چکے اور اپنا اپنا پیٹ بھر کر چلے گئے اور جو کچھ ہڈیاں وغیرہ بچی تھیں وہیں چھوڑ گئے تب آیا اور بچا کھچا کھایا۔ پھر یہ بھی چلا گیا۔

کتوں کے ذریعہ رہنمائی

حکایت (۶۱) ایک شخص کی حکایت ہے کہ اس نے ایک پہاڑ کے غار میں بہت سے کتے دیکھے جو وہیں رہتے تھے اس سے باہر نہیں آتے تھے۔ ہاں ہفتہ بھر میں فقط ایک روز شہر میں جا کر ڈلاؤ پر سے کچھ کھا کر پھر اپنے پہاڑ پر آجاتے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہوتا تھا کہ شہر میں گئے اور ڈلاؤ پر سے کھا کر اپنی جگہ آ موجود ہوئے۔ یہ شخص بھی مدت تک ان کے ساتھ رہا۔ جس روز وہ شہر جاتے تو ان کے ساتھ ڈلاؤ پر جو چیز اس کے کھانے کی ہوتی کھا آتا اور پھر لوٹ کر ان کے ساتھ پہاڑ پر آجاتا حتی کہ ان کتوں ہی سے اسے ریاضت اور آداب آگئے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ کچھ لوگ شکاری کتے لیے ادھر کو جاتے تھے ان پہاڑی کتوں نے بھونک کر ان سے کہا کہ اے مسکینو تمہیں بادشاہوں کی نعمتوں کی ہوس اور خواہش ہوئی اس لیے انھوں نے تمہیں قید کر لیا اور اگر تم ہماری طرح گری پڑی چیز پر قناعت کرتے تو بلا قید رہتے شکاریوں نے کہا کہ تمہیں ہمارے حال کی خبر نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے خود ہمارے اندر اپنی خدمت کرانے کا مادہ دیکھ کر ہم کو خدمت کرانے کے لیے قید کر لیا ہے اور ہماری قوت لایموت کے یہ کفیل ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا جب تم میں کوئی بوڑھا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ چھوٹ کر ہمارے ساتھ رہا کرے۔ شکاریوں نے کہا کیا اس وجہ سے چھوٹ جائے کہ اس کے ذمہ جو خدمت تھی وہ اب ادا نہیں ہوتی اور جب اس میں قصور آتا ہے تو ایسوں کو دھکے مل جایا کرتے ہیں۔

میمونہ سوداء کا خاوند

حکایت (۶۲) ربیع ابن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے خواب میں یہ بشارت ہوئی کہ میمونہ سوداء بہشت میں تیری بیوی ہو گی جب صبح ہوئی تو میں نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ عورت اب بکریاں چراتی ہے میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اس کے پاس رہ کر اس کا عمل دیکھنا چاہیے (کہ کیا کرتی ہے) میں نے دیکھا کہ دن میں سوائے فرض نمازوں کے اور کچھ نہیں پڑھتی اور جب شام ہوتی ہے تو بکری کا دودھ دوھ کر اول دفعہ تو خود پی لیتی ہے اور دوسری دفعہ دوھ کر خود اس بکری کو پلا دیتی ہے میں نے تین روز اس کی یہ کیفیت دیکھ کر کہا کہ اے بی بی تو اس بکری ہی کو دودھ پلا دیتی ہے اور کسی کو کیوں نہیں دے دیتی۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے یہ بکری میری نہیں ہے میں نے کہا پھر تو کیوں پیتی ہے کہا یہ ایک شخص نے مجھے اس لیے دے رکھی ہے تاکہ میں پی لوں اور جسے چاہوں پلا دوں پھر میں نے کہا اے بی بی جو عمل میں نے تمہارے دیکھے ہیں کیا فقط یہی کرتی ہو اور کوئی عمل نہیں کرتیں۔ کہا نہیں۔ صبح و شام جس حال میں مجھ پر ہوتی ہے میں اپنی تقدیر پر خوش و خرم رہتی ہوں۔ میں نے کہا اے بی بی کیا تمہیں بھی معلوم ہے کہ مجھے خواب میں یہ بشارت ہوئی ہے کہ تم بہشت میں میری بیوی ہو گی۔ یہ سنتے ہی بولی کیا تم ربیع ابن خثیم ہو میں نے کہا ہاں۔ کسی نے اس حکایت کے راوی سے پوچھا کہ اس عورت کو یہ کس طرح خبر ہو گئی۔ کہا شاید عورت نے بھی مرد کی طرح خواب میں دیکھ لیا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ راوی نے جو کہا صحیح ہے۔ کیونکہ یہ ایک احتمال ہے لیکن انحصار اس میں نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جاگتے میں اس کو کشف ہو گیا ہو۔

اکثر مردوں کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے تھے

حکایت (۶۳) ابو اسحاق فزاریؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اکثر ہمارے پاس بیٹھتا تھا اور اپنا آدھا چہرہ ڈھانکے رکھتا تھا۔ ایک روز میں نے اس سے کہا کہ تم اکثر ہمارے پاس بیٹھتے ہو اور آدھا چہرہ چھپائے رکھتے ہو اس کی وجہ کیا ہے۔ کہا تم مجھ سے عہد کرو (کہ اور کسی سے نہیں کہو گے) میں نے کہا کہ ہاں میں عہد کرتا ہوں۔ کہا میں کفن گھسوٹی کیا کرتا تھا ایک روز ایک عورت دفن ہوئی تو میں اس کی قبر پر پہنچا اور اسے کھود کر اس کی اینٹیں نکال دیں۔ بعد میں اس کی پوٹ کی چادر کھینچ لی۔ پھر کفنی کھینچنے لگا تو وہ مجھ سے نہ کھنچ سکی آخر میں دونوں گھٹنے زمین پر ٹیک کر اسے کھینچنے لگا اس عورت نے ہاتھ اٹھا کر میرے منہ پر طمانچہ مارا۔ پھر میں نے جو منہ کھول کر دیکھا تو اس کی پانچوں انگلیاں میرے منہ پر بنی ہوئی تھیں۔ میں نے اس سے کہا پھر تم نے کیا کیا۔ کہا میں نے اس کی چادر وغیرہ سب اسی طرح کر دی اور اینٹیں اور مٹی بھی اسی طرح لگا دی۔ اور اپنے اوپر یہ عہد کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کبھی قبر نہیں کھودوں گا۔ کہتے ہیں پھر میں نے اوزاعی علیہ الرحمۃ کو یہ قصہ لکھا تو انہوں نے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ کم بخت ایسے مردوں کے ساتھ بھی ایسا کرتا تھا کہ جو اہلِ توحید سے ہوں اور منہ ان کا قبلہ رخ ہوتا تھا میں نے اس سے پوچھا اس نے کہا اکثروں کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے تھے۔ میں نے یہی اوزاعی کو لکھ دیا۔ انہوں نے جواب میں میرے تین مرتبہ یہی لکھا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یاد رکھو جس کا منہ قبلہ سے پھر گیا تو وہ دین کے مخالف ہی مرا۔ فقط۔

ایسے کو کلمہ بھی نصیب نہ ہوا

حکایت (۶۴) روایت ہے کہ ایک آدمی کا دم نکلتا تھا اس لیے لوگ اسے کلمہ بتاتے تھے کہ لا الہ الا اللہ کہہ مگر اس کے منہ سے کلمہ کے عوض یہ شعر نکلتا تھا۔

یَارُبَّ قَائِلَۃٍ یَوْمًا وَقَدْ تَعِبَتْ
اَیْنَ الطَّرِیْقُ اِلٰی حَمَّامِ مِنْجَابِ

اصل واقعہ اس کا یہ ہے کہ ایک عورت حمام کے ارادے سے جا رہی تھی اس حمام کو لوگ منجاب کہتے تھے۔ وہ عورت راستہ بھول گئی اور چلنے سے تھک گئی۔ یہ آدمی اپنے دروازہ پر کھڑا ہوا اسے ملا اس نے اس سے حمام کا پتہ پوچھا۔ اس نے اپنے گھر کی طرف اشارہ کر کے کہا حمام یہی ہے وہ اندر چلی گئی تو اس نے فوراً دروازہ بند کر لیا جب اس عورت نے یہ سمجھا کہ اس مرد نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے تو اس نے اس کے سامنے اپنی خوشی اور رضامندی ظاہر کی اور اس سے کہا کہ تم کچھ خوشبو وغیرہ بازار سے لے آؤ تاکہ ہم پہلے لگا لیں۔ مرد فوراً نکل کر چل دیا اور دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔ عورت اسے دھوکا دے کر اس کے گھر سے بچ کر نکل گئی جب وہ مرد فسق و فجور کی نیت سے لوٹ کر آیا تو گھر میں سوائے رونے کے اور کچھ نہ دیکھا۔ اسی وقت گھبرایا ہوا یہ شعر مذکور و پڑھتا ہوا گھر سے نکل پڑا۔ یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کی شہادت کے عوض بھی یہی شعر پڑھتا رہا۔ حالانکہ وہ اس وقت موت کی سختیوں میں مبتلا تھا۔

نیک کلمات بولنے کی عادت ڈالو

حکایت (۶۵) ایک اور آدمی کی حکایت ہے کہ وہ بھس فروشی کا

پیشہ کرتا تھا اور خدا تعالیٰ سے بالکل غافل تھا جب وہ مرنے لگا تو لوگ اسے کلمہ پڑھاتے تھے۔ اور وہ کہتا تھا کہ یہ گٹھا اتنے داموں کا ہے اس کے بعد ایک شیخ کامل نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ تم کلمہ شہادت کا بکثرت ورد رکھا کرو تاکہ اس کے پڑھتے پڑھتے انتقال ہو جیسا کہ یہ آدمی زندگی بھر یہی کلمہ کہتا رہا اور اب مرتے وقت بھی یہی منہ سے نکلا۔

ایک صالح آدمی کی حکایت ہے کہ وہ قرآن شریف کی تلاوت بہت کرتے تھے جب ان کا انتقال ہونے لگا تو ان سے لوگوں نے کہا کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو اس کے جواب میں انہوں نے یہ پڑھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰىٓ سے لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى تک پھر جب انہیں کلمہ پڑھاتے تو وہ بار بار اسی کو پڑھنے لگتے۔ یہاں تک کہ اسی آیت کریمہ کے پڑھتے ہوئے ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس حالت میں انسان اپنی زندگی گزارے گا اسی پر اس کی وفات ہوگی اور جس پر وفات ہوگی اسی حالت پر اس کا حشر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ رحیم و کریم سب کو سنت و جماعت اور اسلام پر مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مردوں کو ایصال ثواب کا فائدہ

حکایت (۶۶) ایک عالم نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبرستان کے اندر اہل قبور اپنی اپنی قبروں سے نکل کر باہر آرہے ہیں اور میوے کی طرح کوئی شے وہاں سے چنتے ہیں مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا شے تھی مجھے اس سے بہت تعجب ہوا اور میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ویسے ہی بیٹھا ہوا ہے وہ کچھ نہیں اٹھاتا۔ میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ یہ لوگ کیا چنتے ہیں اس نے جواب دیا کہ مسلمان جو قرآن

وغیرہ پڑھ کر صدقہ اور دعا کر کے انہیں ثواب پہنچاتے ہیں یہ اسے چن رہے ہیں۔ میں نے کہا پھر تم بھی تو ان کے ساتھ ہو تم کیوں نہیں چنتے۔ کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا اس کی وجہ کیا ہے کہا میرا لڑکا روزانہ ایک قرآن شریف پڑھنے کا ثواب مجھے پہنچا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا وہ تمہارا لڑکا کہاں ہے کہا وہ جوان آدمی ہے فلاں بازار میں تجارت کرتا ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی میں فوراً اس بازار میں پہنچا۔ دیکھا تو ایک جوان زلابیہ بیچتا ہے اور ہونٹوں کو ہلاتا جاتا ہے میں نے پوچھا تم ہونٹوں کو کیوں ہلاتے ہو۔ کہا میں ایک قرآن شریف پڑھ کر اپنے والد کی قبر میں انہیں ثواب پہنچاتا ہوں۔ کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مردے اپنی اپنی قبروں سے نکل کر بدستور کوئی شے چن رہے ہیں اور وہ آدمی بھی جس کو پہلی مرتبہ خاموش بیٹھا ہوا دیکھا تھا، ان لوگوں کے ہمراہ چن رہا ہے۔ بیدار ہونے کے بعد اس خواب پر تعجب کرتا ہوا اس تاجر لڑکے کی تلاش میں بازار کی طرف گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ (آمین)۔

ایصال ثواب نور کے برتن میں

حکایت (۶۷) نقل ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہو گیا اسے اس کی ایک جاننے والی عورت نے خواب میں دیکھا کہ اس کے تخت کے نیچے ایک نور کا برتن ڈھکا رکھا ہے۔ اس عورت نے دریافت کیا کہ اس میں کیا ہے کہا اس میں میرے شوہر کا ہدیہ ہے جسے کل رات اس نے میرے واسطے روانہ کیا ہے جب بیدار ہوئی تو اس نے اس عورت کے خاوند سے قصہ بیان کیا خاوند نے کہا میں نے کل شب کچھ قرآن پڑھ کے اس کی روح کو ثواب بخشا تھا۔

میت کا سلام قبول ہو

حکایت (۶۸) ہیرہ مولف کتاب کہتے ہیں مجھے اطلاع ملی ہے کہ یمن میں ایک میت کو اس کے دوست نے خواب میں دیکھا جس کو اس کے ایک دوست نے کچھ قرآن شریف کا ثواب پہنچایا تھا۔ خواب میں اس میت نے کہا کہ فلاں شخص کو میری طرف سے سلام کے بعد کہہ دو خدا تم کو جزائے خیر دے جس طرح کہ تم نے مجھ کو قرآن شریف کا ہدیہ روانہ کیا ہے۔

ایصال ثواب حق ہے

حکایت (۶۹) بعض علماء سے ان کی کتب میں مروی ہے کہ شیخ امام مفتی امام عزالدین ابن عبدالسلام سے ان کی وفات کے بعد خواب میں سوال کیا گیا کہ تم قرآن شریف کے ایصال ثواب سے انکار کرتے تھے اب اس کے بارے میں کیا کہتے ہو کہنے لگے کہ افسوس ہے میں نے اپنے گمان کے مخالف دیکھا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

ایصال ثواب سے محروم غمگین تھا

حکایت (۷۰) صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شب جمعہ کو جامع مسجد میں گیا تاکہ فجر کی نماز وہاں ادا کروں۔ راستہ میں ایک قبرستان پر میرا گزر ہوا اور ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا وہیں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ اہل قبور سب کے سب اپنی قبروں سے نکل کر حلقہ باندھے بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں اور ایک نوجوان میلے کپڑے پہنے ہوئے غمگین ایک کونے میں تنہا بیٹھا ہے ناگہاں چند فرشتے ہاتھوں میں نور کے طبق لئے ہوئے نازل ہوئے جو رومال سے ڈھکے ہوئے تھے جن جن کو وہ طبق ملے وہ اپنا اپنا لے کر اپنی اپنی قبروں میں

داخل ہو گئے۔ صرف وہ جوان باقی رہا اور غمگین بلا کسی شی کے قبر میں داخل ہونے کا قصد کر رہا تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا وجہ ہے کہ میں تجھے غمگین پاتا ہوں اور یہ کیا واقعہ ہے جو میں نے دیکھا۔ کہا اے صالح تم نے طبق دیکھے۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ کیا تھا کہا وہ صدقات اور دعائیں تھیں جو زندوں کی جانب سے مردوں کو بھیجی جاتی ہیں، ان کے پاس ہر شب جمعہ اور روز جمعہ کو پہنچتی ہیں۔ پھر اس نے ایک دراز تقریر کی جس کا حاصل یہ تھا کہ اس کی ایک ماں ہے جو دنیاداری میں مشغول ہے۔ اور اسے بھول گئی ہے اور اس نے نکاح بھی کر لیا ہے اور وہ لہو و لعب میں مشغول ہے اور اب میں اسی قابل ہوں کہ غم کروں کیونکہ اب میرا یاد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ شیخ صالح نے اس سے اس کی ماں کا پتہ اور محلہ دریافت کیا اس نے بتایا۔ صبح کو صالح مریؒ نے اس محلہ میں جا کر اس کی ماں کو دریافت کیا۔ لوگوں نے پتہ بتایا۔ پھر اس کی ماں نے پردہ کی آڑ میں بات چیت کی اور اس کے لڑکے کا سارا حال بیان کیا۔ یہ سن کر وہ رونے لگی اور اس کے آنسو رخساروں پر جاری ہو گئے۔ پھر کہنے لگی اے صالح وہ میرا بیٹا اور میرے جگر کا ٹکڑا تھا۔ جس کے لیے میں نے اپنے پیٹ کو گھر بنایا اور اپنی پستانوں کو مشک بنایا، اپنی گود کو محلہ بنایا تھا، پھر ایک ہزار درہم مجھے دیے اور کہا یہ اس کے واسطے صدقہ کرو اور میں اس کو دعا اور صدقہ سے عمر بھر نہ بھولوں گی۔ ان شاء اللہ۔

صالح کہتے ہیں میں نے وہ درہم اس عورت کی جانب سے خیرات کر دیے دوسرے جمعہ کو پھر میں جامع مسجد کے قصد سے نکلا اور اس مقبرہ میں ایک قبر سے تکیہ لگا کے لیٹ گیا اور میں نے وہی منظر دیکھا کہ سب اہل قبور ایک ایک کر کے اپنی قبروں سے نکلے اور وہ جوان بھی سفید لباس پہنے

خوش خوش نکلا اور میرے قریب آکر کہنے لگا کہ اے صالح خداوند عالم تجھے میری طرف سے جزائے خیر عطا کرے میرے پاس بھی ہدیہ پہنچ گیا میں نے سوال کیا کہ تم لوگ جمعہ کو جانتے ہو۔ کہا ہاں پرندے ہوا میں اس دن کو جانتے ہیں اور کہتے ہیں السلام السلام اے یوم صالح خدا اس کی برکت ہم پر بار بار لوٹائے۔ آمین۔

قبر میں مجرم کا حال اور رحمت خداوندی

حکایت (۱۷) مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں کچھ لوگ دیکھے جو جنازہ لے جا رہے تھے اور سوائے حاملین جنازہ کے اور کوئی شخص جنازہ کے ہمراہ نہ تھا۔ میں نے ان لوگوں سے اس کی وجہ دریافت کی کہنے لگے کہ یہ شخص بہت بڑا گناہ گار تھا۔ مالک بن دینار کہتے ہیں میں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور قبر میں اتار اور وہاں سے آگے ایک جگہ سایہ میں لیٹ گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور اس کی قبر شق کی ایک ان میں سے قبر کے اندر داخل ہوا اور اپنے ساتھی سے.......... کہنے لگا کہ اس کو اہل نار میں لکھ لیجئے۔ کیونکہ اس کا کوئی عضو گناہ سے محفوظ نہیں ہے۔ اس ساتھی نے کہا بھائی جلدی نہ کرو اس کی آنکھوں کو دیکھو۔ کہا میں نے خوب دیکھا وہ نظر بد اور حرام سے پُر ہیں۔ کہا کانوں کو دیکھ اور آزما۔ کہا وہ بھی فواحش و منکرات کے استماع سے پُر ہیں۔ کہا اس کی زبان پر غور کر کہنے لگا وہ بھی ارتکاب محرمات سے پُر ہے۔ کہا اس کے ہاتھوں کو دیکھ کہا وہ بھی تناول حرام اور شہوات سے پُر ہیں۔ کہا اس کے پاؤں کو دیکھ کہا وہ بھی میں نے دیکھے کہ امور مذمومہ سے اور ناپاک جگہ کی طرف دوڑنے سے پُر ہیں پھر کہا اے بھائی جلدی نہ کر اب مجھے اترنے دے چنانچہ دوسرا فرشتہ اترا اور ایک ساعت اس کے پاس

رہا۔ پھر کہا اے بھائی میں نے اس کا قلب دیکھا جو ایمان سے پُر ہے۔ لکھدے کہ یہ مرحوم اور سعید ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کا فضل اس کی خطا اور گناہوں کو دھو دے گا اور دو شعر پڑھے۔

لما اراوہ مبعدا عن طاعتی حکموا بانی لا اجود برحمتی
حلمی اجل ولن یضیق علی الوری من ذا یخذہ اوامری ومشیتی

اہل قبور کے مقامات

حکایت (۲۷) بعض بزرگوں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے اہل قبور کے مقامات معلوم ہو جائیں۔ چنانچہ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم کی گئی ہے اور قبریں شق ہوئی ہیں۔ ان میں کوئی سندس کے فرش پر کوئی حریر پر اور کوئی دیبا پر، کوئی تخت پر، کوئی پھولوں کی سیج پر سویا ہوا ہے اور کوئی رو رہا ہے۔ کوئی ہنس رہا ہے۔ میں نے کہا اے اللہ اگر آپ چاہتے تو ان سب کو ہلاک کر دیتے۔ اسی وقت اہل قبور میں سے ایک نے چلا کر کہا۔ اے شخص یہ مراتب اعمال کے ہیں۔ اصحاب سندس، نیک خلق والے لوگ ہیں۔ اصحاب دیبا و حریر شہداء ہیں۔ پھولوں کی سیج والے لوگ صائمین (روزہ دار) ہیں۔ اور ہنسنے والے لوگ اہل توبہ ہیں اور رونے والے لوگ گنہگار ہیں اور بڑے درجوں والے اللہ کے واسطے باہم محبت رکھنے والے لوگ ہیں۔

(مؤلف کہتے ہیں) کہ اصل میں یونہی مذکور ہے جس سے میں نے نقل کیا ہے کہ تفصیل میں اہل مراتب بھی مذکور ہیں حالانکہ اس کا ذکر پہلے نہیں ہوا ہے البتہ اصحاب سریر کا یعنی تخت والوں کا ذکر پہلے ہوا ہے اور اس کی تفصیل اب تک نہیں آئی، کہ وہ کون لوگ ہیں۔ شاید اہل مراتب سے مراد تخت والے ہی ہیں۔ اگرچہ حقیقت مراتب کی علو منزلت اور شرف

مرتبہ ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اہل سریر زمین پر لیٹنے والوں سے اونچے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ ریشمی فرش پر کیوں نہ ہوں اور سریر بھی ایسے فرش سے خالی نہ ہوں گے۔ جب کہ یہ تخت ان کو ان کی بزرگی کی وجہ سے عنایت ہوئے ہیں۔ اگرچہ یہاں تخت کے ساتھ فرش کا ذکر نہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ یعنی تخت پر مقابل بیٹھے ہوں گے یہاں پر فرش کا ذکر نہیں ہے لیکن اور آیات سے معلوم ہوا ہے کہ ان پر فرش بھی ہوگا۔ چنانچہ محاورہ میں کہتے ہیں کہ بادشاہ سلامت تخت سلطنت پر جلوہ افروز تھے اور ہم ان کے پاس بیٹھے تھے جس سے دو باتیں خود خود معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ تخت پر بستر بچھا ہوا تھا۔ اگرچہ اس کا ذکر کلام میں نہیں ہوتا اور دوسرے یہ کہ بادشاہ سلامت ہم سے اونچے بیٹھے تھے اور ہم ان سے نیچے تھے۔ کیونکہ بادشاہ اپنے ہمراہ دوسرے کو تخت پر نہیں بٹھلاتا ہے۔ نہ دوسرے کے برابر زمین پر بیٹھتا ہے۔

روایت ہے کہ احنف بن قیس مسلمانوں کی ایک ضرورت سے کسی بادشاہ کے یہاں تشریف لے گئے اور اس بادشاہ کے برابر اس کے تخت پر بیٹھ گئے جب اس کے چہرے پر آثار غضب کے ملاحظہ کیے تو فرمایا جو شخص دن میں تین بار استنجا کرتا ہو وہ اپنے جیسے پر کیا فخر کر سکتا ہے۔ علیٰ ہٰذا۔ جب عبدالمطلب ایک بادشاہ کے پاس کسی ضرورت سے گئے اور بادشاہ نے ان کی وجاہت اور ان کی شرافت کی خبر سنی اور ان کی شیریں کلامی ملاحظہ کی تو ان کی عزت کی اور ان کو اپنے سامنے تخت سے نیچے بٹھانا پسند نہ کیا۔ نہ تخت شاہی پر اپنے برابر بٹھلانا گوارا کیا۔ آخر تخت سے اتر کر ان کے برابر زمین پر بیٹھا اور ان کی حاجت پوری کی اور بڑی عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ ان قصوں کی بنا پر بھی متحابون فی اللہ کا دوسرے لوگوں

ہے جو کہ اس خواب میں مذکور ہیں افضل واعلیٰ ہونا معلوم ہوتا ہے اور حدیث شریف (ترمذی شریف میں ہے قال اللّٰہ تعالیٰ المتحابون فی اللہ لھم منابر من نور یغبطھم النبیّون والشھداء یعنی اللہ واسطے کی محبت کرنے والوں کے لیے نور کے منبر رکھے جائیں گے جس پر انبیا اور شہداء رشک کریں گے اور موطا میں مذکور ہے قال اللّٰہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی. یعنی میری محبت ان کیلئے واجب ہے جو میرے واسطے محبت کرتے ہیں اور میرے لیے مل کر بیٹھتے ہیں اور میرے واسطے ملتے ہیں اور میرے واسطے خرچ کرتے ہیں۔ ان دونوں حدیثوں سے بھی واضح ہو گیا کہ مراد اصحاب مراتب سے اصحاب سریر ہیں یہ بڑا رتبہ ہے اور کامل شرف ہے اس کے ساتھ خوش عیشی اور رویت جمال خداوندی اور قرب مولیٰ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نعمت اور زیادہ کرے اور ان پر اور ہمارے اوپر اپنے کرم سے فضل فرمائے۔ آمین۔ رہا یہ کہ یہاں پر متحابین کا تخت پر دیکھا جانا مذکور ہے اور حدیث میں منبر نور کا ذکر ہے ان میں کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ منبر قیامت میں ہوں گے اور تخت قبر میں جیسا کہ خواب مذکور میں نظر آیا اور آگے بھی آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

قبر میں مردے کے تخت کے نیچے نہر جاری تھی

حکایت (۴۳) بعض گورکن ثقات سے مروی ہے کہ کسی نے ایک شہر میں کسی کی قبر کھودی دیکھا کہ اس میں ایک شخص تخت پر بیٹھے قرآن شریف تلاوت کر رہے ہیں یہ بھی کہتا تھا کہ اس تخت کے نیچے نہر جاری تھی۔ یہ دیکھ کر اس پر غشی طاری ہو گئی۔ لوگوں نے اس کو قبر سے نکالا۔ لیکن کسی کو اس کے بے ہوش ہونے کی وجہ معلوم نہ ہوئی۔ اس شخص

کو دوسرے یا تیسرے روز ہوش آیا تو اپنا قصہ لوگوں سے بیان کیا۔ ایک شخص نے اصرار کیا کہ اسے اس قبر کا پتہ بتادے۔ اس کا ارادہ ہوا کہ اس شخص کو پتہ بتادے۔ تو رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ وہ صاحب قبر اس سے کہہ رہے ہیں کہ اگر تو نے میری قبر کسی کو بتائی تو فلاں فلاں مصائب میں مبتلا ہو گا۔ جب خواب سے بیدار ہوا تو اپنے ارادہ سے توبہ کی اور ان کی قبر چھپادی۔ پھر کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہ قبر کہاں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شہید کلام الٰہی

حکایت (۴۷) منصور بن عمار فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز ایک جوان کو دیکھا کہ ڈرنے والوں کی طرح نماز پڑھ رہا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ شاید یہ شخص کوئی ولی ہے۔ میں کھڑا رہا حتیٰ کہ وہ شخص اپنی نماز سے فارغ ہوا۔ میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے جواب دیا میں نے اس سے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام لظیٰ ہے جو کھال اتار دے گی۔ اس شخص کو بلائے گی جس نے (ہدایت سے) پیٹھ پھیری ہو گی اور بے رخی کی ہو گی اور (مال) جمع کیا ہو گا۔ پھر اس کو اٹھا اٹھا رکھا ہو گا۔ یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔ جب افاقہ ہوا تو کہنے لگا اور کچھ سناؤ۔ میں نے یہ آیت سنائی یاایھا الذین آمنوا قُوْا انفسکم واھلیکم ناراً وقودھا الناس وَالحجارۃُ علیھا ملآ ئکۃ غلاظٌ شدادٌ لا یعصُوْنَ اللّٰہَ ما امرَ ھُمْ ویفعلُوْنَ ما یُؤمرُوْنَ اے ایمان والو اپنے نفس کو اور اپنے اہل خانہ کو نار سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت شدید فرشتے مقرر ہیں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ہوتا ہے بجالاتے ہیں۔ یہ سن کر وہ شخص گر پڑا اور

جاں حق تسلیم کی۔ میں نے اس کا سینہ کھول کر دیکھا تو اس کے سینہ پر قلم قدرت سے لکھا ہوا تھا فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ (یعنی وہ عیش پسندیدہ میں رہے گا اعلیٰ درجہ جنت میں جس کے ثمرات قریب ہیں) جب تیسری رات ہوئی تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ تخت پر رونق افروز ہے اور اس کے سر پر تاج رکھا ہوا ہے میں نے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہا میری مغفرت فرمائی اور مجھے ثواب اہل بدر کا عطا ہوا بلکہ اور زیادہ دیا۔ میں نے کہا زیادہ کیوں رکھا۔ کہا اس وجہ سے کہ وہ کفار کی تلوار سے شہید ہوئے اور میں اللہ کے کلام سے شہید ہوا۔

امام یافعی کی والدہ قبر میں تخت پر

حکایت (۷۵) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبر کھلی ہوئی ہے۔ میں اس میں داخل ہوا تو وہ قبر بہت کشادہ تھی لیکن اس میں سوائے تخت کے چند پایوں کے اور کچھ نہ تھا آنکھ اٹھا کر میں نے دیکھا تو معلوم ہوا وہ تخت بہت اونچا تھا اور اس پر ایک شخص آرام کر رہے تھے میں نے کہا اہل دنیا بھی کیا بُرے لوگ ہیں اپنے تکبر اور آرام کو بعد موت کے بھی نہیں چھوڑتے اپنے مردوں کے لیے قبروں میں بھی تخت بچھاتے ہیں یہ سن کر صاحب سریر نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ میں تخت کے زیادہ اونچے ہونے کی وجہ سے اس پر نہ چڑھ سکا۔ پھر مجھے اس پر چڑھنے کے واسطے ایک راستہ ملا جو مثل زینہ کے تھا۔ اس پر چڑھ کر میں اس سونے والے کے قریب مقابل میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میری والدہ ہیں۔ میں نے پوری عظمت اور محبت سے سلام کیا۔ انہوں نے مجھ سے میرے بھائیوں کا جو زندہ تھے حال پوچھا اور جو خواب سے

پہلے مر چکے تھے ان کو نہ پوچھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والوں کا حال مُردوں کو معلوم ہوتا ہے اور جو لوگ دنیا سے مر کے ان کے پاس جاتے ہیں تو ان سے یہاں والوں کا حال دریافت کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے مجھے بعد سلام اور استفسار حال کے وداع کیا۔ میں خواب سے بیدار ہوا تو اس رخصتی سلام کا رنج اور اس شفقت کا اثر مدت تک مجھے ہوتا رہا۔ بلکہ سالہا سال کے بعد جب وہ قصہ یاد کرتا ہوں تو بھی اس کا پورا اثر دل پر پاتا ہوں۔

شیخ کی دعائے مغفرت

حکایت (۷۰) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مُردوں کا دیکھنا خیر یا شر کی حالت میں زندوں کے لیے ایک قسم کا کشف ہے۔ جو حق تعالیٰ ظاہر فرماتے ہیں تاکہ بشارت ہو یا نصیحت ہو یا موتی کے واسطے کوئی بہتری ہو مثل ایصال ثواب یا ادائے قرض یا اور کوئی مصلحت ہوتی ہے اور یہ رویت کبھی خواب میں ہوتی ہے۔ یہ غالب ہے اور کبھی بیداری میں بھی ہوتی ہے اور یہ اولیاء اللہ کی کرامت ہے جو بڑے مرتبے والے اہل حال ہیں وہ موتی کو حالت بیداری میں دیکھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ان کو کسی حکمت سے بتانا چاہتے ہیں اور اس کے بارے میں بہت سی صحیح حکایتیں ہیں جن کا ذکر طویل ہے۔ منجملہ ان کے ایک وہ ہے جس کو ہم نے شیخ نجم الدین اصفہانی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک میت سے سنا جو کہہ رہا ہے اے لوگو! تم تعجب نہیں کرتے کہ مردہ زندہ کو تلقین کرتا ہے جبکہ اس کے سرہانے کوئی شخص تلقین کے لیے کھڑا ہوتا ہے (یہ حکایت ہماری دوسری کتاب "کرامات اولیاء" میں ملاحظہ کریں۔ امداد اللہ انور) ایک یہ ہے کہ ایک نیک شخص نے مجھ سے شیخ عارف باللہ صاحب المقامات ابوالذبیح اسماعیل بن محمد یمنی حضرمی سے روایت کی ہے کہ وہ بلاد یمن میں کسی مقبرہ سے گذرے اور بہت روئے یہاں تک کہ ان پر بہت

سخت رنج و غم طاری ہوا اور پھر بہت ہنسے، حتی کہ آثار فرحت و سرور کے ظاہر ہونے لگے۔ حاضرین اس واقعہ سے متعجب ہوئے اور ان سے وجہ دریافت کی کہنے لگے اس مقبرہ والوں کی حالت مجھ پر ظاہر کی گئی میں نے دیکھا کہ وہ لوگ عذاب میں ہیں۔ یہ دیکھ کر میں غمگین ہوا اور رویا۔ حق تعالیٰ کی درگاہ میں ان کے لیے تضرع و زاری کی۔ حکم ہوا کہ ہم نے ان کے حق میں تیری سفارش قبول کی۔ یہ سن کر اس قبر والی نے کہا کہ میں بھی ان ہی کے ساتھ ہوں اے اسماعیل! اور میں فلاں مغنیہ ہوں۔ اس پر مجھے ہنسی آئی اور میں نے کہا تو بھی ان کے ساتھ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر شیخ نے گورکن سے دریافت کیا کہ یہ نئی قبر کس کی ہے۔ کہاں فلاں مغنیہ کی ہے جس کے واسطے شیخ نے دعا کی تھی۔

وفات کے بعد بیعت کرنے کا ایک واقعہ

حکایت (۷۷) مؤلف فرماتے ہیں کہ مجھے بعض ثقات سے معلوم ہوا کہ شیخ محمد بن ابی بکر حکمی اور شیخ ابوالغیث ابن جمیل قدس اللہ سرہما اپنے زمانہ میں ممتاز اور اہل یمن میں بڑے کامل عارف تھے۔ ان کی وفات کے بعد بعض فقراء ان سے بیعت کی نیت سے آئے۔ چنانچہ شیخ محمد نے اپنے مزار سے نکل کر ان کو بیعت سے سرفراز کیا جو ان سے بیعت ہونے آئے تھے اور ان سے عہد و پیمان کیے جن کا ذکر طویل ہے۔ اور شیخ ابوالغیث نے قبر سے ہاتھ نکالا اور ان لوگوں کو بیعت کیا جو ان سے بیعت کرنے آئے تھے۔ اس کا بیان بھی طویل ہے۔ خدا ان پر رحم کرے اور ہمیں ان کی برکت سے مستفیض کرے۔ (یہ خواص میں سے بھی خواص کا حال ہے ہر بزرگ کو اس حال پر قیاس نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی ہر ایک کیلئے صاحب قبر سے ایسی کیفیت حاصل ہوتی ہے القلیل کالمعدوم۔ اس حکایت کو دیکھ کر بہکنا نہیں چاہیے اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت کریں۔ (امداد اللہ انور)

ایک ولی کی خلخال

حکایت (۷۸) مؤلف فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض اہل علم نے فقیہ امام محب الدین طبری سے روایت کی ہے کہ وہ شیخ عارف باللہ امام اسمٰعیل بن محمد حضرمی کی صحبت میں رہتے تھے۔ محب الدین طبری فرماتے ہیں کہ ایک بار انہوں نے مجھ سے کہا اے محب الدین تمہارا کلام موتی پر ایمان ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمانے لگے اس قبر والے نے مجھ سے کہا کہ میں جنت کے ادنیٰ لوگوں میں سے ہوں۔ مولف کہتے ہیں کہ ایسی عالم بیداری اور خواب کی حکایات بہت زیادہ ہیں اور منجملہ خواب کے ایک یہ ہے کہ میں نے اپنے ایک شیخ کو جو عالم و صالح تھے۔ ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے پاؤں میں دو خلخال ہیں۔ ہر ایک میں نصف سونا نصف چاندی ہے۔ لیکن دونوں میں کسی قسم کا جوڑ اور اتصال نہیں ہے۔ ان کی خوبصورتی دیکھ کر حیرت ہوتی تھی اور وہ اکڑ کر چل رہے تھے۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور میں نے ان خلخالوں کے حسن کی امارت جن کو دست قدرت نے بنایا تھا کسی چیز میں نہ پائی اور میں نے ایک سنار سے دریافت بھی کیا کہ ایسی خلخال بنانا ممکن ہے کہا کہ ہم میں اس کی قدرت نہیں نہ ایسا کرنا ممکن ہے کیونکہ اگر ہم سونا چاندی ملا کر زیور بنائیں گے تو ان کے درمیان فصل ضروری ہے۔ اس کے قول سے مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ کی قدرت سے بنی ہوئی چیز مخلوق کی قدرت و اختیار سے باہر ہے۔

اقرباء کی ملاقات سے اہل قبور کی مسرت

حکایت (۷۹) مؤلف فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو بعد وفات کے خواب میں دیکھا وہ مجھ پر کچھ غضبناک ہو رہے ہیں۔ کیونکہ میں ان کی

وفات کے وقت بہت دور دراز مقام پر تھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو
نہیں معلوم کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کی مفارقت میں کتنے سال
تک صبر کیا۔ فرمانے لگے اے بیٹے ہم کو انبیاء کے ساتھ مشابہت
دیتا ہے؟ یا یہ کہا کہ ہمارا صبر انبیاء علیہم السلام کے مثل ہو سکتا ہے؟ پھر
اس کے بعد ایک بار رجب کی پہلی شب کو جو کہ جمعہ کی شب تھی میں نے
ان کو خواب میں دیکھا میں تلاوت قرآن کے بعد ان کی قبر پر لیٹ گیا تھا۔
مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر تین احسان
فرمائے ہیں ایک ان میں سے تمہاری ملاقات ہے اور دوسروں کے بیان
سے پہلے میری آنکھ کھل گئی۔ اللہ رب العزت ان کے اور ہمارے ساتھ
اچھا معاملہ کرے اور ہمارے سب گناہ معاف فرمائے۔ آمین۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اہلِ سنت کا مذہب یہ ہے کہ ارواح موتی بعض
اوقات اعلیٰ علیین اور سجین سے ان کے جسموں میں آتی ہیں جب حکم الٰہی
ہوتا ہے اور اکثر شب جمعہ اور روز جمعہ کو ایسا ہوتا ہے اور باہم گفتگو کرتے
ہیں اور اہلِ نعم کو نعمت اور اہلِ عذاب کو عذاب اس وقت مع الجسم ہوتا ہے
اور جب ارواح علیین اور سجین میں ہوتی ہیں تو ان کو وہاں روحانی عذاب و
ثواب ہوتا ہے اور قبر میں راحت و عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے
اور شب جمعہ اور روز جمعہ میں عذاب نہیں ہوتا یہ اللہ کی رحمت اور جمعہ کی
برکت ہے میرے نزدیک ممکن ہے کہ شب جمعہ کو اور یوم جمعہ کو یہ رفع
عذاب صرف گنہگار مؤمنین ہی سے ہوتا ہو اور کافر سے نہ ہوتا ہو۔ کیونکہ
ایک تو کافر مخلد فی العذاب ہے نہ کہ مؤمن۔ دوسرے مؤمن جمعہ کی
فضیلت و برکت کا معتقد ہے نہ کافر۔ واللہ اعلم۔ اور دلائل شرعیہ مثل
احادیث صحیحہ اور آثار مشہورہ اس پر دال ہیں کہ قبر میں عذاب و ثواب

روح و جسم دونوں کو ہوتا ہے اور صرف روح کو عذاب و ثواب علیین و سجین
میں ہوتا ہے بقدر اپنی سعادت و شقاوت کے اور یہ امر عقلاً بھی محال نہیں
ہے اور یہاں اس کے بیان کا موقع نہیں ہے۔ علم اصول میں جولانی طبع
کے لیے بڑا وسیع میدان ہے۔ جہاں دلائل کے گھوڑے سبقت لے
جاتے ہیں اور تیغ و بینات کی تلواریں حملہ کرتی ہیں۔ اس میدان میں اہلِ
سنت کی فوج ظفر موج کامیاب اور محمود اور اہلِ بدعت کے لشکر مغلوب
و عاجز ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ سے ہم توفیق ہدایت کی دعا مانگتے ہیں اور
ناکامی و ہلاکت سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور یہ جو کچھ بیان ہوا ہے کہ کبھی عذاب
صرف روح کو ہوتا ہے اور کبھی جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔ یہ عالم
برزخ کا واقعہ ہے۔ ورنہ بعد قیامت کے عذاب جسم کو روح کے ساتھ ہی
ہوگا اس پر جمیع اہلِ اسلام کا اجماع ہے اور کوئی مسلمان اس کا منکر نہیں ہے
البتہ کفار فلاسفہ جسم کے عذاب سے انکار کرتے ہیں اور روح کے عذاب
کے قائل ہیں یہ صابئین کہلاتے ہیں اس سے سخت فرقہ فلاسفہ میں
طبعیین کا ہے کہ جسم مع الروح کے بار دیگر مبعوث ہونے ہی سے انکار
کرتے ہیں اور دونوں گروہ سے سخت ایک تیسرا گروہ فلاسفہ کا ہے جو دہریہ
کہلاتے ہیں جو جسم اور روح دونوں کے زندہ ہونے کے منکر ہیں اور اپنی
جہالت اور کفر سے وجود خالق رب العزت جل جلالہٗ ہی کے منکر ہیں
تعالی اللّٰہ عن ذلک علواً کبیراً حق تعالیٰ جملہ عیوب سے پاک اور
مقدس ہے جس نے ہمیں حضور اکرم ﷺ کا امتی بنایا جو صاحبِ مقام
محمود و لواء مقصود سید الاصفیاء اور خاتم الانبیاء ہیں۔ جن کے وسیلہ سے
ہم نے اعتقادات باطلہ سے نجات پائی۔ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم
تسلیما کثیرا۔ (قبر کا عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے روح کیلئے کبھی

عذاب کی تخفیف نہیں ہوتی۔ [امداد اللہ انور]

ایک فقیر کی کرامت

حکایت (۸۰) شیخ ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک جماعت فقراء کی آئی۔ ان میں سے ایک فقیر بیمار ہوا اور ایک مدت دراز تک بیمار رہا ہمراہی اسکے تیمارداری سے تنگ آگئے اور ایک دن اس کی شکایت کی شیخ نے اپنے نفس کے خلاف قسم کھائی کہ اس کی خدمت وہ آپ ہی کریں گے اور ایسا ہی ایک مدت تک کیا پھر وہ فقیر مر گیا۔ شیخ نے اسے اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور کفن پہنایا اور نماز پڑھ کر دفنایا جب قبر میں لٹا کر اس کے سر کا بند کھولا تو اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے کہا اے ابو علی مجھے اپنے مرتبہ کی قسم ہے میں قیامت میں تیری ضرور مدد کروں گا۔ جبکہ تو نے اپنے نفس کے مخالف ہو کر میری مدد کی۔

مؤمن کی موت کی حالت

حکایت (۸۱) شیخ ابو سعید خزار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ ایک دن باب بنی شیبہ سے نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت نوجوان کی لاش رکھی ہے میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمانے لگے اے ابو سعید! تم نہیں جانتے کہ محبان الٰہی نہیں مرتے اگرچہ ظاہر میں مر جائیں بلکہ وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کرتے ہیں۔

اور ابو یعقوب سنوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید مکہ میں آیا اور کہنے لگا اے استاد! کل ظہر کے وقت میں مر جاؤں گا۔ یہ دینار لیجئے اور نصف سے میرا کفن اور نصف سے دفن کیجئے۔ جب ظہر کا وقت آیا

تو وہ شخص حرم میں آیا اور طواف کیا اور وہاں سے کچھ آگے بڑھ کر مر گیا۔ میں نے اسے غسل دے کر دفنایا جب قبر میں رکھا گیا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں میں نے کہا کیا مرے پر زندہ ہو رہے ہو۔ کہا میں تو زندہ ہی ہوں اور محبان خدا زندہ رہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک مرید کی میت کو غسل دے رہا تھا کہ اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا اے بیٹے میرا انگوٹھا چھوڑ دے میں جانتا ہوں کہ تو مرا نہیں ہے۔ بلکہ یہ انتقال ہے ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف۔ یہ سن کر اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ ایک میت کے نہلانے والے نے میت کے ناخن تراشے ایک ناخن کچھ زیادہ کٹ گیا تو اس میت نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس نہلانے والے نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ میت مسکرا رہی تھی۔ نہلانے والی اور میت دونوں عورتیں تھیں اور دونوں نیک بخت معلوم ہوتی ہیں۔ ان شاء اللہ۔

ولی کی میت کا اعزاز

حکایت (۸۲) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم ایک کشتی پر سوار تھے اور ایک شخص جو بہت دنوں سے بیمار تھا، مر گیا۔ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی تیاری کی اور اس کو سمندر میں ڈالنا چاہا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ناگہاں سمندر کے دو حصے ہو گئے اور پانی ہٹ گیا اور کشتی زمین پر جا لگی۔ ہم کشتی سے اترے اور قبر کھود کر انہیں دفنایا۔ جب ہم فارغ ہو گئے تو پانی مل گیا اور کشتی پانی پر چڑھ گئی۔

اور منقول ہے کہ ایک فقیر نے کسی اندھیرے مکان میں وفات پائی جب اس کو غسل دینے لگے تو چراغ کی تلاش ہونے لگی۔ چنانچہ روزن سے

ایک نور پیدا ہوا جس کی روشنی سارے گھر میں پھیل گئی اور اس کے اجالے میں نہلایا گیا۔ جب غسل دے کر فارغ ہو گئے تو روشنی جاتی رہی گویا تھی ہی نہیں۔

محبوبانِ خدا کا شرف و مرتبہ

حکایت (۸۳) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو تراب نخشبی کو جنگل میں مرا ہوا دیکھا کہ قبلہ کی طرف منہ کیے کھڑے تھے کوئی چیز ان کو تھامے ہوئے نہ تھی۔ میں نے چاہا کہ انھیں اٹھا کر لے جاؤں اور دفناؤں مگر نہ ہو سکا۔ میں نے ایک ہاتف سے سنا جو کہہ رہا تھا کہ ولی اللہ کو اللہ کے پاس چھوڑ دے۔

اور روایت ہے کہ جب شیخ ابو علی رودباری رحمہ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے آنکھیں کھولیں اور فرمانے لگے کہ دیکھو یہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور یہ جنتیں آراستہ کی گئی ہیں اور ایک قائل کہہ رہا ہے کہ اے ابو علی ہم نے تجھ کو انتہائی درجہ پر پہنچایا۔ اگرچہ تو نے اس کا ارادہ بھی نہ کیا تھا اور چند اشعار پڑھے۔ شعر

وحقك لا نظرت الى سوا كا	بعين مودة حتى ارا كا
ولا استحسنت فى نظرى جمالاً	ولا احببت حبا غيرذاكا
ولا استلذذت فى الدنيالذيذا	ولالى بغية الاّ رضا كا
فمَن بنظرة فضلا ومَنا	وبلغنى المنى حتى ارا كا

(ترجمہ) قسم ہے تیرے حق کی کہ میں نے تیرے غیر کو نہیں دیکھا محبت کی آنکھ سے یہاں تک کہ تجھ کو دیکھوں اور میں نے کسی جمال کو اچھا نہ سمجھا اور نہ تیری محبت کے سوا کوئی محبت پیدا کی اور نہ دنیا میں لذتوں کا مزہ چکھا۔ اور میری آرزو تیری رضامندی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پس

فضل اور احسان سے ایک نگاہ لطف فرمایئے اور مجھے مقصود تک پہنچا دیجئے۔ یہاں تک کہ آپ کے دیدار سے مشرف ہو جاؤں۔

موت کے بعد ولی کی حالت

حکایت (۸۴) بعض بزرگوں سے روایت ہے کہ جب ابن جلاء رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی لوگوں نے انہیں دیکھا کہ آپ ہنس رہے تھے۔ طبیب نے کہا وہ زندہ ہیں۔ پھر ہاتھ لگا کر دیکھا کہا مر گئے ہیں۔ پھر ان کا چہرہ کھول کر دیکھا اور کہا میں نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ۔

نقل ہے کہ عبداللہ ابن مبارک نے وفات کے وقت اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا لمثل هذا فليعمل العاملون یعنی ایسے وقت کے واسطے چاہیے کہ عمل کرنے والے عمل کرتے رہیں رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ ابو محمد حریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نزع کے وقت حاضر تھا جمعہ کا روز تھا۔ وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے یہاں تک کہ ختم کیا۔ میں نے کہا اے ابو القاسم ایسے وقت میں؟ کہنے لگے پھر (میرے بعد) کون اس کام کو مجھ سے زیادہ اچھا ادا کرے گا۔ اس وقت میرا صحیفۂ اعمال لپیٹا جا رہا ہے۔

قرضہ کا انتظام

حکایت (۸۵) محمد بن حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام احمد بن خضرویہ کے پاس بیٹھا تھا۔ ان کی حالت نزع کی تھی اور پچانوے سال کی ان کی عمر تھی۔ ان کے اصحاب میں سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور فرمایا کہ بیٹے! میں تو ایک دروازہ پچانوے سال سے کھلوا رہا تھا۔ اب اس کے کھلنے کا وقت آیا ہے نہیں

معلوم کہ سعادت کے ساتھ کھلتا ہے یا شقاوت کے ساتھ اور جواب کا وقت پہنچ گیا ہے۔ اتنے میں ان کے قرض خواہ آئے اور ان پر سات سو دینار کا قرضہ تھا۔ فرمانے لگے اے اللہ! تو نے رہن کو قرض کا وثیقہ بنایا ہے اور تو ان لوگوں کا وثیقہ لینا چاہتا ہے (یعنی میری جان جس پر انہیں بھروسہ تھا) اور تو نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ میرا قرضہ ادا کر دے اور میرے قرض خواہوں کو مجھ سے راضی کر دے تو سب باتوں پر قادر ہے۔ اس وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ احمد کے قرض خواہ کہاں ہیں وہ لوگ اس کے پاس گئے۔ ان سب کا قرضہ اس نے ادا کیا اور ان کی روح راہی ملک عدم ہوئی رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر "اللہ" کا مرتبہ

حکایت (۸۶) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت شبلیؒ سے کہا کہ تم اللہ کیوں کہتے ہو لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے فرمایا میں اس کا بدل نہیں چاہتا کہنے لگا اے ابوبکر میں اس سے اعلیٰ چاہتا ہوں کہنے لگے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ میں وحشت حجاب میں نہ پکڑا جاؤں اس نے کہا میں اس سے بھی اعلیٰ جواب چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون یعنی کہہ دیجئے "اللہ" پھر ان کو اپنے اعتراضات میں کھیلنے دیجئے۔ یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح قبض ہو گئی۔ اس کے اولیاء نے حضرت شبلیؒ سے ان لوگوں کے دعوے کا حال بیان کیا شبلیؒ کو گھیر لیا اور اس کی دیت طلب کی اور خلیفہ کے دربار میں لے گئے قاصد خلیفہ کو حضرت شبلی نے جواب دیا کہ ایک روح شوق سے رونے گی جب اسے بلایا گیا تو چلی گئی اور آواز محبوب کی طرف راجع ہوئی اس میں میرا کیا قصور ہے۔ یہ جواب سن کر خلیفہ نے

ایک چیخ ماری اور کہا اسے چھوڑ دو اس کا کوئی قصور نہیں۔

میرے اور اسکے درمیان صرف حجاب عزت کا پردہ ہے

حکایت (۸۷) شیخ ابو الحسن مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نزع کے وقت ایک بزرگ سے کہا کہو لا الہ الا اللہ ان بزرگ نے تبسم فرمایا اور کہا کیا مجھے تعلیم کر رہے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جسے موت نہیں آتی میرے اور اس کے درمیان حجاب عزت کے سوا کوئی پردہ نہیں اور اسی وقت انتقال کر گئے۔ شیخ مزنی اپنی داڑھی پکڑ کر یہ کہا کرتے تھے۔ میرے جیسا حجام اولیاء اللہ کو کلمہ سکھائے بڑی شرم کی بات ہے اور کہا جب یہ حکایت یاد کرتے تھے تو روتے تھے۔

کسی نے ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ابو سعید خزاز کو موت کے وقت زیادہ وجد طاری ہو رہا تھا۔ فرمایا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کہ اس کی روح شوق سے پرواز کرے۔ اور شیخ ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب ابو سعید خزاز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات قریب ہوئی تو یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

حنین قلوب العارفین الی الذکر — وتذکارھم عندالمناجات للسر

ادیرت کؤوس المنایا علیھم — فاغفوا عن الدنیا کاغفاء ذی السکر

ھمومھم جوالۃ بمعسکر — بہ اھل ود اللہ کالانجم الزھر

فاجسامھم فی الارض قتلی لحبہ — وارواحھم فی الحجب نحوالعلی تسری

فماعرسوالا بقرب حبیبھم — وماعاجوا عن مس بوس و لاضر

(ترجمہ) قلوب عارفین کی رغبت ذکر (محبوب) کی طرف ہے اور اس کی یاد کی طرف ہے جبکہ سرگوشی میں راز کی باتیں کی جائیں، ان کے اوپر موت کے پیالوں کا دور چلایا گیا تو وہ دنیا سے ایسے غافل ہو گئے جیسے نشے

والا غافل ہوتا ہے۔ ان کے افکار ایسے لشکر میں گشت کرتے ہیں جن میں اللہ سے محبت کرنے والے چمکتے ہوئے تاروں کی مانند ہیں۔ ان کے اجسام زمین پر محبت کے شہید ہیں اور ان کی ارواح پردے میں بلندی کی سیر کرتی ہیں۔ وہ لوگ نزول نہیں کرتے مگر اپنے حبیب کے پاس اور تکلیف اور محنت سے منحرف نہیں ہوتے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین والمسلمین۔ آمین۔

ایک مقام میں عزیز و ذلیل سب برابر ہیں

حکایت (۸۸) خلف بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے ابو علی بن مغیرہ سے کہا کہ تیرا مقام کون سا ہے کہا جہاں عزیز اور ذلیل برابر ہوتے ہیں۔ میں نے کہا یہ مقام کہاں ہے۔ کہا قبرستان میں۔ میں نے کہا شب کے اندھیرے میں تمہیں وحشت نہیں ہوتی کہا اس وقت میں قبر کی اندھیری اور وحشت کو یاد کر لیتا ہوں تو شب کی اندھیری آسان ہو جاتی ہے۔ میں نے کہا تم نے کبھی قبرستان میں کچھ دیکھا بھی ہو گا۔ کہنے لگے دیکھا تو ہے۔ مگر ہول آخرت کے مقابل سارے خوف دھرے رہ جاتے ہیں۔ اور یہ اشعار کسی قبر پر لکھے ہوئے تھے جو بعض لوگوں نے سنائے۔ شعر

مقیم الی ان یبعث اللہ خلقہ لقاء ک لایرجی وانت قریب
تزید بلی فی کل یوم ولیلۃ وتبلی کما تبلی وانت حبیب

(ترجمہ) جب تک کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کو زندہ کرے اور تیری لقاء نصیب نہیں ہوتی حالانکہ تو قریب ہے۔ ہر دن رات تیری بوسیدگی بڑھتی جاتی ہے اور تو اس بوسیدگی کی حالت میں بھی محبوب ہے۔

قابلِ رشک زندگی

حکایت(۸۹) امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے اپنے استاد امام الحرمین سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ان سے ان کے استاد ابو بکر امام ابن فورک رحمۃ اللہ علیہ حکایت کرتے ہیں کہ ایام طالب علمی میں ان کے ایک ساتھی تھے۔ جو مبتدی تھے اور بہت محنت سے علم حاصل کرتے تھے اور بڑے متقی و عابد تھے اور باوجود سخت کوشش کے انہیں بہت قلیل علم حاصل ہوتا تھا اور ہم ان کی حالت دیکھ کر تعجب کرتے تھے ناگہاں وہ بیمار ہوئے اور اپنی جگہ پر خانقاہ ہی میں رہے اور شفاخانہ نہیں گئے اور میں ان کے پاس ہی رہتا تھا۔ اسی حالت میں انہوں نے آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے ابن فورک لمثل ھذا فلیعمل العاملون یعنی اس جیسے کے لیے چاہیے کہ عمل کرنے والے عمل کرتے رہیں اور اسی وقت انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آگ کے دو پہاڑ

حکایت(۹۰) مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے ایک ہمسایہ کے پاس جو قریب المرگ تھا گئے۔ وہ شخص کہنے لگا اے مالک دو آگ کے پہاڑ میرے سامنے ہیں اور میں ان پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں حضرت مالک فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے اقرباء سے دریافت کیا کہ یہ شخص کیا کرتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے پاس دو پیمانے تھے ایک سے خریدتا تھا اور ایک سے بیچتا تھا یعنی بڑے پیمانے سے خریدتا تھا اور چھوٹے پیمانے سے بیچتا تھا میں نے وہ دونوں پیمانے منگا کر توڑ ڈالے پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ اب کیا حال ہے کہنے لگا کہ

شدت زیادہ ہوتی جارہی ہے۔

ناپ تول میں کمی بیشی

حکایت (۹۱) اسی طرح بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ ایک وزن کرنے والا نزع کی حالت میں تھا۔ لوگوں نے کلمہ توحید کی تلقین کی کہنے لگا کہ میں زبان سے کلمہ نہیں سکتا کیونکہ ترازو کا کانٹا میری زبان پر ہے جو مجھے اس کلمہ کے پڑھنے سے روکتا ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا کیا تو پورا نہیں تولتا تھا کہنے لگا تولتا تو پورا ہی تھا لیکن کبھی میری ترازو پر غبار ہوتا تھا مجھے اس کی خبر نہ ہوتی تھی۔

نبی، صدیق، شہید سب عمر بن عبدالعزیز کے جنازہ میں جائیں

حکایت (۹۲) بعض صالحین سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ان کا ایک بیٹا شہید ہو گیا تھا اور انھوں نے اسے کبھی خواب میں نہ دیکھا تھا۔ جس شب عمر بن عبدالعزیز کی وفات ہوئی اس بزرگ نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا۔ کہا اے بیٹے کیا تم مرے نہیں تھے۔ کہا نہیں میں شہید ہوا تھا۔ میں اللہ کے یہاں زندہ ہوں رزق دیا جاتا ہوں۔ میں نے کہا تم کیوں آئے ہو۔ کہا آسمان والوں میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جس قدر نبی صدیق اور شہید ہیں سب عمر بن عبدالعزیز کے جنازہ کی نماز کے لیے جائیں کوئی باقی نہ رہے چنانچہ میں ان کے جنازہ میں حاضر ہوا تھا۔ آپ کے سلام کو بھی آ گیا۔

بعد وفات ولی کی حالت

حکایت (۹۳) بعض صالحین سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ انھوں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وفات خواب میں دیکھا کہا اے ابو عبداللہ کیا حال ہے۔ انھوں نے منہ پھیر کر کہا کہ یہ زمانہ کنیت سے یاد

کرنے کا نہیں ہے۔ میں نے کہا تمہارا کیا حال ہے اے سفیان تو انہوں نے چند شعر پڑھے۔ شعر

نظرت الی ربی عیاناًفقال لی   هنیا رضا لی عنك یا بن سعید

لقد کنت قواماً اذا اظلم الدجا   بعبرات شائق وقلب عهید

فدونك فاختر ای قصرار دته   وزرنی فانی عنك غیر بعید

(ترجمہ) میں نے حق تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا فرمایا اے ابن سعید تمہیں میری رضامندی مبارک ہو۔ جب اندھیری پھیلتی تھی تو تم قیام لیل کرتے تھے اور تمہارے دل میں ہماری محبت تھی اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوتے تھے۔ تمہیں اجازت ہے جو قصر جنت چاہو اس پر قبضہ کرلو اور میری زیارت کرو کہ میں تم سے بہت قریب ہوں۔

اولیاء کی نعمتوں کے سامنے باقی سب ہیچ ہے

حکایت (۹۴) رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کی ایک خادمہ سے مروی ہے وہ کہتی ہے کہ رابعہ ساری رات نماز پڑھتی تھیں۔ بعد طلوع فجر کے اسفار تک تھوڑی دیر اپنے مصلے پر لیٹ جاتیں۔ جب جاگتیں تو گھبرا کر فرماتیں اے نفس کب تک سوئے گا۔ کب تک عبادت کے لیے کھڑا نہ ہوگا۔ عنقریب ایسی نیند سوئے گا کہ پھر صور قیامت ہی سے جاگنا ہوگا یہی ان کی حالت وفات تک رہی۔ جب وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے مجھ سے بلا کر کہا کہ میری موت کی کسی کو خبر نہ کرنا اور ایک جبہ اونی بتلا کر کہا کہ اس سے میرا کفن بنانا۔ جس کو وہ تہجد کے وقت پہنا کرتیں جب سب لوگ سو جاتے۔ چنانچہ ہم نے اسی جبہ اور ایک صوف کی چادر جسے وہ اوڑھا کرتی تھیں کفنایا۔ شب کو خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ ان پر ایک جبہ سبز استبرق کا اور اوڑھنی سبز ار یشم کی ہے ویسی کبھی میں نے نہیں دیکھی تھی

میں نے دریافت کیا اے رابعہ وہ جبہ اور اوڑھنی کیا ہوئے جن میں تمہیں کفنایا تھا۔ فرمایا وہ کفن میرا اتار کر مہر کر کے اعلیٰ علیین پہنچایا گیا تاکہ قیامت میں میرے اعمال کے ساتھ شریک کیا جاوے۔ اس کے عوض یہ لباس دیا گیا جو تم دیکھتی ہو۔ میں نے کہا تم اسی لیے دنیا میں عمل کرتی تھیں۔ کہا حق تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے واسطے ایسی ایسی نعمتیں کرامت فرمائی ہیں کہ ان کے سامنے یہ ہیچ ہے میں نے کہا مجھے کوئی بات بتاؤ جس سے قربِ الٰہی حاصل ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا کرو کہ تم اس کی وجہ سے قابلِ رشک ہو جاؤ گی (قبر میں)۔

بن ابی الحواری کی قابلِ رشک بیوی

حکایت (۹۵) احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری زوجہ رابعہ شامیہ کے متعدد احوال تھے۔ کبھی ان پر حب کا غلبہ ہو جاتا تھا اور کبھی موانست کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ محبت کی حالت میں میں نے انہیں یہ اشعار پڑھتے سنا۔ شعر

حبیب لیس یعدلہ حبیب — ومالسواہ فی قلبی نصیب

حبیب غاب عن بصری وشخصی — ولکن عن فوادی مایغیب

(ترجمہ) وہ ایسا حبیب ہے کہ اس کے برابر کوئی حبیب نہیں ہے اور اس کی محبت کے سوا کسی کی میرے قلب میں جگہ نہیں ہے وہ حبیب میری آنکھوں اور نظروں سے غائب ہے لیکن میرے دل سے کبھی غائب نہیں ہوتا اور انس کی حالت میں اشعار ذیل پڑھتے سنا۔ شعر

ولقد جعلتک فی فوادمحدثی — وابحت جسمی من اراد جلوسی

فالجسم منی للجلیس موانسی — وحبیب قلبی فی الفواد انیسی

(ترجمہ) میں نے آپ کو اپنے دل کا متکلم بنایا ہے اور ہم نشینوں کے لیے

جسم مباح کر دیا ہے۔ جسم میرا جلیس کے ساتھ موانست کرتا ہے تو دل میں حبیب قلبی میرا مونس ہے اور حالت خوف میں یہ اشعار کہتے سنا۔ شعر

وزادی قلیل ما اراہ مبلغی   اللزاد ابکی ام لطول مسافتی

اتحرقنی بالنار یا غایة المنی   فاین رجائی فیك این مخافتی

(ترجمہ) میرے پاس زاد راہ قلیل ہے امید نہیں کہ کفایت کرے۔ توشہ نہ ہونے پر روؤں یا طول مسافت پر کیا مجھے آگ میں جلائے گا اے میرے غایت مقصود پھر میری امید کہاں چلی جائے گی۔ میرا خوف کہاں جائے گا۔ احمد کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا ساری رات تہجد پڑھتے ہوئے تمہارے سوا کسی اور کو میں نے نہیں دیکھا کہنے لگیں سبحان اللہ! تم جیسا آدمی ایسی بات کرے جب پکارا جاتا ہے اسی وقت میں قیام لیل کے لیے اٹھتی ہوں احمد کہتے ہیں ایک دن میں ان کے قیام کے وقت کھانے بٹھا وہ مجھے نصیحت کرنے لگیں میں نے کہا مجھے اچھے طور سے کھا لینے دو کہنے لگیں ہم اور تم ایسے نہیں ہیں کہ ذکر آخرت سے ہمارا کھانا پینا مکدر ہو جائے اور کہنے لگی تم سے میں خاوندوں کی سی محبت نہیں کرتی ہوں بلکہ بھائیوں کی سی۔ اور جب کوئی چیز پکاتیں تو کہتیں اے میرے سردار! اسے کھاؤ یہ چیز تسبیح سے پکائی گئی ہے۔ ایک دفعہ مجھ سے کہا جاؤ نکاح کرو۔ میں نے تین نکاح کیے مجھے گوشت کھلاتی تھیں اور کہتی تھیں اپنی قوت اپنی ازواج پر صرف کرو۔ اور کہنے لگیں کہ اکثر اوقات جن اور حور مجھے نظر آتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہا۔ مؤلف فرماتے ہیں ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ رویت جن اور حور کی بیداری میں ہے اور خواب میں تو اولیاء اللہ کے سوا اور لوگ بھی دیکھتے ہیں۔ اور یہ رابعہ شامیہ احمد بن ابی الحواری کی زوجہ ہیں اور رابعہ عدویہ بصریہ جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے وہ اور ہیں اور بعض اہل علم کہتے ہیں

کہ شامیہ کا نام رابعہ یائے مثناۃ کے ساتھ ہے اور بصریہ کا نام رابعہ بائے موحدہ کے ساتھ ہے بعضوں نے کہا دونوں کا نام رابعہ ہی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

حضرت شعوانہ کی حالت

حکایت (۹۶) روایت ہے کہ شعوانہ رحمۃ اللہ علیہا بہت بوڑھی ہو گئیں اور عبادت نماز وغیرہ سے عاجز ہو گئیں تو انہوں نے ایک شخص کو یہ اشعار پڑھتے سنا۔ شعر

اتری دموعك انما کنت شاجیة ان النیاحة لاتشفی الحزینا

جدی وقومی وصومی الدهر دابة فانها للدأب من فعل المطیعینا

(ترجمہ) جب تک ہمارا غم ہے آنسو بہاؤ کیونکہ آہ وزاری سے غمگینوں کو کبھی شفا نہیں ہوتی۔ اپنی عادت کے مطابق روزہ نماز میں کوشش کرو۔ یہی مطیعین کی عادت اور حالت ہے۔

پس گریہ وزاری کرنے لگیں اور وہی اپنا عمل بار دیگر شروع کیا اور اشعار مذکور پڑھ پڑھ کر روتی تھیں اور عورتوں کو رلاتی تھیں اور یہ شعر کہا کرتی تھی۔ شعر

لقد امن المغرور دار مقامه ویوشك یوماً ان یخاف کما امن

(ترجمہ) نادان اپنے ٹھکانے سے بے خوف ہو گیا ہے ایک روز اتنا ہی ڈرے گا جتنا وہ نڈر ہے۔

قبولیت دعا کا راز

حکایت (۹۷) روایت ہے کہ ایک روز فضیل بن عیاض ان کے پاس آئے اور کہا کہ میرے واسطے دعا کرو کہنے لگی کہ اے فضیل کیا خداوند عالم

ے کے اور آپ کے درمیان یہ راز نہیں ہے کہ اگر آپ دعا کریں گے تو وہ قبول فرمائیں گے۔ یہ سن کر فضیل نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہمیں اس کی برکت سے کامیاب کرے۔ آمین۔

نیکوں کے قافلے نکل چکے ہم پیچھے رہ گئے

حکایت (۹۸) روایت ہے کہ عمرۃ حبیب عجمی ؒ کی زوجہ رات کے وقت انہیں جگاتی اور کہتی تھیں کھڑا ہو جائے شخص رات گزر گئی اور راستہ دراز ہے اور ہمارے پاس زاد راہ بہت قلیل ہے۔ اور نیکوں کے قافلے ہم سے پہلے نکل چکے صرف ہم رہ گئے ہیں۔

اطاعت شعار بیوی کی حکایت

حکایت (۹۹) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا جب وہ عشاء کی نماز پڑھ چکتی تو عمدہ کپڑے اور خوشبو لگاتی اور دھونی لیتی اور مجھ سے کہتی کیا تجھے ضرورت ہے۔ اگر میں کہتا ہاں تو وہ میرے پاس رہتی اور اگر کہتا نہیں تو وہ کپڑے اتار دیتی اور صبح تک نماز میں کھڑی رہتی۔

تہجد گذاروں کے خیمے

حکایت (۱۰۰) روایت ہے کہ ایک بادشاہ کے پاس ایک لونڈی تھی۔ اسے جوہرہ کہتے تھے اسے بادشاہ نے آزاد کر دیا وہ ابو عبد اللہ تراہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے جھونپڑے میں جہاں وہ عبادت خدا میں مشغول تھے گئی اور ان سے نکاح کر لیا اور ان کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گئی ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے خیمے نصب ہیں میں نے پوچھا

کس کے لیے ہیں کہا گیا تہجد گذاروں کے لیے اس کے بعد اس نے سونا ترک کر دیا اور اپنے شوہر کو جگاتی اور کہتی اے ابو عبداللہ قافلہ نکل گیا اور یہ اشعار پڑھتی تھی۔ شعر۔

اراني بعيد الدار لم اقرب الحمى — وقد نصبت للساهرين خيام

علامة طردي طول الليل نائم — وغيري يرى ان المنام حرام

(ترجمہ) دیکھتی ہوں میں کہ میرا گھر دور ہے اور اپنے باغ کے باڑہ کے قریب بھی نہیں پہنچی اور شب بیداروں کے لیے خیمے گڑے ہوئے ہیں یہ میرے مطرود اور مردود ہونے کی دلیل ہے۔ میں ساری رات سوتی ہوں اور دوسرے لوگ اپنے اوپر خواب کو حرام کیے ہوئے ہیں۔

عبادت کے تین حصے ہیں

حکایت (۱۰۱) نقل ہے کہ ایک عابد جو عسقلان کی سرحد کے محافظ تھے ایک رات تہجد کے ارادہ سے چھت پر چڑھے ناگاہ سمندر کی جانب سے ایک ہاتف کو کہتے سنا کہ اے بندو! میں نے عبادت کے تین حصے کیے ہیں۔ اول تہجد دوسرے روزہ تیسرے دعا تسبیح اور استغفار۔ یہ اچھی تقسیم ہے ہر ایک سے پورا پورا حصہ لیا کرو یہ سن کر وہ سجدے میں گئے خدا ان سے راضی ہووے۔

ابلیس کی حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات

حکایت (۱۰۲) روایت ہے کہ ابلیس علیہ اللعنۃ یحییٰ علیہ السلام کے سامنے آیا آپ نے اس سے منہ پھیر لیا وحی آئی اے یحییٰ اس سے سوال کرو یہ سچ کہے گا چنانچہ یحییٰ علیہ السلام نے اس سے چند سوال کیے ایک ان میں سے یہ ہے کہ اس سے پوچھا کہ تو کبھی مجھ پر بھی قادر ہوا ہے۔ کہا ہاں!

ایک شب کہ تمہارا پیٹ کھانے سے بھرا ہوا تھا اور تم اپنا ورد چھوڑ کر سو گئے تھے پس یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھاؤں گا۔ ابلیس علیہ اللعنۃ نے کہا اب میں بھی کسی کو نصیحت نہ کروں گا۔ کسی کے اچھے شعر ہیں۔ شعر

وکم من اکلۃ منعت اخاھا　　　باکلۃ ساعۃ اکلات دھر
وکم من طالب یسعی بشیٔ　　　وفیہ ھلاکہ لوکان یدری

(ترجمہ) بعض کھانے ایسے ہیں جو کھانے والے کو ایک وقت کے کھانے سے ہمیشہ کے کھانوں سے روک دیتے ہیں اور بہت سے خواہش مند کسی چیز کی تلاش میں کوشش کرتے ہیں حالانکہ اگر وہ سوچے تو اس میں ان کی ہلاکت ہے۔

مؤلف کہتے ہیں بعض مصنفین نے اس قصہ کے بعد یہ اشعار کہے ہیں لیکن یہ اشعار یحییٰ علیہ السلام کے مناسب حال نہیں ہیں۔ بلکہ ان لوگوں کے مناسب ہیں جن کو بہت سا کھا کر تخمہ ہو جاتا ہے اور مدتوں تک کھانا چھوڑنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ زیادہ کھانے والوں کو پیش آتا ہے اس کے مناسب حال میرے یہ اشعار ہیں۔ شعر

کم من اکلۃ حرمت کثیرا　　　من الخیرات فی طاعات مولی
وللذات بخلوات تجلی　　　بھاالمولیٰ وقد ناجاہ لیلا

(ترجمہ) بعض کھانے اکثر محروم رکھتے ہیں۔ عبادت خدا کی نعمت اور نیکیوں سے۔ اور خلوت میں حاصل ہونے والی لذات سے جو اللہ تعالیٰ کی مناجات اور تجلی سے نصیب ہوتی ہیں۔

ابدال اور اس کا قائم مقام

حکایت (۱۰۳) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ ایک مرتبہ میں جامع مسجد میں تھا ناگاہ ایک شخص ہمارے پاس آیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے مسجد کے ایک کونے میں لیٹ گیا اور مجھے اشارہ سے بلایا اور کہا اے ابو القاسم اللہ تعالیٰ کی اور احباب کی ملاقات کا وقت قریب آگیا ہے جب میں فارغ ہو جاؤں تو آپ کے پاس ایک جوان قوال آئے گا اس کو میری گدڑی، عصا اور لوٹا دیدو۔ میں نے کہا قوال کو؟ یہ کیونکر ہو سکتا ہے فرمایا وہ میری قائم مقامی کے مرتبہ پر پہنچ گیا ہے حضرت جنید فرماتے ہیں کہ جب اس شخص کا انتقال ہو گیا اور ہم اس کو دفنا چکے تو ایک جوان مصری ہمارے پاس آیا اور بعد سلام کے کہنے لگا ہماری امانت کہاں ہے اے ابو القاسم میں نے کہا کیسی امانت کیا قصہ ہے بیان کرو۔ کہا کہ میں فلاں قوم کے گھاٹ پر تھا کہ مجھے ہاتف نے ندا دی کہ جاؤ اور جنیدؒ کے پاس جو کچھ ہے لے لو۔ اور اس کے پاس یہ یہ چیز ہے اور تو فلاں ابدال کے قائم مقام کیا گیا۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر وہ اشیاء اس کے حوالہ کر دیں اس شخص نے اسی وقت اپنے کپڑے اتارے اور غسل کر کے گدڑی پہنی اور ویسے ہی شام کی طرف روانہ ہو گیا۔

(نوٹ) پہلے وہ قوال تھا مگر جب اللہ نے اس کی تقدیر بدلی تو قوالی وغیرہ چھوڑ کر اپنے شیخ کے لباس میں ملبوس ہو کر مقرب خداوندی ہو گیا۔ (امداد اللہ انور)

کھاری پانی میٹھا ہو گیا

حکایت (۱۰۴) اہل ابادان سے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں ساٹھ سال سے زیادہ پانی کھاری رہا اور ایک شخص اہل ساحل میں سے ہمارے یہاں رہتے تھے ایک دن ماہ رمضان میں سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ مغرب کے وقت سقایہ میں پانی نہ ملا تو میں نہر میں اترا تاکہ

وضو کروں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص اس نہر میں کھڑا ہوا کہہ رہا ہے اے مالک کیا تو میرے عمل پر راضی ہو گیا تاکہ میں کچھ تمنا کروں۔ میری طاعت سے راضی ہوا تو کچھ مانگوں۔ اے مالک تیرے نافرمانوں کے لیے حمام کا فسالہ بہت ہے۔ میرے آقا اگر مجھے آپ کے غضب کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں پانی کو نہ چکھتا۔ پھر اس نے ایک چلو کھاری پانی لے کر پیا مجھے ایسا کھاری پانی دیکھ کر تعجب ہوا میں نے بھی اسی جگہ سے جہاں سے اس نے پانی لیا تھا چلو بھر پانی لے کر پیا تو وہ شکر کے مانند میٹھا تھا پھر میں نے اسے سیراب ہو کر پیا۔

سہل بن عبداللہؒ کی عبادت

حکایت (۱۰۵) حضرت سہل بن عبداللہ کے بعض اصحاب سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے تیس سال تک ان کی خدمت کی میں نے کبھی ان کو بستر پر پہلو ٹیکتے نہ دیکھا نہ دن کو نہ رات کو اور فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کرتے تھے اور لوگوں سے بھاگ کر آبادان اور بصرہ کے درمیان ایک جزیرہ میں رہتے تھے اور بھاگنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک شخص حج کو گیا جب وہاں سے واپس لوٹا تو اپنے بھائی سے کہا کہ میں نے سہل بن عبداللہ کو عرفات میں دیکھا ہے اس کے بھائی نے کہا ہم ان کے پاس آٹھویں ذی الحجہ کو ان کی خانقاہ میں تھے جو بشر حافیؒ کے دروازہ کے سامنے ہے۔ اس نے اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھائی کہ اس نے انہیں عرفات میں دیکھا ہے اس کے بھائی نے کہا چلو ان سے جا کر سوال کریں چنانچہ دونوں ان کے پاس حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا اور پوچھا کہ قسم کے متعلق کیا کیا جائے۔ سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمہیں ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ تم اللہ کی عبادت میں مشغول رہو اور اس حاجی سے کہا تو اپنی بیوی

کو مت چھوڑو اور اس قصے سے کسی کو مطلع نہ کرو خدا ان سے راضی ہو۔ .... اور ہمیں ان کی برکت سے فائدہ پہنچائے۔ آمین۔

(نوٹ) جب لوگوں سے تنہائی ہوتی ہے تو بعض اولیاء صالحین اپنے روحانی تصرف سے دور دراز کے مقام پر بطور کرامت کے چلے جاتے ہیں، حضرت سہل بھی ایسے ہی درجات پر فائز تھے، امام یافعی یہ فرماتے ہیں کہ ولی کامل کو بعض دفعہ اپنی روح میں تصرف کرنے کی قدرت عطاء کی جاتی ہے جس سے وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ تک بآسانی پہنچ جاتی ہے۔ حضرت سہل کا یہ واقعہ اس قبیل سے بھی ہو سکتا ہے اس اشکال کے تفصیلی جواب کیلئے نزہۃ البساتین کا آخری حصہ ملاحظہ کریں۔ (امداد اللہ)

لغزش سے احتیاط

حکایت (۱۰۶) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں شیخ ابو محمد حریری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تھا ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں میدان انس میں تھا ناگاہ مجھ پر دروازہ بسط کا کھولا گیا اس میں ایک لغزش مجھ سے ایسی ہوئی جس کی وجہ سے میرا مقام محجوب ہو گیا۔ اب مجھے کیا کرنا چاہئے اور کیا طریقہ ہے اپنے مقام کے پھر پا لینے کا۔ یہ سن کر ابو محمد جریری بہت روئے اور فرمانے لگے کہ ہر ایک اس طریق کے قہر میں مبتلا ہے۔ میں تمہیں چند اشعار سناتا ہوں۔ ان سے تمہارا جواب حل ہو جائے گا۔ شعر

قف بالديار فهذه آثار هم وابك الاحبة حسرة وتشوقا

كم قداوقفت بربعها مستخبرا عن اهلها متحيرا ومشفقا

فاجبنى داعى الهوى فى رسمها فارقت من تهوى وعسر الملتقى

(ترجمہ) مکان میں کھڑا رہ کہ یہی علامات ان کے ہیں اور دوستوں کے

نہ ہونے پر حسرت اور شوق سے آنسو بہا۔ بسا اوقات میں اس کے مقام میں دریافت خبر کے لیے کھڑا رہا کہ اس کے باشندے کہاں ہیں اور حیرت اور اندیشہ غالب تھا۔ چنانچہ علامات دار سے داعی عشق نے جواب دیا کہ تیرا محبوب جدا ہو گیا۔ اب ملاقات مشکل ہے۔

مقام الفت اور مقام وحشت

حکایت (۱۰۷) بعض بزرگوں سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں حضرت جنیدؒ بغدادی کے پاس تھا۔ انہوں نے ایک قوال کو گاتے سنا۔

منازل کنت تهواها وتالفها ایام انت علی الایام منصور

(ترجمہ) یہ وہ مقامات ہیں جن سے تجھے انس اور محبت تھی۔ ان دنوں جبکہ تو دنیا میں منصور و کامیاب تھا۔ حضرت جنیدؒ اسے سن کر بہت روئے اور فرمایا الفت و موانست کا مقام کیا ہی اچھا ہوتا ہے اور مخالفت اور وحشت کے مقامات کس قدر وحشت افزا ہوتے ہیں۔ میں ہمیشہ ابتدائی ارادت اور شوق اور سخت سعی اور خطرناک احوال کا مشتاق رہتا ہوں اور یہ اشعار پڑھتے تھے۔

خلیلی هل بالشام عین حزینة تبکی علی نجد فانی اعینها

واسلمها الواشون الاحمامة مطوقة ورقاء بان قرینها

(ترجمہ) اے میرے دوستو شام میں کوئی آنکھ رونے والی بھی ہے جو نجد کی مفارقت پر غم کرے کیونکہ میں بھی ان کا ساتھ دوں گا۔ اسے چغل خوروں نے چھوڑ دیا ہے مگر ایک کبوتری نے جس کے گلے میں طوق ہے جس کا ساتھی اس سے جدا ہو گیا ہے۔

ایک لڑکی کی ولایت

حکایت (۱۰۸) بعض صالحین سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں

نے اپنے سفر میں ایک کمسن دیہاتی لڑکی کو دیکھا میں نے کہا تم کہاں منزل کرتی ہو۔ کہنے لگی جنگل میں میں نے کہا تمہیں وحشت نہیں ہوتی کہنے لگی اے نالائق اللہ سے انس رکھنے والے اس کے ساتھ ہو کر متوحش ہو سکتے ہیں۔ میں نے کہا تم کہاں سے کھاتی ہو کہنے لگی اللہ جانتا ہے جہاں سے اپنے بندوں کو روزی دیتا ہے وہ اپنے منکرین کو روزی دیتا ہے پس ایمان والوں کو کیونکر نہ دے گا۔ پھر کہنے لگی جو دل کہ معرفت الٰہی میں زندہ ہیں اور اس کی وحدانیت کے گرویدہ ہیں اور اس کی محبت میں فنا ہیں۔ ان کی غذا اللہ کی محبت اور انس ہے اور اس کے جمال و کمال کا مشاہدہ۔ وہ لوگ اللہ والے روحانی طاقت والے ہیں اور رات دن تسبیح کرتے ہیں کبھی تھکتے نہیں۔

تو حسن بصری سے بھی زیادہ سمجھ دار ہے

حکایت (۱۰۹) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا اے ابو سعید یہاں ایک شخص ہے ہم نے اسے ہمیشہ تنہا چھتوں کی آڑ میں بیٹھا ہوا دیکھا ہے۔ ایک دن حسن بصری اس طرف گئے اور اس سے فرمایا۔ اے شخص تم خلوت پسند معلوم ہوتے ہو۔ کیا وجہ ہے کہ لوگوں سے نہیں ملتے کہا ایک کام میں مشغول ہوں جو لوگوں سے ملنے کی مہلت نہیں دیتا۔ فرمایا یہاں جو حسن بصری رہتے ہیں ان کے پاس تو جایا کرو اور ان کے پاس بیٹھا کرو کہا جس کام کی وجہ سے لوگوں سے نہیں مل سکتا اسی وجہ سے حسن بصری کو بھی نہیں مل سکتا حسن نے کہا ایسا کیا کام ہے یرحمك اللہ۔ کہا صبح کرتا ہوں تو اللہ کی نعمتیں اور اپنے گناہ دیکھتا ہوں پس نعمتوں کا شکر اور گناہوں سے استغفار کرتا ہوں حسن نے کہا اے عبداللہ تو حسن سے بھی زیادہ سمجھدار ہے اپنے کام پر قائم رہ۔

دنیاوی عیش و عشرت کی طرف مائل ہونے والے کو تنبیہ

حکایت (۱۱۰) نقل ہے کہ ایک بادشاہ عابد تھا۔ پھر دنیا اور ریاست کی جانب مائل ہوا اور ایک محل تعمیر کرایا جس میں نہایت عمدہ فرش کروایا اور بہت آراستہ کیا اور دعوت کی اور لوگوں کو کھانے کے واسطے بلایا لوگ اس میں داخل ہوتے تھے اور کھانا کھا کر اس کی سیر کرتے تھے اور اس عمارت کی خوبی پر تعجب کرتے تھے اور دعا کر کے واپس ہوتے تھے کچھ دنوں یہی عالم رہا۔ ایک روز اپنے خواص میں کہنے لگا کہ میرے مکان کی خوبی تم نے دیکھی اب میرے جی میں آتا ہے کہ اپنی اولاد کے واسطے بھی ایسا ہی ایک ایک مکان تعمیر کراؤں تم کچھ دنوں میرے پاس رہو تاکہ مکانوں کے بنانے میں تم سے مشورہ کیا جائے اور تمہاری گفتگو سے میرا شوق باقی رہے۔ وہ لوگ اس کی صحبت اور لہو و لعب میں مصروف تھے اور مکان کے متعلق مشورہ کرتے تھے کہ کس ترتیب سے بنایا جائے۔ ایک دن وہ لوگ اسی گفتگو میں مشغول تھے کہ ناگاہ مکان کے ایک کونہ سے ایک قائل کی آواز آئی جو یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

یا ایها الباني الناسي منیة لا تأمن فان الموت مکتوب
علی الخلائق ان سروا وان حزنوا فالموت حتف لذي الآمال منصوب
لا تبنین دیار الست ساکنها وراجع النسك کیما یغفر الحوب

(ترجمہ) اے شخص اپنی موت کو بھول کر مکان تعمیر کرواتا ہے بے خوف مت ہو کہ موت قسمت میں لکھی ہے جملہ مخلوقات خوش ہوں یا غم کریں موت امیدواروں کے قطع امید کے لیے قائم کی گئی ہے پس اے مکان بنانے والے ایسے مکان تعمیر نہ کر جن میں تو رہنے والا نہیں ہے اور عبادت کی طرف متوجہ ہو تاکہ تیرے گناہ بخشے جائیں یہ سن کر

بادشاہ اور اس کے ساتھی بہت گھبرائے اور ان پر خوف طاری ہو گیا بادشاہ نے لوگوں سے پوچھا کہ میں نے جو کچھ سنا تم نے بھی سنا سب نے کہا ہاں کہا جو بیماری مجھے لاحق ہوئی ہے تمہیں بھی ہے کہا کیا ہے کہنے لگا کہ میرا دل پکڑ لیا گیا ہے میرے خیال میں یہ موت کی بیماری ہے انہوں نے کہا نہیں آپ کو شفا ہو جائے گی اور آپ زندہ سلامت باقی رہیں گے۔ پھر رونے لگا اور حکم دیا کہ شراب گرادی جائے اور آلات لہو ولعب نکال دیئے جائیں چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کی اور الموت الموت کہتا رہا یہاں تک کہ اس کی جان نکل گئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حجاج بن یوسف لاجواب ہو گیا

حکایت (۱۱۱) روایت ہے کہ حجاج بن یوسف نے حج کیا۔ ایک شخص کے متعلق سنا جو بیت اللہ کے گرد زور زور سے تلبیہ کہہ رہا تھا ان دنوں حجاج مکہ میں تھا۔ کہا اس آدمی کو میرے پاس لاؤ چنانچہ حاضر کیا گیا حجاج نے کہا تو کن لوگوں میں سے ہے کہا مسلمانوں میں سے ہوں کہا میں یہ نہیں پوچھتا۔ اس نے کہا پھر کیا پوچھتے ہو کہا کس ملک کا باشندہ ہے کہا یمن کا کہا محمد بن یوسف کو (حجاج کا بھائی تھا) تو نے کس حال پر چھوڑا۔ کہا اونچا موٹا تازہ عمدہ لباس پہننے والا۔ سواری کرنے والا۔ شہر کے اندر باہر آنے جانے والا۔ حجاج نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا۔ کہا پھر کیا پوچھتے ہو۔ کہا میں اس کی عادات پوچھتا ہوں کہا نہایت ظالم جابر، لوگوں کا مطیع خدا کا نافرمان ہے۔ حجاج نے کہا تو نے ایسی سخت کلامی کیوں کی حالانکہ اس کا رشتہ میرے ساتھ جانتا ہے۔ اس نے کہا کیا تیرا یہ خیال ہے کہ اس کی عزت تیرے رشتہ کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ ہے جتنی کہ میری خدا کے نزدیک ہے میرے تعلق کی وجہ سے کیونکہ میں اس وقت اس کے

مکان پر آیا ہوں اور اس کے نبی کی تصدیق کرتا ہوں یا یہ کہا کہ میں اس کے مکان کی زیارت کو آیا ہوں۔ اس کا فرض ادا کر رہا ہوں اور اس کے دین کی اتباع کر رہا ہوں۔ یہ سن کر حجاج خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ بن پڑا اور وہ شخص بدون اجازت کے لوٹ گیا اور غلاف کعبہ کو پکڑ کر کہنے لگا اے اللہ تجھ ہی سے میں پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ہی پاس پناہ گزیں ہوتا ہوں تیری کشائش قریب ہے تیرا احسان قدیم ہے تیری عادت بہت اچھی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پرانے کپڑوں سے نفرت نہ کرو

حکایت (۱۱۲) طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابدال کی تلاش میں عسقلان سے غزہ کو جا رہا تھا ناگاہ ایک شخص ساحل پر نظر آیا جو میلی چادریں اوڑھے ہوئے تھا میں نے اس کی پرواہ نہ کی اس نے میری جانب التفات کیا اور کہا۔

لاتنب عنى بان ترى خلقى فانما الدر داخل الصدف

عملى جديد و ملبسى خلق ومنتهى اللبس منتهى الصلف

(ترجمہ) میرے پرانے کپڑے دیکھ کر مجھ سے دور مت ہو کیونکہ موتی صدف ہی کے اندر ہوتا ہے میرا عمل نیا ہے اگرچہ لباس پرانا ہے اور لباس فاخرہ انتہائے تکبر ہے۔

خدا رسیدہ فقیر

حکایت (۱۱۳) شیخ عبداللہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک دن ایک فقیر آیا اس پر تکلیف کے آثار نمایاں تھے میرے جی کو اچھا معلوم ہوا کہ کچھ چیز اس کو لا دوں۔ اور میں نے اپنی جوتیاں رہن

رکھنے کا ارادہ کیا۔ نفس نے منع کیا ننگے پاؤں عبادت کیونکر پوری ہوگی میں نے کہا، اپنا لوٹا رہن رکھوں پھر نفس نے منع کیا اور کہا وضو کس سے کرو گے میں نے رومال رہن رکھنے کا ارادہ کیا نفس نے پھر منع کیا اور کہا ننگے سر پھرو گے میں نے کہا اس میں کیا حرج ہے اور نفس کو جواب دینے لگا۔ اتنے میں فقیر کمر باندھ کر کھڑا ہو گیا اور عصا ہاتھ میں لے کر میری طرف دیکھ کر کہنے لگا اے خسیس الہمت اپنا رومال سنبھال رکھ میں جا رہا ہوں میں نے اللہ سے عہد کر لیا کہ جب تک اس سے ملاقات نہ کروں روٹی نہ کھاؤں گا۔ نقل ہے کہ شیخ عبداللہ دینوری اس کے بعد تیس برس زندہ رہے اور روٹی نہیں کھائی رضی اللہ عنہ۔

ذکر سے غافل مچھلی کانٹے میں پھنستی ہے

حکایت (۱۱۴) ابو العباس مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ میں تھا، ایک شکاری کو دیکھا کہ ساحل پر مچھلی کا شکار کرتا تھا اور اس کے پہلو میں اس کی ایک چھوٹی سی لڑکی بیٹھی تھی جب کوئی مچھلی پکڑتا ٹوکری میں ڈال کر اس لڑکی کے پاس رکھ دیتا تھا۔ اور لڑکی اسے نکال کر پانی میں چھوڑ دیتی تھی ایک بار مڑ کے دیکھا تو ٹوکری میں کچھ نہ تھا لڑکی سے پوچھا تو نے مچھلیوں کو کیا کیا کہنے لگی ابا جان کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو مچھلی ذکر اللہ سے غافل ہوتی ہے وہی کانٹے میں پھنستی ہے۔ یہ سن کر وہ شخص رونے لگا اور کانٹا پھینک کر چلا گیا رضی اللہ عنہما۔ مؤلف کہتے ہیں لڑکی کا مطلب یہ تھا کہ جو چیز یاد الٰہی سے غافل ہے اس میں نقصان ہے اس لیے ہم اسے نہیں لینا چاہتے کیونکہ اس کی برکت جاتی رہتی ہے۔

دودھ میں پانی کیوں ملاؤں

حکایت (۱۱۵) مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینہ منورہ میں گشت کرتے تھے ایک شب چلتے چلتے تھک گئے تو ایک دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے سنا کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے کہ اس دودھ میں پانی ملا دے۔ لڑکی نے کہا اماں جان تمہیں امیر المومنین کا حکم معلوم نہیں ہے۔ ماں نے کہا کیا حکم ہے۔ کہا امیر المؤمنین نے اپنے منادی سے فرمایا تھا کہ اعلان کر دے کہ کوئی شخص دودھ میں پانی نہ ملائے۔ ماں نے کہا تو پانی ملا دے یہاں پر تجھے نہ عمرؓ دیکھیں نہ ان کا منادی۔ لڑکی نے کہا قسم ہے اللہ کی ایسا ہرگز نہ کروں گی کہ سامنے ان کی اطاعت کروں اور پیچھے نافرمانی کروں۔ رضی اللہ عنہما۔ مؤلف کہتے ہیں اس لڑکی کا قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پسند آیا اور اپنی اولاد میں سے ایک سے اس کا عقد کیا۔ اس کی اولاد میں عمر بن عبدالعزیز ہیں خدا ان سے راضی رہے اور ہمیں ان سے اور ان کے سلف اور جملہ ولیات کی برکت سے مستفیض کرے۔ آمین۔

یہ لڑکا اللہ کا ولی تھا

حکایت (۱۱۶) ابو عبداللہ جلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے میرے والد سے مچھلی کی خواہش کی۔ وہ بازار کو گئے میں بھی ہمراہ تھا۔ مچھلی خرید کر گھر تک پہنچانے کے واسطے مزدور کی تلاش تھی۔ ایک لڑکا ان کے قریب کھڑا تھا کہنے لگا چچا اسے اٹھانے کے واسطے مزدور چاہیے۔ کہا ہاں۔ اس نے اپنے سر پر اٹھا لیا اور ہمارے ساتھ چلا۔ راستہ میں اذان کی آواز آئی۔ اس لڑکے نے کہا کہ مؤذن نے اذان کہی

اور مجھے طہارت کی ضرورت ہے پھر نماز پڑھوں گا اگر تم راضی ہو تو انتظار کرو ورنہ اپنی مچھلی لے جاؤ اور مچھلی رکھ کر چلا گیا۔ والد نے کہا کہ بچے نے خدا پر توکل کیا ہمیں بدرجہ اولیٰ توکل کرنا چاہیے۔ چنانچہ مچھلی وہیں چھوڑ کر ہم بھی مسجد میں داخل ہوئے اور ہم نے اور اس لڑکے نے نماز پڑھی جب مسجد سے نکلے تو مچھلی اسی جگہ تھی جہاں ہم نے رکھی تھی۔ لڑکا اسے اٹھا کر ہمارے ساتھ ہمارے گھر تک چلا۔ والد نے یہ قصہ والدہ سے بیان کیا۔ والدہ نے کہا اس سے کہو کہ بیٹھے اور ہمارے ساتھ مچھلی کھائے۔ لڑکے نے کہا میں روزے سے ہوں۔ پھر کہا شام کو آ جاؤ۔ کہا جب ایک بوجھ اٹھا لیتا ہوں تو دوبارہ تکلیف نہیں کرتا ہوں اور قریب کی مسجد میں بیٹھتا ہوں شام کو آجاؤں گا چنانچہ جب شام ہوئی تو آیا۔ ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو اسے طہارت کی جگہ بتلا دی۔ جب ہم نے دیکھا کہ اسے تنہائی پسند ہے تو ہم الگ ہو گئے ہمارے قریب ایک اپاہج عورت رہتی تھی رات کو چلتی ہوئی ہمارے یہاں آئی ہم نے کہا تو کیونکر اچھی ہو گئی کہا میں نے دعا کی۔ اے رب اس مہمان کی برکت سے مجھے اچھا کر دے پس میں کھڑی ہو گئی پھر ہم اس کے پاس گئے دیکھا کہ دروازے بند ہیں اور لڑکے کا پتہ نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مولف کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ بچے بھی ہوتے ہیں۔ بڑے بھی ہوتے ہیں غلام بھی ہوتے ہیں احرار بھی ہوتے ہیں عورتیں بھی ہوتی ہیں مرد بھی ہوتے ہیں دیوانے بھی ہوتے ہیں عقلمند بھی ہوتے ہیں۔

شہرت ولایت کا خوف

حکایت (۱۱۷) منجملہ بچوں کے ایک بچہ تھا یمن میں جو ایک شیخ کا لڑکا تھا اور بچوں کے ہمراہ کھیلا کرتا تھا۔ جو چیز جس نے خواہش کی فوراً حاضر کر دیتا

تھا۔ حالانکہ ان کے ہمراہ کھیلتا ہوتا تھا۔ جب اس کے والد کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگے فلاں چیز مجھے کھلا دے اس نے کھلا دی جو چیز اس سے مانگتے تھے حاضر کر دیتا تھا۔ باپ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور کہا خدا تجھ میں برکت کرے فلاں چیز کھلا دے۔ موافق عادت کے جب طلب کیا تو نہ آئی۔ اسی وقت شیخ کی توجہ سے یہ دروازہ بند ہو گیا اور شیخ نے اسی میں اس کی بہتری سمجھی۔ کیونکہ خود پسندی اور شہرت کا اندیشہ تھا۔ رضی اللہ عنہ۔

اپنے نافرمان پر یہ احسان

حکایت (۱۱۸) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار میں دریائے نیل کے کنارے سیر کر رہا تھا ناگاہ ایک بچھو نظر آیا میں نے پتھر اٹھا کر اس کے مارنے کا قصد کیا وہ جلدی سے بھاگ کر نیل کے کنارے پر جا ٹھہرا دریا سے ایک مینڈک نکلا اور یہ بچھو کود کر اس پر سوار ہو گیا اور وہ تیرتا ہوا دوسرے کنارے پر جا نکلا میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ جب خشکی پر پہنچا تو بچھو کود کر اس کی پیٹھ پر سے اتر کر آگے چلا۔ وہاں ایک شخص شراب پی کر بے ہوش پڑا تھا اور اس کے سر پر ایک اژدہا پھن نکالے ڈسنے کا قصد کر رہا تھا۔ بچھو نے جلدی کر کے اس کے ڈنک ماری جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں نے وہاں پہنچ کر اس شخص کو جگایا وہ گھبرایا ہوا اٹھا جب اپنے پاس اژدہا پڑا ہوا دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگا۔ میں نے کہا نہ گھبراؤ خدا نے تمہیں بچا لیا اور سارا قصہ از اول تا آخر کہہ سنایا۔ یہ سن کر اس نے سر جھکا لیا اور سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگا اے پروردگار اپنے نافرمان پر تو یہ احسان کرتا ہے تو فرمانبرداروں پر کیا کچھ نہ کرے گا۔ قسم ہے تیری عزت و جلال کی اس کے بعد کبھی تیری نافرمانی نہ کروں گا۔ پھر روتا ہوا وہاں سے لوٹا اور یہ اشعار پڑھتا تھا۔

یانائماً والجلیل یحرسہ من کل سوء یدب فی الظلم
کیف تنام العیون عن ملک تاتیک منہ کرائم النعم

(ترجمہ) اے سونے والے خدا تیری نگہبانی کرتا ہے ہر بُری چیز سے جو اندھیرے میں چلتی ہے۔
کیونکر سوتی ہیں آنکھیں ایسے بادشاہ سے کہ جس کے پاس سے بڑی عمدہ نعمتیں تیرے پاس پہنچتی ہیں۔

ہم نے تیری وجہ سے اس کا دل پاک کیا

حکایت (۱۱۹) روایت ہے کہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا گذر ایک شرابی پر ہوا جو راستہ میں بےہوش پڑا ہوا تھا اور اس کے منہ سے جھاگ نکل رہے تھے۔ ابراہیم بن ادہمؒ نے اس کی زبان دھوئی اور فرمانے لگے۔ ایسی زبان کو یہ آفت پہنچی جو اللہ کا ذکر کرتی تھی جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے ابراہیم بن ادہم کا ماجرا بیان کیا۔ وہ شخص شرمندہ ہوا اور توبہ کی اور اچھی توبہ کی۔ اور ابراہیم بن ادہم نے خواب میں دیکھا کہ ایک قائل کہہ رہا ہے تو نے ہمارے واسطے اس کی زبان پاک کی ہم نے تیری وجہ سے اس کا قلب پاک کیا۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ہم کو ان کی برکت سے مستفیض کرے۔ آمین۔

بشر حافی تو اللہ کا غلام ہے

حکایت (۱۲۰) روایت ہے کہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عیاشی کے زمانہ میں ایک دن اپنے گھر میں تھے ان کے ہمراہ ان کے مصاحبین بھی تھے اور مجلس شراب و سرود کی گرم تھی۔ ان کے دروازہ پر سے ایک بزرگ کا گذر ہوا۔ انہوں نے دستک دی اندر سے ایک باندی نکلی اس سے

سوال کیا کہ اس گھر کا مالک آزاد ہے یا غلام اس نے کہا آزاد ہے کہا جبھی تو عیش و طرب میں مصروف ہے اگر غلام ہوتا تو غلام جیسے فعل کرتا اور آداب عبودیت بجالاتا اور لہو و لعب چھوڑ دیتا۔ بشر حافیؒ نے اس شخص کی گفتگو سنی اور ننگے سر ننگے پاؤں دروازے کی طرف دوڑے وہ بزرگ جا چکے تھے۔ لونڈی سے کہا سچ بتا تجھ سے کون باتیں کر رہا تھا۔ اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ بشر حافیؒ ان کے پیچھے گئے اور ان سے دریافت کیا کہ آپ ہی تھے جنھوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر لونڈی سے گفتگو کی تھی۔ فرمایا ہاں۔ کہا ذرا ایک بار پھر فرمایئے جو کچھ آپ نے فرمایا تھا انھوں نے وہی باتیں دہرائیں۔ یہ سن کر بشر زمین پر لوٹنے لگے اور کہتے جاتے تھے بلکہ وہ غلام ہے، غلام ہے غلام ہے اور ننگے سر، ننگے پاؤں گھومتے پھرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کا نام حافی ہو گیا (یعنی ننگے پاؤں والا) لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ آپ ننگے پاؤں کیوں چلتے ہیں جوتے کیوں نہیں پہنتے فرمایا جب میں نے اللہ سے مصالحت کی تھی تو اس وقت ننگے پاؤں تھا اور وہ خوف کا وقت تھا۔ میں مرنے تک اسی حالت پر رہوں گا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ ان سے ایک چھوٹی لڑکی نے کہا کہ اگر دو وانگ کی جوتی خرید لیتے تو حافی کا نام جاتا رہتا۔ یعنی شہرت نہ ہوتی۔

اپنی حالت پر شرمندگی

حکایت (۱۲۱) استاذ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بشر حافی لوگوں پر سے گذرے وہ لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ یہ شخص رات کو تمام رات بیداری کرتا ہے اور تین دن میں ایک مرتبہ افطار کرتا ہے۔ یہ سن کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی ساری رات جاگا ہوں اور جب کبھی روزہ رکھتا ہوں

اسی دن کی شام کو افطار کر لیتا ہوں۔ لیکن حق تعالیٰ بندہ کی عبادت سے زیادہ اپنی مہربانی لوگوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔ اسی مضمون میں مؤلف کے شعر ہیں۔

فسبحان من ابدی جمیل جماله علیٰ عبده لطفا وجود جواده
واخفی المساوی والعیوب تکرما وحلما تعالیٰ ساتر العباد

(ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جو اپنے عمدہ جمال کو ظاہر کرتا ہے اپنے بندہ پر مہربانی سے۔ وہ کریم کی بخشش ہے۔ اور اپنے بندہ کے عیوب اور گناہ اپنے کرم سے پوشیدہ رکھتا ہے اور وہ بہت ہی بڑا حلیم، بردبار بندوں کے گناہوں کا پردہ پوش ہے۔

بشر نے اس خربوزہ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا

حکایت (۱۲۲) فاطمہ بنت احمد شیخ ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ کی بہن سے مروی ہے۔ کہتی ہیں کہ بغداد میں دس جوان تھے اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک لڑکا تھا۔ ایک لڑکے کو انہوں نے کسی کام سے بھیجا اس نے واپس لوٹنے میں تاخیر کی۔ یہ لوگ اس پر غضبناک ہوئے اتنے میں وہ لڑکا ہنستا ہوا آیا اس کے ہاتھ میں ایک خربوزہ تھا۔ ان لوگوں نے غصہ سے کہا اتنی دیر کر کے آیا اور پھر ہنس رہا ہے۔ کہنے لگا ایک عجیب چیز لایا ہوں کہا کیا ہے لڑکے نے کہا بشر رحمۃ اللہ علیہ نے اس خربوزہ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔ میں نے بیس درہم میں اسے خریدا ہے سب نے اسے لے کر آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا ان میں سے ایک نے کہا کس چیز نے بشر کو اس مرتبہ پر پہنچایا۔ اوروں نے کہا تقویٰ نے کہا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ سب نے اسی طرح کہا نقل ہے کہ وہ سب کے سب طرطوس گئے اور شہید ہوئے رحمہم اللہ اجمعین۔

بشر کی برکت سے توبہ تائب ہونے والا

حکایت (۱۲۳) بعض اہلِ علم سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں بغداد میں ایک تاجر تھا میں ہمیشہ اس کو صوفیا کی برائی کرتے سنتا تھا اس کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ وہ ہر وقت ان کی صحبت میں رہتا تھا اور اپنا سارا مال ان پر خرچ کر دیا تھا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ تو تو ان سے بغض رکھتا تھا۔ کہنے لگا میں جیسا گمان کرتا تھا وہ بات نہیں تھی میں نے پوچھا یہ کیونکر معلوم ہوا کہنے لگا میں نے ایک دن جمعہ کی نماز پڑھی میں نے بشر کو دیکھا کہ سرعت کے ساتھ مسجد جامع سے نکل کر جا رہے تھے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ دیکھوں اس شخص کو جو بڑا صوفی مشہور ہے اور ایک لحظہ مسجد میں نہیں ٹھہرتا ہے یہ کہاں جاتا ہے اس نے بازار میں نانبائی کے یہاں سے نرم نرم روٹیاں خریدیں میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ صوفی ہیں نرم نرم روٹیاں خریدتے ہیں پھر کبابی کے یہاں سے ایک درہم کے کباب خریدے میرا غصہ اور زیادہ ہوا۔ وہاں سے حلوائی کے یہاں آکر فالودہ خریدا ایک درہم کا۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ جب یہ کھانے بیٹھے گا تو اس پر عیش تلخ کر دوں گا اور اس نے جنگل کا راستہ لیا۔ مجھے خیال آیا کہ اسے سبزہ زار کی تلاش ہے وہاں بیٹھ کر کھائے گا۔ چنانچہ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ وہ عصر تک چلتا رہا، عصر کے وقت ایک گاؤں میں پہنچا اور ایک مسجد میں داخل ہوا اور وہاں ایک مریض تھا۔ اس کے سرہانے بیٹھ کر اسے کھلانے لگا۔ میں گاؤں دیکھنے کے ارادے سے نکلا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس لوٹا تو انہیں نہ پایا۔ میں نے اس مریض سے پوچھا کہ بشر کہاں ہیں۔ کہا کہ وہ بغداد کو لوٹ گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ بغداد کا یہاں سے کس قدر فاصلہ ہے اس نے کہا چالیس فرسخ یعنی پانچ

منزل ہیں۔ میں نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون میں نے اپنے اوپر کیا مصیبت ڈالی۔ نہ میرے پاس اتنے دام ہیں جو کوئی سواری کرایہ پر کروں، نہ اتنی طاقت ہے کہ اتنی دور چل سکوں۔ اس مریض نے کہا ان کے پھر آنے تک یہاں قیام کرو۔ چنانچہ دوسرے جمعہ تک وہاں رہا اور اخیر اسی وقت پر پہنچے اور ان کے ساتھ وہی مریض کی خوراک تھی۔ جب کھا چکے تو اس مریض نے کہا اے ابو نصر یہ شخص تمہارے ساتھ جمعہ گذشتہ میں آیا تھا اور ایک ہفتہ تک یہاں پڑا رہا اسے پہنچا دو۔ سوداگر کہتا ہے کہ انہوں نے غصہ سے مجھے گھورا اور کہا کیوں میرے ساتھ آیا تھا۔ میں نے کہا خطا ہوئی۔ کہا اٹھ چل۔ میں ان کے پیچھے مغرب تک چلا جب شہر کے قریب پہنچے تو پوچھا تیرا محلہ کون سا ہے میں نے کہا فلاں محلہ ہے کہا اچھا جاؤ پھر دوبارہ ایسا مت کیجیو۔ جب سے میں نے توبہ کی اور ان کی صحبت اختیار کی اور میں اسی توبہ پر قائم ہوں۔............ رضی اللہ عنہم۔

ورنہ خواہش کا کتا حملہ کرے گا

حکایت (۱۴۴) بعض بزرگوں سے ایک کلام منقول ہے جس کے معنی یہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں خلوت میں داخل ہوا اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا کہ چالیس دن تک کچھ نہ کھاؤں گا چنانچہ جب دس دن سے زیادہ گذرے تو مجھ پر فاقہ کی شدت ہوئی اور بھوک زیادہ ہوئی۔ میں خلوت سے نکل کر چلا مجھے معلوم بھی نہ ہوا کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ ناگاہ بازار میں پہنچا ایک فقیر کو دیکھا کہ رہا ہے کہ میں نے اللہ سے سوال کیا ہے ایک رطل سفید روٹی، ایک رطل کباب اور ایک رطل حلوا ملے۔ راوی کہتے ہیں مجھے اس کا سوال گراں معلوم ہوتا تھا اور وہ بازار میں گشت کرتے ہوئے مجھ پر سے گذرتا تھا لیکن مجھ سے کچھ نہیں کہتا تھا۔

اور میں اپنے جی میں کہتا تھا کہ یہ شخص بڑا ہی مست ہے بڑی بڑی مزے
کی چیزیں طلب کرتا ہے اور میں سوکھی روٹی کا ٹکڑا چاہتا ہوں اور مجھے نہیں
ملتا۔ جب ایک ساعت گذری تو اس کا سوال پورا ہو گیا اور وہ لا کر مجھے دیا
اور میرے کان اٹھے اور کہا تا کس کا کام زیادہ گراں ہے اس شخص کا جو عہد
توڑ کر اپنی خواہش کے لیے خلوت سے نکلے یا اس کا جو اس بھوکے کے لیے
اچھی اچھی چیزیں پیدا کر لائے جس سے اس کی قوت اور حواس قائم
ہوں۔ پھر فرمایا جو شخص چالیس روز بھوکا رہنا چاہے تو اسے تدریجاً عادت
ڈالنی چاہئے اور ایک ہی دم میں ایسا نہ کرے ورنہ بھوک کا کتا اس پر کودے
گا اور حملہ کرے گا اور پھر فرمایا آئندہ ایسا مت کیجیو اور مجھے چھوڑ کر چلے
گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

خدا کی مرضی

حکایت (۱۲۵) بعض شیوخ یمن سے مروی ہے کہ وہ مقام زبید
سے ساحل کی جانب چلے جو ہداب کے نام سے مشہور ہے ان کے ہمراہ ان
کا ایک شاگرد بھی تھا۔ راستہ میں ایک مقام پر بید کا جنگل نظر آیا۔ شیخ نے
شاگرد سے کہا کہ جا اس میں سے ایک بید اپنے ہمراہ لے لے۔ شاگرد حکم
بجا لایا اور تعجب کرتا تھا کہ شیخ کی کیا غرض ہے۔ شیخ نے اس سے کچھ نہ کہا۔
حتی کہ غلاموں کے محلہ میں پہنچے جن کو قوم سناکم کہتے تھے۔ وہ مردار
کھاتے ہیں اور نشہ باز ہیں۔ نماز روزہ جانتے ہی نہیں۔ وہاں وہ لوگ شراب
خواری میں مشغول تھے اور ناچ کود اور گانے میں مصروف تھے۔ شیخ نے
شاگرد سے کہا اس لمبے بوڑھے کو جو طبلہ بجا رہا ہے میرے پاس لے آؤ۔
شاگرد نے اس سے جا کر کہا کہ تجھے شیخ بلا رہے ہیں ان کے پاس چل۔ اسی
وقت اس نے اپنی گردن میں سے طبلہ اتار پھینکا اور شاگرد کے ہمراہ شیخ کی

خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ کے سامنے آیا تو شیخ نے شاگرد سے کہا اسے بید مارو۔ شاگرد نے اسے حد شراب لگائی۔ پھر شیخ نے فرمایا ہمارے آگے آگے چلو چنانچہ وہ ہمارے آگے آگے سمندر پر پہنچا۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ غسل کرو اور کپڑے پاک صاف کرو اور اس کا طریقہ بھی سکھایا اور وضو کرنے کا طریقہ بتلایا۔ پھر نماز پڑھنے کا طریقہ بتلایا اور آگے بڑھ کر شیخ نے ہم دونوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیخ نے کھڑے ہو کر اپنا مصلیٰ پانی پر بچھایا اور فرمایا آگے بڑھو اور اس مصلے پر کھڑے ہو جاؤ۔ وہ شخص سجادہ پر کھڑا ہو کر پانی پر چلنے لگا یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گیا۔ شاگرد نے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا۔ نہایت افسوس اور حسرت کا مقام ہے کہ مجھے حضور کی خدمت میں اتنے سال ہوئے اور اب تک یہ بات حاصل نہیں ہوئی اور اسے ایک لحظہ میں ہو گئی۔ اور ایسی بڑی کرامت اس سے صادر ہوئی۔ شیخ نے رو کر فرمایا اے بیٹے میں کیا چیز ہوں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا۔ مجھے تو یہ اشارہ ہوا کہ فلاں ابدال کا انتقال ہوا ہے فلاں شخص کو اس کا قائم مقام کرو۔ میں حکم بجا لایا۔ میں خود یہ چاہتا تھا کہ مجھے یہ مقام مل جائے اور یہ شیخ جلیل فاضل ان کو شیخ علی بن مرتضیٰ کہتے ہیں۔ شیخ کبیر محمد بن باعلی کے مرید ہیں ان کے سفر کے وقت ایک شاگرد نے یہ اشعار کہے تھے۔

لیت شعری ای قوم اجدبت	فسقوها بك یا وجه الفرج
فسا قك اللہ الیها رحمة	فیجا هك ماعلیهم من حرج

(ترجمہ) مجھے نہیں معلوم کس زمین میں قحط پڑا ہے جس کو تجھ سے سیراب کیا گیا۔ اے سرتاپا کشادگی۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو وہاں اپنی رحمت سے بھیجا۔ تیری حرمت سے ان پر کوئی نقصان نہ ہو گا۔ یعنی حق تعالیٰ نے

تمہیں ایسی جگہ بھیجا جہاں کے لوگوں کو آپ سے سیراب کرنا مقصود تھا۔ اور مجھے اب تک نہیں معلوم وہ مکان کہاں ہے۔

جب وہ کوچ کر کے عدن پہنچے تو وہاں چند روز قیام کیا۔ وہیں ان[illegible]ت ہوئی۔ ان کی قبر وہاں مشہور ہے۔ لوگ زیارت کرتے ہیں۔ رحمۃ [illegible]یہ۔

میرے بعد وہ مسند نشین ہوں گے

حکایت (۱۲۶) روایت ہے کہ شیخ کبیر جن کا نام جوہر ہے اور ان کی قبر عدن میں ہے غلام تھے اور آزاد ہونے کے بعد بازاروں میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے اور فقراء کی مجلسوں میں آتے جاتے اور ان سے اعتقاد رکھتے تھے اور وہ ان پڑھ تھے جب شیخ کبیر سعد حداد کی (جو عدن میں مدفون ہیں) وفات کا وقت قریب آیا تو ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے بعد شیخ کون ہوں گے۔ کہا جس کے سر پر سبز پرندہ میری موت سے تیسرے دن گرے جبکہ سب فقراء جمع ہوں وہی شیخ ہوگا۔ جب تیسرا دن ہوا اور لوگ قراءت و ذکر وغیرہ سے فارغ ہو کر شیخ کے ارشاد کے انتظار میں بیٹھے تھے ایک سبز پرندہ ان کے قریب آ گرا ہوئے فقراء اس خواہش میں تھے کہ ہم پر گرے۔ یہ لوگ اسی انتظار اور تمنا میں تھے کہ تقدیر سے کیا ظاہر ہو، ناگاہ وہ پرندہ اڑ کر جوہر کے سر پر گرا حالانکہ یہ نہ انہیں خیال تھا نہ اور فقراء کو گمان تھا۔ فقراء ان کی طرف دوڑے تاکہ انہیں سجادہ نشین کریں اور شیخ بنائیں اور وہ روتے تھے اور کہتے تھے میں شیخ بننے کے قابل نہیں ہوں میں ایک بازاری آدمی ہوں اور ان پڑھ ہوں طریقہ فقراء کا نہیں جانتا ہوں نہ ان کے آداب سے واقف ہوں اور لوگوں سے میرا لین دین اور معاملہ ہے۔ انہوں نے کہا یہ حکم آسمانی ہے جو نازل ہوا ہے حق تعالیٰ تیری تعلیم میں معاونت اور سرپرستی کریں گے

وہی بزرگوں کے سرپرست ہیں فرمایا تھوڑی دیر کے لیے مجھے چھوڑ دو تو جا کر لوگوں کے حقوق سے بری ہو آؤں انہوں نے چھوڑ دیا۔ اسی وقت اپنے مکان پر جا کر جملہ حق داروں کا حق ادا کیا۔ پھر بازار چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گئے اور ان کے پاس فقراء خدمت گزیں رہے حتیٰ کہ اپنے نام کے مثل جوہری ہو گئے ان کے بہت سے فضائل اور کرامات ہیں جن کا ذکر طویل ہے خدا ہی کو پائی ہے۔ یہ اس کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اور وہ بڑے فضل والا ہے۔

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ جس کی سرپرستی اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور نظر لطف فرمائے وہ اس سے بڑھ کر ہے جس کو تدبیر علمی باادب بنائے اور یہ قول بہت ہی اچھا ہے۔

اور بعض بزرگ کہتے ہیں کہ سالک اپنے سلوک میں چار چیزوں کا محتاج ہوتا ہے ایک علم کا جو اس کا حاکم ہے۔ ایک ذکر جو انس پیدا کرتا ہے ایک پرہیزگاری کا جو اسے بچائے رکھتی ہے۔ ایک یقین کا جو اسے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلے بزرگ کے قول کے موافق جسے رعایت حق حاصل ہو جائے وہ ان چار چیزوں سے مستغنی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اسی ایک رعایت حق سے صاحب علم و صاحبِ انس اور محفوظ ہو کر مقام بلند کی طرف اٹھالیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

علم پر عمل ضروری ہے

حکایت (۱۴۷) روایت ہے کہ ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز وعظ فرمایا اور ان کو اپنا وعظ بہت پسند آیا۔ گھر میں آکر سوئے تو خواب میں ایک قائل کو سنا جو یہ اشعار کہتا تھا۔

یاایھا الرجل المعلم غیرہ	ھلا لنفسک کان ذا التعلیم
تصف الدواء لذی السقامة والضنیٰ	ومن الضنا والداء انت سقیم
واراک تلقح بالرشاد عقولنا	صفقوات من الرشاد عدیم
ابدأ بنفسک فانھا عن غیھا	فاذا انتھت عنه فانت حکیم
فھناک یقبل ماتقول ویقتدی	بالوعظ منك وینفع التعلیم
لاتنه عن خلق وتاتی مثله	عار الیك اذا فعلت عظیم

(ترجمہ) اے غیروں کو تعلیم کرنے والے اپنے نفس کو یہ تعلیم کیوں نہ دی۔ تو بیماروں اور لاغروں کو علاج بتلاتا ہے تو بھی تو لاغری اور مرض کا بیمار ہے تو ہدایت سے ہماری عقل پر کر دیتا ہے اپنے بیان سے حالانکہ اس ارشاد کی صفت سے تو خالی ہے۔ اپنے نفس سے ابتدا کر اور اس کو کجروی سے باز رکھ جب وہ باز رہے تو تو پورا حکیم ہے۔ اس وقت تیرا قول مقبول ہو گا اور تیرا وعظ قابل اقتداء ہو گا اور تعلیم بھی تیری نافع ہو گی۔ کسی کام سے منع نہ کر جسے تو خود کرتا ہو اگر ایسا کرے تو تیرے لئے بڑی عار کی بات ہے۔

جب خواب سے بیدار ہوئے تو قسم کھائی کہ ایک مہینہ وعظ نہ کہوں گا۔

عالم دین کا طبیب ہے

حکایت (۱۲۸) نقل ہے کہ ایک مرتبہ فضیل بن عیاض اور محمد بن سماک کی آپس میں ملاقات ہوئی فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ عالم دین کا طبیب ہے اور مال دین کی بیماری ہے جب طبیب ہی اپنی طرف بیماری کھینچے تو دوسروں کا کیا علاج کرے گا۔ اسی مضمون میں بعض فضلا کے شعر ہیں۔

ان زاد مالك لم تزددبه قنعا | اوزادعلمك لم تزددبه وجعا
اثرت دنياك مسرو رابلذتها | وقد تركت التقى والزهدوالورعا
وكيف ينفع علم منك سامعه | ولا يراك بذاك العلم منتفعا

(ترجمہ) اگر تیرا مال زیادہ ہو تو تجھ میں قناعت زیادہ نہیں ہوتی اور اگر علم زیادہ ہو تو تجھے درد اور فکر زیادہ نہیں ہوتا، تو نے دنیا کو لذت کی خوشی میں اختیار کر لیا ہے اور تقویٰ زہد اور پرہیزگاری چھوڑ دی ہے۔ تیرا علم سامع کو کیونکر نفع دے گا جب وہ تجھے ہی اس علم سے نفع حاصل کرتے ہوئے نہیں دیکھتا۔

لوگ دنیا میں پانچ قسم کے ہی ہیں

حکایت (۱۲۹) نقل ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسئلہ میں فتویٰ دیا ایک شخص نے ان سے کہا کہ اور فقہاء اس مسئلہ میں آپ کے خلاف کرتے ہیں ان سے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تیرا خدا بُرا کرے تو نے کہیں فقیہ بھی دیکھا ہے۔ فقیہ تو وہ ہے جو دنیا سے بچے۔ اور فرمایا لوگ دنیا میں پانچ قسم کے ہیں۔ ایک علماء وہ تو وارث انبیاء ہیں دوسرے زاہد جو رہبر ہیں تیسرے غازی جو سیف اللہ ہیں یعنی خدا کی تلوار ہیں چوتھے تاجر جو اللہ کے امین ہیں۔ پانچویں بادشاہ جو مخلوق کے نگہبان ہیں۔ جب عالم لالچی اور مال جمع کرنے والا ہو جائے تو کس کی اقتداء کی جائے اور جب زاہد دنیا کی طرف راغب ہو تو کس سے راستہ طلب کیا جائے اور ہدایت حاصل کی جائے اور جب غازی ریاکار ہو اور ریاکار کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا تو دشمن پر کس طرح فتح حاصل کی جائے اور جب تاجر خیانت کرنے لگے تو کس سے امانت داری ڈھونڈی جائے اور کس کو پسند کیا جائے۔ اور جب بادشاہ خود ہی بھیڑیا ہو جائے تو

کون بکریوں کی حفاظت کرے اور چرواہی کرے۔ قسم ہے اللہ کی علماء نے لوگوں کو ہلاک کیا جو دین کی بابت مداہنت برتتے ہیں اور ان زاہدوں نے جو دنیا کی طرف رغبت کرتے ہیں اور ان غازیوں نے جو ریاکار ہیں اور ان تاجروں نے جو خائن ہیں اور ان بادشاہوں نے جو ظالم ہیں۔ اور عنقریب جان لیں گے ظالم کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

حضرت شیخ صالح عالم وعامل امام فاضل عبدالعزیز دیرینی نے چند اشعار کہے ہیں۔

اذامات ذوعلم و تقویٰ	فقدثلمت فی الاسلام ثلمة
وموت العابد المرضی نقص	ففی مرآة للاسرار نسمة
وموت العادل الملك المولی	بحکم الحق منقصة وقصمة
وموت الفارس الضرغام هدم	فکم شهدت له بالنصر عزمة
وموت الفتی کثیر الجود محل	فان بقائه خصب ونعمة
فحسبك خمسة یبکی علیهم	وموت الغیر تخفیف ورحمة

(ترجمہ) اگر کوئی صاحب علم متقی مرجائے تو اسلام میں ایک سوراخ ہو جاتا ہے، اور عابد مقبول بارگاہ خدا کا مرنا بڑا نقص ہے جس کے دیدار سے باطن قلوب میں جان پڑتی ہے، اور بادشاہ عادل سرپرست قوم کا حکم الٰہی مرجانا بہت بڑا نقصان اور کمر توڑنے والا حادثہ ہے، او سوار بہادر کا مرجانا بنائے اسلام کا منہدم ہو جانا ہے جس کے ارادہ سے بسا اوقات نصرت حاصل ہوتی ہے، اور سخی آدمی کا مرجانا قحط سالی ہے کیونکہ اس کی بقا میں نعمت وسرسبزی تھی بس یہی پانچ ہستیاں ہیں جن پر رونا چاہیے اور ان کے سوا دوسرے لوگوں کا مرجانا تخفیف اور رحمت ہے۔

صاحب کشف امام

حکایت (۱۳۰) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ عبدالعزیز دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدین نے بیان کیا کہ میں شیخ کے ساتھ ایک سفر میں تھا ہم جنگل میں ایک قبر پر پہنچے اور شیخ اس قبر کے پاس بیٹھے رو رہے تھے میں نے ان سے اس کا حال دریافت کیا۔ فرمایا کہ صاحب قبر اولیاء اللہ میں سے ہے۔ میرا اس کے ساتھ ایک عجیب قصہ پیش آیا میں نے عرض کیا وہ کیا تھا فرمایا میرا ایک شخص کے پاس ایک شہر میں کچھ کام تھا۔ میں نے اس ضرورت سے سفر کیا راستہ میں نماز مغرب کا وقت آگیا میں مڑ کر مسجد میں گیا۔ وہاں ایک فقیر جماعت کی نماز پڑھا رہے تھے میں نے ان کے پیچھے نماز ادا کی۔ میں نے دیکھا کہ وہ فقیر قراءت میں غلطی کرتے تھے جس سے مجھے نماز میں تشویش ہوئی اور میں نے نماز ہی میں اپنے جی میں کہا کہ میں اپنی حاجت چھوڑ کر یہیں قیام کروں اور اس فقیر کو قراءت سکھا دوں یہ اولیٰ ہے یا اپنی حاجت کے لیے جانا اولیٰ ہے اور دل ہی دل میں متعین کر رہا تھا جب ہم نے نماز سے سلام پھیرا تو اس نے میری طرف التفات کیا اور کہا اے شیخ عبدالعزیز اپنے کام کو جاؤ جس کے پاس تم جانا چاہتے ہو وہ سفر کی تیاری کر رہا ہے تم اپنا کام کرو اور تم کو اس غلطی سے کوئی ضرر نہیں ہے اور نہ تعلیم کی جس کا تم ارادہ کر رہے ہو کوئی ضرورت ہے مجھے ان کے کشف احوال پر تعجب ہوا اور ان کے فرمانے سے میں اپنے کام کو گیا اور میں نے بہت جلدی کی۔ جب اس شہر میں داخل ہوا تو وہ شخص جس سے میرا کام تھا سفر کے لیے سوار ہو چکا تھا۔ مجھے دیکھ کر توقف کیا اور میری ضرورت پوری کی۔ اور اگر میں تاخیر کرتا تو میرا مطلب فوت ہو جاتا اس سے میرا تعجب اور زیادہ ہوا اور اس فقیر کی

محبت زیادہ ہوئی اور میں نے ان کی خدمت کی نیت کی تاکہ ان سے کچھ برکت حاصل کروں۔ چند ہی روز ان کی خدمت کرسکا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور یہ ان کی قبر ہے خدا ان سے راضی رہے اور ہمیں ان کی برکت سے مستفیض کرے۔ آمین۔

خلوت الٰہی کے ثمرات

حکایت (۱۳۱) بعض علماء سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم شہر مصیصہ میں تھے وہاں دو شخص تھے جو خلوت میں خدا سے کلام کرتے تھے جب وہ وہاں سے جانے لگے تو ایک نے دوسرے سے کہا اس علم کا کچھ ثمرہ نکالیں جو ہم پر حجت نہ ہو دوسرے نے کہا جو چاہو ارادہ کرلو میں بھی وہی کروں گا کہا میں عزم کرتا ہوں کہ مخلوق کی بنائی ہوئی چیز نہ کھاؤں گا۔ میں بھی ان کے پیچھے چلا اور کہا میں بھی تمہارے ہمراہ ہوں۔ انھوں نے کہا اسی شرط پر۔ میں نے کہا میں بھی اسی شرط پر چلوں گا۔ پھر وہ دونوں کوہ لکام پر چڑھے اور مجھے ایک غار بتلا کر کہا کہ اس میں عبادت کرو۔ میں اس میں داخل ہوا اور وہ دونوں میری قسمت کی روزی میرے پاس پہنچاتے تھے۔ ایک مدت تک میں وہاں رہا۔ پھر میں نے کہا کہ کب تک وہاں قیام کروں گا۔ اب طرطوس جاؤں اور مال حلال کما کر کھاؤں اور لوگوں کو علم دین کی تعلیم کروں اور قرآن سکھاؤں میں وہاں سے چل کر طرطوس آیا اور ایک سال وہاں رہا ناگاہ ایک روز میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک میرے پاس کھڑے ہوئے کہہ رہا ہے کہ تو نے عہد شکنی اور وعدہ خلافی کی اگر تو ہماری طرح صبر کرتا تو جو کچھ ہمیں عطا کیا گیا ہے تجھے بھی ملتا میں نے دریافت کیا کہ تمہیں کیا ملا کہا تین چیزیں ملیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک قدم میں مشرق سے مغرب تک قطع کر لیتے ہیں۔ دوسرے پانی پر چلتے ہیں

تیسرے لوگوں کی نظر سے جب چاہتے ہیں غائب ہو جاتے ہیں پھر میری نظر سے غائب ہو گیا۔ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے یہ حال عطا کیا ہے مجھ پر ظاہر ہو جا میرا دل بیقرار ہو رہا ہے وہ پھر ظاہر ہوا اور کہا کیا کہتے ہو۔ کہو۔ میں نے کہا۔ کیا میں پھر ویسا ہی کر سکتا ہوں۔ کہا خائن کے پاس امانت کوئی نہیں سپرد کرتا اور یہ اشعار پڑھے۔

من سا روه فابدی السر مشتهرا	لم یامنوا علی الاسرار ماعاشا
وابعدوه ولم یسعد بقربهم	وابدلوه مکان الانس ایحاشا
ومن اتاهم بهم لم یحجبوه به	حاشا ودادهم من ذلکم عاشا
فکن بهم ولهم فی کل نائبة	ایهم مالقیت الدهر هشاشا

(ترجمہ) جب کسی سے اسرار بیان کیے گئے اور اس نے ان اسرار کو مشتہر کر دیا پھر زندگی بھر اس کو اسرار کا امین نہیں بناتے اور اسے اپنے سے دور کر دیتے ہیں، اور تقرب کی نعمت اس کو نہیں دی جاتی بلکہ بجائے انس کے وحشت دی جاتی ہے۔ اور جو لوگ ان کے اسرار کی حفاظت کرتے ہیں ان سے نہیں چھپاتے اور ان لوگوں کی محبت پاک ہے خیانت سے ہر مصیبت و حادثہ میں انہیں کا ہو رہ۔ اور ان سے زندگی بھر خوشی مناتا رہ۔

چوہے میں خیانت کردی اسم اعظم کی کیا حفاظت کرو گے

حکایت (۱۳۲) یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی کہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اسم اعظم جانتے ہیں میں مکہ معظمہ سے ان سے ملنے کی غرض سے چلا اور ان سے ملاقات مصر کے ایک لنگر خانہ میں ہوئی۔ جب مجھے انہوں نے ابتداء دیکھا تو میری داڑھی لمبی تھی اور ہاتھ میں ایک بڑا لوٹا تھا اور ایک لنگی باندھے اور ایک چادر اوڑھے پاؤں میں تسمہ دار جوتے پہنے تھا۔ جب

انہوں نے دیکھا تو یہ صورت انہیں مکروہ معلوم ہوئی۔ جب میں نے انہیں سلام کیا تو وہ میرے ساتھ حقارت سے پیش آئے اور ان کو میں نے بشاش نہ دیکھا میں نے اپنے جی میں کہا کہ تو کہاں آ پھنسا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ جب دو تین دن گذرے تو ان کے پاس ایک متکلم نے آکر مناظرہ کیا اور ان پر غالب آ گیا مجھے اس کا رنج ہوا اور آگے بڑھ کر میں نے اس سے گفتگو شروع کی اور اس مناظر کو اپنی طرف مائل کر لیا اور مناظرہ میں اسے خاموش کر دیا۔ پھر لوردقیق گفتگو شروع کی جس کو مناظر سمجھ بھی نہ سکا۔ یہ دیکھ کر ذوالنون متعجب ہوئے اور اپنی جگہ سے اٹھ کر مجھ سے آ ملے حالانکہ وہ مجھ سے بڑے تھے اور فرمانے لگے میں نے تمہارا علمی مرتبہ نہ پہچانا اور معذرت کی۔ اب سب سے زیادہ میرے پاس تم بڑھے ہوئے ہو۔ اس کے بعد اپنے سارے ساتھیوں اور مریدوں سے میری زیادہ وقعت کرتے تھے۔ میں اسی حال سے ایک سال کامل ان کی خدمت میں رہا ایک سال کے بعد میں نے کہا اے استاد مسافر آدمی ہوں اور اب اہل و عیال سے ملنے کو جی چاہتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں سال بھر رہ چکا ہوں اور آپ پر میرا حق بھی ہے اور آپ نے میرا تجربہ بھی کر لیا ہے اور مجھے جانتے بھی ہیں میں نے سنا ہے کہ آپ کو اسم اعظم معلوم ہے اگر آپ کو معلوم ہو تو مجھے سکھا دیجیے وہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے یہ گمان ہوتا تھا کہ شاید انہوں نے سکھا دیا اور مجھے بتلایا نہ ہو کہ یہی اسم اعظم ہے اور چھ ماہ تک یہی حالت رہی۔ بعد اس کے ایک دن مجھ سے کہا کہ اے ابو یعقوب ہمارے فلاں دوست کو (ان کا نام لیا) تم نہیں جانتے جو ڈیرے میں رہتا ہے اور ہمارے پاس آیا جایا کرتا ہے میں نے کہا جانتا ہوں پھر ایک طبق میرے پاس لے آئے جس پر سرپوش ڈھکا ہوا تھا اور رومال لپٹا

ہوا تھا اور فرمایا یہ اس شخص کے ڈیرے میں پہنچا آ۔ میں نے طبق ہاتھ میں لے کر دیکھا وہ بہت ہلکا تھا گویا کہ اس میں کچھ تھا ہی نہیں۔ لنگر خانہ اور خیمہ کے درمیان کے پل پر پہنچ کر مجھے یہ خیال آیا کہ اسے ضرور دیکھوں چنانچہ رومال کھول کر سرپوش اٹھایا ہی تھا کہ اس میں ایک چوہا نکل کر بھاگ گیا مجھے غصہ آیا اور میں نے جی میں کہا کہ مجھ سے ذوالنون نے تمسخر کیا اور اس وقت میرا وہم ان کے مقصود کی طرف نہ گیا اور میں غصہ سے لوٹا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور قصہ تاڑ گئے اور فرمایا اے مجنون میں نے ایک چوہا تیرے پاس امانت رکھا تھا اسی میں تو نے خیانت کی۔ اسم اعظم کیونکر تیرے پاس امانت رکھوں۔ اسی وقت میرے پاس سے چلے جاؤ اور پھر کبھی میرے پاس نہ آنا۔ ناچار میں لوٹ آیا۔

ایک راہب کا حال

حکایت (۱۳۳) عمر ہدانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں ایک مقبرہ میں ایک راہب کے پاس سے گذرا جس کے سیدھے ہاتھ میں سفید کنکریاں اور بائیں ہاتھ میں سیاہ کنکریاں تھیں۔ میں نے کہا اے راہب یہاں کیا کرتے ہو کہنے لگا جب میں اپنے قلب کی تلاش کرنا چاہتا ہوں تو قبرستان میں آجاتا ہوں اور ان سے عبرت حاصل کرتا ہوں میں نے کہا کنکریاں تمہارے ہاتھ میں کیسی ہیں۔ کہا یہ اس لیے ہیں کہ جب کوئی عمل نیک کرتا ہوں تو ایک سفید کنکری کالی کنکریوں میں ڈالتا ہوں اور اگر کوئی گناہ کرتا ہوں تو ایک کالی کنکری سفید میں ڈالتا ہوں۔ جب رات ہوتی ہے تو دیکھتا ہوں اگر نیکیاں زیادہ ہو گئیں تو افطار کرتا ہوں اور اپنا وظیفہ پڑھتا ہوں اور اگر گناہ زیادہ ہوئے تو نہ افطار کرتا ہوں نہ کچھ کھاتا پیتا ہوں۔ یہی میرا حال ہے۔ والسلام علیک۔

اطاعت شعار میں چستی

حکایت (۱۳۴) روایت ہے کہ سالم حداد رحمۃ اللہ علیہ ابدال میں سے تھے اور فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے جاتے تھے اور جب اذان کی آواز سنتے تھے تو ان کا رنگ متغیر اور زرد ہو جاتا تھا اور بیقرار ہو جاتے تھے اور دکان کھلی چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور یہ اشعار پڑھنے لگتے۔

اذا مادعا داعیکم قمت مسرعا   مجیب المولی جل لیس له مثل

اجیب اذا نادی بسمع وطاعة   وبی نشوة لبیك یامن له الفضل

ویصفرلونی خیفة ومهابة   ویرجع لی عن کل شغل به شغل

وحقکم مالذی غیر ذکرکم   وذکر سواکم فی فمی قط لایحلو

متی یجمع الایام بینی وبینکم   ویفرح المشتاق اذا جمع الشمل

فمن شاهدت عیناه نور جمالکم   یموت اشتیاقا نحوکم قط لایسلو

(ترجمہ) جب تمہارا منادی پکارتا ہے تو میں جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں بڑے مولا کی پکار قبول کرتے ہوئے جس کا کوئی مثل نہیں ہے۔ جب بلاتا ہے تو گوش قبول سے سنتا ہوں اور اطاعت کو حاضر ہوتا ہوں اس حال میں کہ مجھے نشہ طاری ہوتا ہے اور کہتا ہوں لبیک اے مہربان۔ میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے اور سارے اشغال چھوٹ جاتے ہیں اور ان کا شغل پیدا ہوتا ہے۔ تمہارے حق کی قسم تمہارے ذکر کے سوا کوئی چیز مجھے مزہ نہیں دیتی اور تمہارے غیر کا ذکر میرے منہ میں کبھی میٹھا نہیں ہوتا۔ زمانہ ہمارے تمہارے درمیان کب اجتماع کرے گا۔ اور یہ مشتاق جب وصال ہوگا تب ہی خوش ہوگا۔ جس کی آنکھوں نے تمہارے نور جمال کا مشاہدہ کیا وہ تمہارے اشتیاق میں ہی مرے گا۔ کبھی تسلی نہ پاوے گا۔

قابلِ رشک حالت

حکایت (۱۳۵) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جبال بیت المقدس میں سیر کر رہا تھا ناگاہ ایک شخص نظر پڑا جو خوف کی ازار پہنے اور امید کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا انہوں نے جواب دیا میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے کہاں سے تشریف لا رہے ہو؟ کہا خطیرۂ انس سے۔ میں نے کہا کہاں جاؤ گے کہا راحت نفس کی طرف۔ پھر مڑ کر یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا گیا۔

من هجر الخلق كلهم وتخلى فهو بالله طيب الخلوات
قال للنفس ساعد بي وجدى ليس نقض العهد فعل الثقات
ليس من يطلب الحبيب فتورا فاسلى الدمع واهجرى الترهات
هل رايتم مدللا في عذاب وعروسا تواصل العبرات
ملك جائع غنى فقير مشرق الوجه من الحسنات
لم يره عرسه الذى هوماض انمارام عرسه الذى هوآت
فلعمرى لتخلعن عليه خلع العز مع جزيل الهبات

(ترجمہ) جو شخص ساری مخلوق کو چھوڑ کر خلوت گزیں ہو اب وہ اللہ کے ساتھ اچھی خلوت والا ہے۔ اور نفس سے کہا میری موافقت کر اور کوشش کر کیونکہ نقض عہد ثقہ لوگوں کا کام نہیں ہے۔ طالب محبوب سست نہیں ہوتا آنسو بہا اور فضول باتیں چھوڑ۔ تم نے کبھی کسی کو عذاب میں بھی ناز کرتے دیکھا ہے یا کسی دلہن کو دیکھا ہے جس کے آنسو مسلسل بہتے ہوں۔ وہ طلب صادق کا بادشاہ ہے اور فقیر بے پرواہ ہے اس کا چہرہ نیکیوں سے چمکتا ہے۔ اسے اپنی فنا ہونے والی خوشی مطلوب نہیں بلکہ آنے والی خوشی منظور ہے۔ قسم ہے اپنی عمر کی البتہ پہنایا جائے گا اس کو

خلعت عزت کا بڑی بڑی بخششوں کے ساتھ۔

اطاعت کرتا تو جنگل میں کھجوریں کھاتا

حکایت (۱۳۶) ایک بزرگ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں اپنی ایک ضرورت سے چلا میں جنگل میں تھا کہ ناگاہ ایک شخص نظر آیا جو ایک کانٹے دار درخت کے گرد گھوم کر کھجوریں توڑتا تھا اور کھاتا تھا۔ میں نے سلام کیا اس نے کہا وعلیکم السلام آگے بڑھ اور کھا اور میں اپنے اونٹ پر سے اترا اور درخت کی طرف بڑھ کر کھجور توڑنے لگا۔ جب کوئی کھجور میں توڑتا تھا تو وہ میرے ہاتھ میں کانٹا ہو جاتا تھا۔ وہ شخص مسکرایا اور کہنے لگا۔ افسوس اگر تو خلوت میں اس کی اطاعت کرتا تو وہ جنگلوں میں تجھے کھجوریں کھلاتا۔

اور ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ذوالنون کے ہمراہ جنگل میں تھا اور ہم کیکر کے درخت کے نیچے اترے ہم نے کہا کیا ہی اچھی جگہ ہے اگر اس میں کھجور ہوتے۔ ذوالنونؒ نے مسکرا کر فرمایا کھجور کو جی چاہتا ہے یہ کہہ کر انھوں نے درخت کو پکڑ کر ہلایا اور کہا اے درخت قسم ہے اس کی جس نے تجھے پیدا کیا ہے اور درخت بنایا ہے عمدہ عمدہ کھجوریں گرا دیو۔ پھر اسے ہلایا تو اس سے عمدہ کھجوریں گریں۔ ہم پیٹ بھر کر کھا کر سو رہے۔ پھر ہم نے اس درخت کو ہلایا تو سوائے کانٹے کے کچھ نہ گرا۔

عابدوں کا انار

حکایت (۱۳۷) محمد بن مبارک صوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا بیت المقدس کے راستہ میں ہم قیلولہ کے وقت ایک انار کے درخت کے نیچے پہنچے۔ ہم نماز پڑھ رہے

تھے کہ اس پیڑ کی جڑ میں سے آواز آئی کہ اے ابو اسحاق ہم سے کچھ تناول کر کے ہماری عزت افزائی کرو۔ ابراہیم بن ابو ہم نے اپنا سر جھکا لیا۔ اس طرح تین بار کہا۔ پھر کہا اے محمد کچھ تم سفارش کرو کہ کچھ ہم سے تناول کریں۔ میں نے کہا اے ابو اسحاق کچھ آپ نے سنا۔ انہوں نے کھڑے ہو کر دو انار توڑے۔ ایک انہوں نے کھایا اور ایک مجھے دیا۔ میں نے کھایا تو وہ ترش تھا اور درخت بھی بہت چھوٹا تھا۔ جب ہم زیارت سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو وہ درخت بہت اونچا ہو گیا تھا اور اس کے انار میٹھے ہو گئے تھے اور اس میں ہر سال دوبار پھل آتا تھا اور اس کا نام (رمانۃ العابدین ہو گیا) یعنی عابدوں کا انار۔ اس کے سایہ میں عابد لوگ ٹھہرا کرتے تھے۔

میں تیرے مالک کا غلام ہوں

حکایت (۱۳۸) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں ہماری کشتی ٹوٹ گئی اور میں اور میری بیوی دونوں ایک تختے پر رہ گئے اس حالت میں اس کے لڑکی تولد ہوئی اس نے مجھ سے چلا کر کہا میں پیاس کے مارے مری جاتی ہوں میں نے کہا خداوند عالم ہر جگہ موجود ہے ہماری حالت دیکھ رہا ہے اور آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو ہوا پر ایک آدمی نظر پڑا اس کے ہاتھ میں ایک سونے کی زنجیر تھی اس زنجیر میں ایک سرخ یاقوتی کوزہ لٹک رہا تھا مجھے کہا یہ پانی ہے اسے پیو۔ میں نے وہ کوزہ لے لیا اور ہم دونوں نے اس سے سیراب ہو کر پانی پیا وہ پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا میں نے پوچھا تم کون ہو۔ تم پر خدا رحم کرے۔ کہنے لگا میں تیرے مالک کا غلام ہوں میں نے پوچھا کہ تو اس مرتبے پر کیونکر پہنچا۔ کہا میں نے اس کی رضامندی کے لیے اپنی ہوائے نفسانی ترک کی تو اس نے مجھے ہوا پر اٹھایا۔ پھر میری نظر

سے غائب ہو گیا میں نے پھر اسے کبھی نہ دیکھا۔ خدا ان سے راضی ہو۔

جس کا یہ حال ہو اسے تمہارے پیسوں کی کیا ضرورت

حکایت (۱۳۹) بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ہم عسقلان میں تھے ایک نوجوان ہمارے پاس آیا جایا کرتا تھا اور گفتگو کیا کرتا تھا جب ہم فارغ ہو جاتے تو نماز میں مصروف ہو جاتا تھا ایک روز مجھ سے رخصت ہونے آیا اور کہا میں اسکندریہ جاتا ہوں میں اس کے ہمراہ ہو لیا اور چند درہم میں نے اس کو دیئے اس نے لینے سے انکار کیا۔ میں نے اصرار کیا اس نے اسی وقت ایک مٹھی بھر ریت لوٹے میں ڈالی اور سمندر کا پانی اس میں ملایا اور کچھ پڑھا فوراً وہ گھلا ہوا ستو ہو گیا۔ جس میں شکر بھی ملی ہوئی تھی۔ پھر کہا جس کا حال یہ ہو اس کو تمہارے درہم کی کیا ضرورت ہے۔

پھر اشعار ذیل پڑھنے لگا۔

بحق الهوى يااهل ودى تفهموا للسان وجود بالوجود غريب

حرام على القلب تعرض للهوى يكون لغير الحق فيه نصيب

(ترجمہ) قسم ہے محبت کی اے میرے دوستو سمجھ لو زبانی وجود وجود حقیقی کے ساتھ نادر ہے۔ حرام ہے اس قلب پر جو عشق کے درپے ہے کہ اس کے قلب میں غیر حق کا کچھ بھی حصہ ہو۔

زمین سے پانی نکلنے کی کرامت

حکایت (۱۴۰) شیخ ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدین سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ابو تراب کے ہمراہ مکہ کے راستے میں تھے وہ راستے سے ہٹ کر ایک کنارہ پر چلے ان کے ایک مرید نے عرض کیا حضرت میں بہت پیاسا ہوں انہوں نے اسی وقت اپنی ایڑی

زمین پر ماری ناگاہ ایک چشمہ نکلا جس کا پانی بہت میٹھا تھا اس شخص نے کہا میں پیالہ میں پینا چاہتا ہوں اسی وقت زمین پر ہاتھ مارا اور پیالہ نہایت ہی عمدہ شیشہ کا دیا اور وہ پیالہ مکہ معظمہ تک ہمارے پاس رہا۔

کنکریاں سونا بننے کی کرامت

حکایت (۱۴۱) استاذ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یعقوب بن لیث کو ایک بیماری پیدا ہوئی جس کے علاج سے تمام اطباء عاجز آگئے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تیری حکومت میں ایک نیک مرد ہے جس کا نام مبارک بن عبداللہ ہے اگر وہ دعا کرے تو شاید حق تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمادیں چنانچہ وہ بلوائے گئے اور ان سے کہا کہ میرے واسطے دعا کرو اس نے فرمایا کہ میری دعا کیونکر مقبول ہو سکتی ہے جبکہ تیری قید میں مظلوم ہیں۔ اس نے سارے قیدیوں کو اسی وقت آزاد کر دیا۔ اس وقت حضرت نے دعا کی۔ اے اللہ جیسا کہ تو نے اسے معصیت کی رات دکھائی اب اطاعت کی عزت بھی دکھادے اور دفع کر دے اس کی بیماری وہ اچھا ہو گیا اس نے آپ کی خدمت میں بہت سامال پیش کیا شیخ نے لینے سے انکار کیا۔ لوگوں نے کہا اگر آپ وہ لے کر فقراء کو دیتے تو اچھا ہوتا انہوں نے جنگل کی کنکریوں کی طرف نگاہ کی تو سب کی سب جوہر بن گئیں پھر فرمایا جس کو اتنی دولت ملی ہے کیا وہ یعقوب بن لیث کے مال کا محتاج ہے۔

عبدالواحد بن زیدؒ کی قبولیت دعا

حکایت (۱۴۲) سعید بن یحییٰ البصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ عبدالواحد بن زید کے پاس میں گیا وہ ایک سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا اگر آپ اپنے لیے توسیع رزق کی دعا کرتے تو مجھے

امید ہے قبول ہوتی فرمایا کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی حاجتوں کو خوب جانتا ہے پھر مٹھی بھر کنکریاں زمین سے اٹھا کر کہا اے اللہ اگر تو چاہے تو انہیں سونا کر دے۔ ناگاہ وہ ان کے ہاتھ میں سونا بن گئیں انہیں میری طرف پھینکا اور فرمایا۔ اپنی ضرورت کے لیے خرچ کرو۔ دنیا میں کوئی خیر نہیں سوائے اس کے جو آخرت کے لیے ہو۔

جنگل جواہر سے چمک رہا تھا

حکایت (۱۴۳) ابو زید فرماتے ہیں میرے یہاں استاد ابو علی سندھی تشریف لائے ان کے پاس ایک توشہ دان تھا جب اسے جھاڑا تو ان میں سب جواہر بھرے تھے میں نے کہا یہ کہاں سے ملے ہیں فرمایا میں یہاں ایک جنگل میں پہنچا تو وہ انہی جواہر سے چراغ کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے اتنا اس میں سے اٹھا لیا۔

تیری فقیری چھن جائے گی

حکایت (۱۴۴) شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ کے راستہ میں ایک روز بہت تھکا ہوا تھا۔ ناگاہ ایک ہمیانی چمک رہی تھی اور اس میں دینار تھے۔ میں نے چاہا کہ اسے اٹھاؤں اور فقراء مکہ پر خرچ کروں ناگاہ ہاتف نے آواز دی کہ اگر تو اسے اٹھائے گا تو تیری فقیری چھن جائے گی۔

تو بڑے بڑے لطف دیکھتا

حکایت (۱۴۵) بعض بزرگوں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بصرہ کے ایک عابد لکڑیوں کا بوجھ خریدنے چلے۔ ایک مسجد سے اقامت کی آواز سنی ویسے ہی راستہ چھوڑ کر مسجد کی طرف چلے۔ راہ میں ایک ہمیانی نظر

پڑی اس پر لکھا ہوا تھا کہ اس ہمیانی میں سو دینار ہیں۔ انہوں نے اس کی طرف التفات بھی نہ کیا اور اپنی نماز میں مشغول ہوئے۔ پھر وہاں سے چل کر بازار میں آئے اور لکڑیوں کا بوجھ خرید کر گھر لائے جب بوجھ کھولا تو وہ ہمیانی اس کے اندر رکھی ہوئی دیکھی آپ نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر فرمایا کہ اے اللہ جیسا کہ تو اپنے بندہ کا رزق فراموش نہیں کرتا ہے اسی طرح اسے بھی توفیق دے کہ وہ اوقات ذکر میں تیرا ذکر نہ بھولے اور کہتے جاتے تھے۔ اگر تو اس کی عبادت میں مشغول ہوتا اور اس کی نافرمانی سے اپنے نفس کو بچاتا تو بڑے بڑے لطف دیکھتا۔

مریض کیلئے بے موسم سیبوں کا انتظام

حکایت (۱۴۶) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ابو الخیر کے یہاں گیا۔ آپ نے مجھے دو سیب دیئے میں نے جی میں کہا کہ انہیں نہ کھاؤں گا اور برکت کے لیے رکھ چھوڑوں گا اور جیب میں ڈال لیے مجھ پر کئی کئی فاقے گذر جاتے تھے لیکن انہیں نہیں کھاتا تھا۔ ایک دفعہ مجھ پر بڑا ہی فاقہ گذرا مجبوراً اس میں سے ایک سیب نکال کر کھایا۔ پھر دوسرے کے نکالنے کے لیے جیب میں ہاتھ ڈالا تو دونوں موجود تھے۔ میں ہمیشہ ان میں سے کھاتا رہا۔ حتی کہ ایک بار موصل میں گیا۔ وہاں میرا ایک ویرانہ پر گذر ہوا ناگاہ ایک مریض کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے سیب کی خواہش ہے اور زمانہ سیب کا نہ تھا۔ میں نے وہ سیب نکال کر اس کو دیئے۔ ان کے کھاتے ہی اس کی روح نکل گئی اسی وقت مجھے معلوم ہوا کہ شیخ نے اس مریض کے لیے سیب دیئے تھے۔

نور رضا سے بھرپور دل کی زبان سوال کے لئے نہیں کھلتی

حکایت (۱۴۷) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں ایک خراسانی جوان تھا اور ایک ہفتہ ہماری مسجد میں رہا اور کچھ نہ کھایا میں کھانا حاضر کرتا تھا تو وہ انکار کرتا تھا۔ ایک دن ایک سائل آیا اس نے جوان سے کہا اگر تو خدا ہی کی طرف متوجہ ہوتا تو تجھے وہ غنی کر دیتا۔ اس نے کہا میرا یہ رتبہ کہاں۔ اس خراسانی نے کہا تو کیا مانگتا ہے۔ کہا جس سے قوت لایموت ہو جائے اور ستر عورت ہو جائے۔ اس شخص نے محراب کی طرف کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر ایک نیا کپڑا اور تھال میووں سے بھرا ہوا لایا اور سائل کو دیا۔ ذوالنون نے کہا میں نے اس سے سوال کیا کہ اے اللہ کے بندے تیرا اللہ کے نزدیک یہ رتبہ ہے اور تو نے ایک ہفتہ سے کچھ نہ کھایا۔ یہ سن کر وہ دو زانو ہو بیٹھا اور کہنے لگا اے ابو الفیض جن کے دل نور رضا سے بھرے ہوں ان کی زبان سوال کے لیے کیونکر کھلے۔ میں نے کہا کیا رضا مندی والے سوال نہیں کرتے۔ کہا کوئی نازو ادا سے مانگتا ہے۔ کوئی عبادت سے مانگتا ہے کوئی دوسرے پر مہربانی کے لیے مانگتا ہے۔ پھر اقامت ہوئی اور اس نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی اور لوٹا لے کر باہر نکلا۔ گویا رفع حاجت کے لیے جا رہا ہے۔ میں نے دوبارہ اسے نہ دیکھا۔ رضی اللہ عنہ۔

اولیاء کی روزی کا سامان

حکایت (۱۴۸) بعض بزرگوں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم ابراہیم بن ادہم کے ہمراہ ساحل سمندر پر تھے۔ وہاں ہم ایک بن میں پہنچے جہاں بہت سی خشک لکڑی پڑی تھی ہم نے کہا اگر ہم رات یہیں بسر کرتے

اور اس خشک لکڑی کو جلاتے تو اچھا ہوتا۔ فرمایا اچھی بات ہے رہ جاؤ۔ ہم نے آگ جلائی اور ہمارے پاس جو روٹی تھی اسے سینک کر کھانے لگے۔ ہم میں سے ایک نے کہا یہ انگارے کیا اچھے ہیں اس وقت گوشت ہوتا تو خوب بھونا جاتا۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے کھلانے پر قادر ہے۔ اتنے میں ہم نے دیکھا کہ ایک شیر ایک اونٹ بھگا لایا اور ہمارے قریب آکر اسے پکڑ لیا اور اس کی گردن توڑی۔ حضرت کھڑے ہوئے اور فرمایا اسے ذبح کر دو۔ یہ خدا نے تمہیں کھلایا ہے۔ ہم نے اس کا گوشت بھونا اور شیر کھڑا دیکھ رہا تھا۔

عبادت میں خوب محنت کی تنبیہ

حکایت (۱۴۹) حضرت ابراہیم خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دن وضو کی ضرورت ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں ایک جواہر کا کوزہ پانی سے لبریز اور ایک مسواک چاندی کی جو ریشم سے زیادہ نرم ہے رکھی ہے۔ میں نے مسواک کی اور وضو کر کے وہاں سے گیا۔ اور فرمایا کہ میں ایک سفر میں کئی دن تک رہا کوئی شخص مجھے نظر نہ آیا حتیٰ کوئی جاندار پرندہ تک بھی نہ دیکھا۔ ناگاہ ایک شخص آیا۔ نہ معلوم وہ کہاں سے نکلا اور مجھ سے کہا اس درخت سے کہو کہ دینار اس میں لگیں۔ میں نے کہا اے درخت دیناروں سے لد جا۔ اس میں کوئی دینار نہ پیدا ہوا۔ پھر اس نے کہا اے درخت دیناروں سے بھر جا۔ ناگہاں اس کے سارے پھل دینار بن گئے اور اس میں لٹکنے لگے۔ میں اس کو دیکھنے .... کے لیے پلٹا تو اس کا پتہ بھی نہ تھا اور وہ دینار بھی بدل گئے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اللہ تعالیٰ ہرنی کو روزانہ دودھ پلانے کے لئے بھیجتے تھے

حکایت (۱۵۰) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ہمراہی دونوں ایک پہاڑ پر عبادت خدا میں مشغول تھے۔ میرا ساتھی نباتات پر گذر کرتا تھا اور میرے پاس ایک ہرنی آتی اور قریب آکر پاؤں پھیلاتی اور میں اس کا دودھ پیتا تھا۔ اسی حالت پر ہم ایک مدت تک رہے اور میرا ساتھی مجھ سے بہت دور رہتا تھا۔ ایک دن وہ میری زیارت کے واسطے آیا اور کہنے لگا ہمارے قریب کچھ لوگ بدوی آٹھہرے ہیں چلو ان کے یہاں جائیں شاید کچھ دودھ وغیرہ مل جائے۔ میں نے منع کیا وہ اصرار کرتا رہا۔ حتی کہ میں نے بھی اس کی موافقت کی۔ ہم وہاں گئے تو ان لوگوں نے ہمیں کھلایا اور پھر وہاں سے اپنی جگہ پر لوٹ آئے اور میں وقت پر اس ہرنی کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن وہ نہ آئی اور وہ دودھ منقطع ہو گیا۔ میں نے جانا کہ یہ میرے اس گناہ کے سبب سے ہوا جو میں نے کیا۔ باوجودیکہ میں ہرنی کے دودھ کے سبب سوال سے مستغنی ہو چکا تھا۔

اولیائے کاملین کی توبہ کا نفیس نسخہ

حکایت (۱۵۱) مؤلف فرماتے ہیں گناہ ظاہراً یہاں پر تین وجوہ سے ہوا ہے پہلا توکل سے نکلنا جس میں داخل ہو چکا تھا۔ دوسرا طمع اور ترک قناعت اس رزق پر جس کی وجہ سے وہ مستغنی تھا تیسرا کھانا طعام خبیث کا جو طیب نہ تھا۔ اس سبب سے اس رزق حلال سے محروم ہوا۔ جس کو عنایت خداوندی نے محض اپنی بخشش و کرم سے بطور کرامت سے ایجاد فرما کر اولیا کی کرامت کا اظہار فرمایا تھا۔ اس کے لیے برتن بھی پاک ہی درکار تھا۔ جیسے کہ وہ تحفہ تھا۔ اس نے برتن کو ایسی نجاست سے نجس کیا کہ اس کی پاکی استغفار کے غسل خانہ میں صدق نیت کے صابون اور توبہ

کے پانی سے دھو کر اس پر توکل کا پانی نہ بہایا جائے نہیں ہو سکتی تھی جو غسالخانہ (تہجد) کہ اخیر شب کی نہر کے کنارے پر واقع ہو (یعنی سحری کے وقت)۔ پھر آنکھوں کے پانی سے صاف کیا جائے اور دعا کا گلاب چھڑکا جائے اور اس پر آیت وحدیث پڑھی جائے اور دل کے کان اور قلب کے یقین سے سنے جب کہیں وہ نجاست دور ہو سکتی ہے جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے واسطے کافی ہے۔ اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسا کہ حق ہے تو تمہیں رزق پہنچاتا۔ جیسا کہ رزق پہنچاتا ہے پرندوں کو کہ خالی پیٹ صبح کو گھونسلے سے نکلتے ہیں اور پیٹ بھرے ہوئے لوٹتے ہیں۔ پھر یہ دو قطعے اسے سنائی جائیں جن کو دل کے کانوں سے سنے۔

حقیقة العبد عندی فی توکله سکون احساسه عن کل مطلوب
وان تراه لکل الخلق مطرحا یصون اصراره عن کل محبوب

(ترجمہ) بندہ کی حقیقت توکل میں میرے نزدیک یہ ہے کہ ہر مطلوب کا احساس ہی اسے نہ رہے اور سکون ہو جائے اور یہ کہ اپنے کو ساری مخلوق سے منقطع دیکھے اور اپنے اصرار کو ہر محبوب شے سے محفوظ رکھے۔

ہم نے جو کچھ بیان کیا اگر اس کی تعمیل کی قدرت نہ ہو اور وہ ہماری طرح اس سے عاجز ہو تو اسے اعتراف کرنا چاہئے جس طرح کہ میں نے اعتراف کیا ہے یعنی اپنی نحوست کا۔

اور اپنے نفس کی برائی میں میں نے جو اشعار کہے ہیں انہیں پڑھنا چاہیے۔

الٰہی ها انا العاصی خلیا من الاحسان مملو المساوی
فلافعلی لاقوال مضاهی ولاقول لافعال مساوی
کذوبا خائنا لم اوف عهدا ولم اوفق بمضمون الدعاوی
فسامح مذنبا وارحم ضعیفا وآنس موحشافی القبر ثاوی
قدعودتنا السراء فضلا وعنائت للضراء زاوی
لنامعروفك المعروف بحر به العطشان للغفران راوی

(ترجمہ) الٰہی میں ہی ہوں وہ گنہگار جو خالی ہے نیکیوں سے اور برائیوں سے پر ہے۔ نہ میرے افعال اقوال کے مشابہ ہیں۔ نہ میرے اقوال افعال کے مشابہ ہیں۔ جھوٹا خیانت کنندہ، عہد شکن اور کسی دعوے پر سچا نہ نکلنے والا۔ اس گنہگار سے چشم پوشی کر اور ضعیف پر رحم کر اور اے اُنس دے جب قبر میں وحشت کے ساتھ مقیم ہوں تو ہی نے اپنے فضل سے آرام کا عادی بنایا ہے اور تو ہی ہم سے تکلیف دور کرے گا۔ ہمارے لیے تیرا مشہور احسان دریا ہے جس میں مغفرت کے پیاسے سیراب ہوتے ہیں۔

اندھی چڑیا کو رزق دینے والا تجھے بھی دے گا

حکایت (۱۵۲) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مصر سے نکل کر ایک گاؤں کو چلا۔ راستہ میں ایک جگہ سو رہا۔ جب آنکھ کھلی اور بیدار ہوا تو ناگاہ ایک اندھی چڑیا درخت سے نیچے گر پڑی۔ اسی وقت زمین پھٹی اور اس میں سے دو طشتریاں نکلیں ایک سونے کی دوسری چاندی کی۔ ایک میں تل تھے اور دوسری میں گلاب تھا۔ یا خالص پانی تھا اس سے کھاتی تھی اور اس سے پیتی تھی۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ مجھے یہ عبرت کافی ہے اور اپنے مولیٰ کے دروازہ کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ مجھے مقبول کر لیا۔

عقاب سے عبرت

حکایت (۱۵۳) منقول ہے کہ ایک نیک مرد طلب رزق میں چلا۔ کھیتوں کی کٹائی کا زمانہ تھا۔ راستہ میں بارش ہوئی تو وہاں ایک غار میں نظر ڈالی وہاں ایک عقاب اندھا نظر آیا۔ یہ دیکھ کر اسے فکر ہوئی کہ یہ کہاں سے کھاتا ہوگا۔ ناگاہ ایک کبوتری غار میں گھونسلا بنانے کے واسطے آئی اور اتفاق سے اس عقاب پر گر پڑی عقاب نے اسے پکڑ کر کھایا۔ وہ شخص یہ دیکھ کر اپنے گھر آیا اور اللہ پر متوکل رہا۔

اندھے سانپ کو کھجوریں کھلانے والی چڑیا

حکایت (۱۵۳) ایک لٹیرے قطاع الطریق (ڈاکو) مروی سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک بار ہم قطع طریق اور لوٹ مار کے ارادے سے چل کر ایسے مقام پر پہنچے جہاں تین درخت تھے۔ میں اور میرے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان تینوں درختوں میں سے ایک میں پھل نہ تھا اور ایک چڑیا ایک کھجور کے درخت میں سے جس میں کھجور لگے ہوئے تھے کھجور توڑ کر اس درخت پر جس میں کھجور نہ تھے لے جاتی تھی۔ دس بار اس نے ایسا کیا اور میں دیکھ رہا تھا۔ میرے دل میں خیال گذرا کہ چل کر دیکھوں جب درخت پر چڑھا تو اس کے سرے پر ایک سانپ تھا اور اس کا منہ کھلا ہوا تھا اور چڑیا وہ کھجور لا کر اس کے منہ میں دیتی تھی۔ یہ دیکھ کر رونے لگا اور کہا اے مالک یہ وہ سانپ ہے جس کے قتل کا تیرے نبی نے امر کیا ہے۔ جب تو نے اسے اندھا کیا تو اس کے رزق کے واسطے چڑیا کو معین کیا جو اس کو خوراک بہم پہنچاتی ہے۔ اور میں تیرا بندہ تیری وحدانیت کا اقراری ہوں تو نے مجھے لوٹ مار پر مقرر کیا ہے۔ اس وقت میرے قلب پر یہ القا ہوا کہ اے شخص میرا دروازہ توبہ کے واسطے کھلا ہوا ہے۔ میں نے اپنی تلوار توڑ ڈالی اور سر پر خاک ڈالتے ہوئے چلاتے ہوئے الاقالہ الاقالہ یعنی توبہ توبہ کہتے ہوئے دوڑا (اقالہ سے مراد یہاں ترک عمل قدیم ہے) ناگاہ ایک ہاتف کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے بھی تجھ سے اقالہ کیا (یعنی تیری توبہ قبول کی) پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا تجھے کیا ہو گیا تو نے ہمیں ڈرا دیا کہنے لگا میں مردود تھا اب مجھ سے مصالحت کر لی گئی

اور سارا قصہ ان لوگوں کو کہہ سنایا۔ انہوں نے کہا

ہم بھی مصالحت کرتے ہیں۔ ہم سب نے اپنی تلواریں توڑ دیں اور کپڑے اتار پھینکے اور مکہ معظمہ کے قصد سے احرام باندھا اور تین دن تک جنگل میں چلتے رہے پھر ایک قریہ میں داخل ہوئے اور ہمارا گذر ایک اندھی بوڑھیا پر ہوا۔ اس نے ہم سے سوال کیا کہ تم میں فلاں کردی (میرا نام لے کر) تو نہیں ہے۔ ہم نے کہا ہے کہنے لگی میرا لڑکا مر گیا ہے اس نے یہ کپڑے چھوڑے ہیں۔ میں نے تین شب پے در پے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ فرمارہے ہیں کہ یہ کپڑے فلاں کردی کو دے دے۔ میں نے وہ کپڑے لے لیے اور میں نے اور میرے ہمراہیوں نے پہنے پھر چل کر مکہ معظمہ پہنچے۔

چھت پھٹ کر دینار گرنے لگے

حکایت (۱۵۵) مروی ہے کہ عبدالواحد ابن زید کے پاس کچھ اہل قریش بیٹھا کرتے تھے ایک دن انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے اسباب کا اندیشہ رہتا ہے۔ حضرت نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کہا اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں بوسیلہ آپ کے بلند اسم کے جس کے سبب آپ اولیاء کو کرامت عطا کرتے ہیں جس کے ذریعہ آپ اپنے پسندیدہ محبین کو اکرام کرتے ہیں۔ آپ اسی وقت ہمیں ایسا رزق عنایت فرمایئے جس سے خیالات شیطانی ہمارے دل سے دور ہو جائیں۔ تو مہربان منان قدیم الاحسان ہے اے اللہ ابھی ابھی۔ اسی وقت چھت پھٹنے کی آواز آئی اور ان پر دینار برسنے لگے۔ پھر حضرت نے فرمایا اللہ پر توکل سے غنی ہو جاؤ۔ غیروں کا اندیشہ نہ کرو آپ کے حکم سے انہوں نے وہ دینار و درہم اٹھا لیے اور حضرت نے کچھ نہ لیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

صرف اللہ سے انس چاہنے والے

حکایت(۱۵۶) روایت ہے کہ ایک شخص حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا آپ مسجد میں بیٹھے تھے۔ آپ کو سلام کیا اور بیٹھ گیا آپ نے سوال کیا کہ کیوں آئے ہو کہا آپ سے انس کے لیے اے ابو علی آپ نے فرمایا یہ تو وحشت ہوئی۔ انس نہ ہوا یا تو یہاں سے چلا جا یا میں چلا جاتا ہوں۔ مجبوراً وہ چلا گیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اگر تو آئینہ توبہ میں ہر وقت اپنے آپ کو دیکھتا رہے گا تو تجھے اپنی قباحت معلوم ہوگی اور فرمایا لوگوں سے معرفت کم حاصل کرو اور جن کی معرفت نہیں ہے ان کی معرفت پیدا نہ کرو اور جن کی معرفت ہے ان سے بھی نفرت پیدا کرو اور بھاگو لوگوں سے جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو اور جمعہ اور جماعت کا کبھی ناغہ نہ کرو اور بعض بزرگوں کا قول ہے فرماتے ہیں تم یہ معرفت لوگوں سے معرفت پیدا کرنا چاہتے ہو اور ہم جاننے والوں سے انجان بنتے ہیں۔ اور بعضوں کے اشعار ہیں۔

ولمابلوت الناس اطلب صاحبا اخاثقة عند ارتکاب الشدائد

تفکرت فی الدنیا رخاء وشدة ونادیت فی الاحیاء هل من مساعد

فلم ارفیما ساء نی غیر شامت ولم ارفیما سرنی غیر حاسد

(ترجمہ) جب میں نے لوگوں کو آزمایا اور ایک دوست تلاش کیا جس کو مصیبت کے وقت معتمد علیہ بناؤں۔ اور میں نے دنیا کی سختی اور نرمی کی حالت میں سوچا اور سارے زندہ لوگوں میں آواز دی کہ کوئی موافقت کرنے والا ہے۔ میں نے اپنی بری حالت میں سب کو ہنستا دیکھا اور اچھی حالت میں حسد کرتا دیکھا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ جو کچھ حضرت ابراہیم وغیرہم سے منقول ہے یہ بھی سلف کا ایک مذہب ہے کہ بعض ان میں تعارف اور مخالطت لوگوں کی اچھی نہیں جانتے تھے کیونکہ تنہائی میں زیادہ سلامتی ہے اور مخالطت کے حقوق سے حفاظت اور عبادت کے مشغلہ کے واسطے فراغت ہے اور بعض لوگوں نے مخالطت کو جائز رکھا ہے بسبب ظاہر احادیث کے جو نیکوں کی صحبت کی ترغیب اور خیار کی صحبت کے اخروی منافع میں وارد ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین (یعنی) اس روز دوست آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقین کہ وہ دوست ہی رہیں گے حق تعالیٰ ہم کو انہیں لوگوں میں سے کردالے۔

اور احمد بن الحواری رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان سے سوال کیا گیا کہ طریقہ نجات کیا ہے فرمایا کہ افسوس ہمارے اور اس راستہ کے درمیان بہت سی گھاٹیاں ہیں اور وہ گھاٹیاں بڑی تیز چال سے خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صحیح کرنے سے اور مشغول کرنے والے تعلقات کو منقطع کرنے سے قطع ہو سکتی ہے۔

شیر بھی اولیاء سے محبت کرتے ہیں

حکایت (۱۵۷) بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے ان کے پاس کچھ لوگ آئے اور عرض کیا کہ حضرت ایک شیر ہمارے راستہ میں حائل ہو گیا ہے۔ حضرت شیر کے پاس آئے اور کہا اے ابو الحارث اگر تجھے ہمارے متعلق کچھ حکم ہوا ہے تو اپنا کام کر اور اگر کچھ امر نہیں ہوا ہے تو ہمارا راستہ چھوڑ کر ہٹ جا یہ سن کر ان کے راستے سے ہٹ گیا حالانکہ وہ ان لوگوں کی تاک میں تھا۔ حضرت

نے فرمایا جب تم لوگ خواب سے بیدار ہو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اللهم احرسنا بعينك التی لاتنام واحفظنا برکنك الذی لایرام وارحمنا بقدرتك علينا فلا نهلك وانت ثقتنا ورجاء نا۔ (یعنی) اے اللہ تو ہماری نگہبانی کر ان آنکھوں سے جو نہیں سوتی ہیں اور اپنی پناہ سے ہماری حفاظت کر جس کا کوئی قصد ہی نہیں کر سکتا اور اپنی قدرت سے ہم پر رحم کر کیونکہ آپ پر بھروسہ اور امید کرنے کے بعد ہم ہلاک نہیں ہوں گے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں گاؤں سے نہروں کے درمیان گذر رہا تھا ناگہاں ایک بہت بڑا شیر مجھ پر دوڑا میں نے ایک درخت کے نیچے منزل کی اور اس سے بچاؤ کی صورت تلاش کرنے لگا جب قریب آیا تو وہ لنگڑا رہا تھا اور کچھ گنگناتا ہوا میرے پاس بیٹھ کر اپنا ہاتھ میری گود میں رکھا۔ میں نے دیکھا تو وہ سوج رہا تھا اور اس میں پیپ پڑ گئی تھی میں نے ایک قینچی سے وہ جگہ چیری جہاں پیپ بھری ہوئی تھی اور اس پر ایک دھجی باندھ دی اور وہ چلا گیا۔ ایک ساعت کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ شیر آرہا ہے اس کے ہمراہ اس کے بچے بھی کودتے ہوئے چلے آرہے ہیں اور ان بچوں کے پاس دو روٹیاں ہیں جنہیں وہ میرے واسطے لائے تھے۔

اے خواص! ستر ہزار فرشتے تیری حفاظت کر رہے ہیں

حکایت (۱۵۸) حضرت خواص ہی فرماتے ہیں کہ ایک بار میں مکہ معظمہ کے راستہ میں تھا۔ رات کو ایک ویرانہ میں داخل ہوا۔ ناگاہ وہاں ایک بہت بڑا شیر نظر آیا۔ اسے دیکھ کر میں ڈرا ہاتف نے آواز دی ثابت قدم رہ۔ تیرے اطراف ستر ہزار فرشتے تیری حفاظت کرتے ہیں۔

اللہ سے مصالحت کرلو شیر تم سے مصالحت کرلیں گے

حکایت (۱۵۹) مؤلف فرماتے ہیں کہ ان سے ان کے بعض نیک بھائیوں نے بیان کیا کہ ایک دن میں اپنے نفس پر خفا ہوا اور کہا میں آج تجھے ضرور ہلاکت میں ڈالوں گا۔ اور میں شیروں کے جنگل سے قریب رہتا تھا میں جا کر شیر کے بچوں کے درمیان لیٹ گیا۔ پھر ان کا باپ آیا اس کے منہ میں گوشت تھا۔ جب مجھے دیکھا تو گوشت اپنے منہ سے نیچے رکھ کر دور ہٹ کے بیٹھ گیا۔ پھر ان کی ماں آئی وہ بھی گوشت لیے ہوئے تھی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو گوشت پھینک کر غراتی ہوئی مجھ پر دوڑی اس کو شیر نے اپنے ہاتھ سے منع کیا وہ بھی بیٹھ گئی اور دونوں نے حرکت نہ کی۔ ایک ساعت کے بعد شیر نے آہستہ آہستہ چل کر نرمی سے اپنے بچوں کو ایک ایک کر کے اٹھا کر ان کی ماں کے پاس پھینکا میں کہتا ہوں کہ یہ حق تعالیٰ کی اپنے اولیاء کے ساتھ بڑی مہربانی ہے خدا ان سے اور سارے صلحاء سے راضی ہو۔

بادشاہ نے ایک ولی کو شیر کے آگے ڈال دیا

حکایت (۱۶۰) روایت ہے کہ ایک بزرگ پر بادشاہ وقت سخت ناراض ہوا اور حکم کیا انہیں شیر کے سامنے ڈال دیا جائے۔ جب ڈالے گئے تو شیر انہیں سونگھتا تھا اور ضرر نہیں پہنچاتا تھا اور ان کی چاپلوسی کرتا تھا۔ لوگوں نے شیخ سے دریافت کیا کہ اس وقت آپ کا دل کیا کہتا تھا۔ فرمایا میں اس وقت شیر کے جھوٹے کا مسئلہ سوچ رہا تھا یعنی اس کی پاکی پر غور کر رہا تھا اور اس کے متعلق علماء کے اقوال پر غور کر رہا تھا۔ رضی اللہ عنہ۔

شیر ہم سے ڈرتا ہے

حکایت (۱۶۱) منقول ہے کہ ایک جماعت فقہاء کی کسی شیخ کی زیارت کے لیے گئی جب ان کے پیچھے نماز پڑھی تو ان کو قراءت میں غلطی کرتے دیکھا۔ یہ سن کر ان کا اعتقاد بدل گیا۔ جب سوئے تو اس رات سب کو احتلام ہوا۔ صبح ہی غسل کے واسطے گئے اور حوض کے پاس کپڑے اتار رکھے اور پانی میں اترے۔ ایک شیر آکر ان کے کپڑوں پر بیٹھ گیا۔ اب انھیں سردی کی سخت تکلیف ہوئی اتنے میں شیخ تشریف لائے اور اس کا کان پکڑ کر فرمایا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ میرے مہمانوں کو مت ستا۔ پھر فرمایا تم اصلاح ظاہر میں ہو تو شیر سے ڈرتے ہو اور ہم اصلاح باطن میں ہیں تو ہم سے شیر ڈرتا ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ میں نے بعض نیک بھائیوں سے جو لوگوں سے قطع تعلق کر کے جنگلوں میں رہتے تھے پوچھا کہ شیروں کے ساتھ تمہارا کیونکر گذر ہوتا ہے فرمایا میں نے ہیبت الٰہی کا لباس پہن لیا ہے۔ اب میں شیروں کے واسطے شیر ہوں وہ مجھے دیکھ کر بھاگتے ہیں۔ انھیں لوگوں کے بارے میں میرے اشعار ہیں۔

هم الاسد حقا والاسود تهابهم	وما النمر ما اظفار فهد ونابه
ومالرمي بالنشاب مالطعن بالقنا	وما الضرب بالماضي الكمي ذبابه
من الله خافوا الاسواه فخافهم	جميع جمادات الورى ودوابه
لهم همم القاطعات قواطع	لهم قلب اعيان المدات انقلابه
لهم كل شيء طائع ومسخر	فلا قط تعصيهم بل الطوع دابه

بترك الهوى امسوا يطيرون بالهوا ويمشون فوق الماء امن جنابه
لقد شمروا في نيل كل عزيمة ومكرمة مما يطول حسابه
الى ان جنوا ثمر الهوى بعد ماجنى عليهم وصار الحب عذب عذابه
وحتى استحال المر في الحال حاليا وحتى دنا النائي وهانت معابه
عليهم من الرحمن ازكى تحية وافضل رضوان ولازال بابه
مدا الدهر مفتحا لاكرام وافد به اقبلت تقرى الفيافي ركابه
ولازال ذلك الانس والقرب والصفا ولاحال من دون الحبيب حجابه

(ترجمہ) وہی لوگ حقیقی شیر ہیں جن سے شیر بھی ہیبت کھاتے ہیں چیتا کیا چیز ہے اور اس کے دانت اور ناخن کیا چیز ہیں اور تیر یاری کیا ہے اور نیزہ مارنا کیا ہے۔ اور تلوار مارنا بہادر کا تیز دھار سے کیا ہوتا ہے۔ وہ لوگ صرف اللہ سے ڈرتے ہیں تو ان سے سب ڈرتے ہیں تمام جمادات عالم کے اور سب جانور۔ ان کی ہمتیں ایسی ہیں کہ تلواروں کو توڑ دیتی ہیں اور ان کا دل ایسا ہے کہ حقائق کا سامان اس کے انقلاب کا سبب ہو جاتا ہے ہر چیز ان کی تابع اور فرمانبردار ہے کبھی ان کی نافرمانی نہیں کرتی۔ باعتبار اطاعت ان کا خاصہ ہے بسبب ترک ہوا (خواہش) کے ہوا پر اڑنے لگتے ہیں۔ اس دربار کے امن کے سبب پانی پر چلتے ہیں۔ ہر مقصود کے پورا کرنے میں کوشاں ہیں اور ہر بزرگی کے حصول میں جس کا شمار مشکل ہے حتی کہ انھوں نے مقصود کے پھل توڑے۔ بعد تکلیف برداشت کرنے کے اور محبت کا عذاب ان کے حق میں میٹھا ہو گیا اور تلخ شی فی الحال ان کیلئے میٹھی ہو گئی اور دور کی چیز نزدیک ہو گئی اور سختی آسان ہو گئی ان پر خدا کی اچھی رحمت نازل ہوتی رہے اور عمدہ رضامندی رہے اور ہمیشہ یہ دروازہ جب تک دنیا رہے کھلا رہے طالبوں کی عزت کے واسطے اسی کے

واسطے ان کی سواریاں جنگل قطع کرتی ہیں اور یہ انس اور تقرب اور صفائی ہمیشہ رہے اور ان کے اور ان کے حبیب کے درمیان کوئی حجاب حائل نہ ہو۔

کلام محبت میں سمنونؒ کا اثر

حکایت (۱۶۲) بعض بزرگوں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے سمنون کو دیکھا کہ محبت میں کچھ کلام کرتے تھے اور وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک چھوٹی سی چڑیا آئی اور ان کے قریب ہوتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیٹھ گئی۔ پھر زمین پر چونچ مارنے لگی۔ جس سے خون نکلا اور اسی وقت مر گئی۔ اسی طرح ایک دن محبت کے متعلق کلام کر رہے تھے کہ مسجد کے سارے قندیل ٹوٹ گئے۔

ذکر کرنے والا پرندہ

حکایت (۱۶۳) شیخ ابو الربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک سفر میں تنہا تھا۔ حق تعالیٰ نے ایک پرندہ میرے ساتھ معین کر دیا تھا جو رات بھر میرے ہمراہ بات چیت کرتا تھا اور رات کو یا قدوس یا قدوس کہتا تھا جب صبح ہوتی تو پر جھاڑ کر کہتا سبحان الرزاق۔

میں نے گناہ کئے ہیں پھر نہیں کروں گا

حکایت (۱۶۴) حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شب میں ملک شام کے ایک گاؤں میں قیام پذیر ہوا۔ ناگاہ ایک آواز آئی کہ میں نے گناہ کئے ہیں پھر نہیں کروں گا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیسی آواز تھی لوگوں نے کہا ایک پرندہ ہے میں نے کہا اس کا کیا نام ہے کہا اسے (فاقد الف) کہتے ہیں (یعنی) دوست گم کرنے والا) پھر فرمایا کہ میں نے اسی وقت ایک آواز سنی اور کسی کو نہ

دیکھا وہ یہ اشعار پڑھتا تھا۔

طیر الخیل بارض الشام اقلقه   ذکر الحبیب له نطق باضمار
یقول اخطات حتی الصبح یسعده   صوت شجی ویبکی وقت اسحار

(ترجمہ) ایک لاغر پرندہ ہے ملک شام میں جس کو مضطرب کر دیا ہے محبوب کے ذکر نے، اور وہ دل ہی دل میں بولتا ہے جو صبح تک کہتا ہے میں نے خطا کی اور اس کی موافقت غمناک آواز کرتی ہے اور صبح کے وقت روتا ہے۔

افواج اسلام کو تسلی دینے والا پرندہ

حکایت (۱۶۵) اور ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ روم کی ایک لڑائی میں مسلمانوں کے ساتھ تھے، سردار نے ایک فوج ایک مقام کی طرف روانہ کی اور اس کے آملنے کا ایک دن معین کیا وہ دن آگیا اور فوج نہ آئی اس سے سردار کو اور مسلمانوں کو سخت رنج ہوا وہ اس غم میں تھے اور ابو مسلم اپنے نیزہ کی طرف نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک پرندہ آکر اس نیزہ پر بیٹھ گیا اور کہا وہ فوج سلامتی کے ساتھ غنیمت لے کر واپس آ رہی ہے فلاں وقت فلاں روز تم سے آملے گی۔ ابو مسلم نے کہا تو کون ہے خدا تجھ پر رحم کرے۔ کہا میں مسلمانوں کے دلوں سے غم دور کرنے والا ہوں اور اس کے قول کے مطابق فوج پہنچ گئی۔

شبلیؒ محبت میں غرق تھے

حکایت (۱۶۶) حضرت خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہا کہ ہم مسجد میں تھے اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ان کی وجد کی سی حالت تھی۔ ہماری طرف نگاہ کی اور کچھ نہیں کہا جب حضرت جنید رحمۃ اللہ

علیہ کے مکان میں گھس پڑے آپ کے پاس آپ کی بیوی بھی تھیں بیوی نے پردہ کرنا چاہا۔ کہا کچھ ضرورت نہیں۔ اسے ہوش نہیں ہے۔ وہ تمہیں جانتے ہی نہیں شبلی نے حضرت جنید کے سر پر ہاتھ مار کر یہ اشعار پڑھے۔

عودونی الوصال والوصال عذب ورمونی بالصد والصد صعب

زعمواحین عاتبوا ان جرمی فرط حبهم وماذاك ذنب

لاوحسن الخضوع عند التلاقی ماجزاء من یحب الایحب

(ترجمہ) مجھے عادی بنا لیا ہے وصال کا اور وہ بہت شیریں ہے اور مبتلا کیا مجھے ہجر میں اور وہ بہت سخت ہے عتاب میں۔ کہتے ہیں کہ میرا گناہ فرط محبت ہی ہے لیکن یہ تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ قسم ہے ملاقات کے وقت کی عمدہ نرمی کی کہ محبت کی جزا سوائے محبت کے اور کچھ نہیں ہے

حضرت جنید یہ سنکر سر ہلانے لگے (یعنی وجد میں آ گئے) اور فرمایا یہی ہے اے ابو بکر حضرت شبلی یہ سنکر بیہوش ہو کر گر پڑے پھر ایک ساعت کے بعد رونے لگے۔ حضرت جنید نے بیوی سے کہا اب پردہ کرو اب انہیں ہوش آگیا ہے۔

حقیقت غائب نہیں ہوتی

حکایت (۱۶۷) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں حضرت شبلی کے پاس گیا تو وہ موچنے سے بھوؤں کا گوشت نوچ رہے تھے۔ میں نے کہا حضرت یہ آپ کیا نوچ رہے ہیں آپ ہی کو آخر کار اس کا درد ہوگا۔ فرمایا مجھ پر حقیقت کا انکشاف ہوا اور میں اس کی طاقت نہیں رکھتا ہوں اس لیے یہ درد کر رہا ہوں تاکہ قلب اس درد کی طرف مائل ہو جائے تو حقیقت غائب ہو جائے۔ لیکن نہ درد ہوتا ہے نہ حقیقت غائب ہوئی ہے نہ ضبط کی طاقت ہے۔

کبھی تلوار کی زد کا احساس بھی نہیں ہوتا

حکایت (۱۶۸) ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے سنتا تھا کہ کبھی بندہ ایسی حالت پر پہنچتا ہے کہ اگر اسے تلوار ماری جائے تو اسے احساس نہیں ہوتا فرماتے تھے مجھے اس میں کچھ شبہ تھا حتی کہ ظاہر ہو گیا کہ یہ صحیح ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ کا قول آیت فلما رأینه اکبرنہ وقطعن ایدیھن اس کی تائید کرتا ہے (یعنی) مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف کو دیکھا تو ان کو بہت بڑا جانا اور اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تفسیر میں ہے کہ انھیں اپنی انگلیوں کا کٹنا معلوم بھی نہ ہوا۔ جب مخلوق کی محبت کا یہ حال ہے تو خالق کی محبت کا کیا حال ہوگا۔ اور اس کا انکار وہی کرتا ہے جس نے اس کا مزہ نہ چکھا ہو نہ اس قوم کی حالت سے واقف ہو۔ اسی طرح اس کی تصدیق اس حکایت سے بھی ہوتی ہے کہ

پاؤں کٹنے کا احساس نہ رہا

حکایت (۱۶۹) ایک بزرگ کے پاؤں میں پھوڑا ہوا۔ طبیبوں نے کہا اگر ان کا پاؤں نہ کاٹا جائے تو یہ مر جائیں گے ان کی والدہ نے کہا اب ٹھہر جاؤ جب نماز میں کھڑے ہوں تو کاٹ لینا کیونکہ اس وقت ان کو کسی شے کا احساس نہیں ہوتا چنانچہ جب وہ نماز پڑھنے لگے تو ان کا پاؤں کاٹا گیا اور انھیں خبر بھی نہ ہوئی۔ خدا ان سے راضی ہو۔

ہاتھ سے گرم لوہا پکڑ لیا

حکایت (۱۷۰) شیخ ابو حفص نیشاپوری کا قصہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ مشہور ہے کہ آپ نے ایک قاری کو کوئی آیت پڑھتے سنا فوراً آپ کے قلب

پر ایک حال طاری ہوا اور احساس جاتا رہا۔ آپ نے بھٹی میں ہاتھ ڈال کر گرم لوہا نکال لیا ان کے ایک شاگرد نے دیکھ لیا اور چلایا کہ استاذ یہ کیا ہے اس وقت آپ نے اپنی یہ حالت دیکھی اور لوہاری کا پیشہ ترک کیا اور دوکان چھوڑ دی۔

محبت الٰہی میں سرگرداں

حکایت (۱۷۱) ابو سعید خراز فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں پریشان پھرتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا۔

اتیہ ولا ادری من التیہ من انا   سوی ماتقول الناس فی وفی جنسی
اتیہ حسن البلاد و انسہا   فان لم اجد شخصا تیہ علی نفسی

(ترجمہ) پریشان پھرتا ہوں اور مستی میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میں کون ہوں سوائے اس کے جو لوگ میرے اور میری جنس کی نسبت کہتے ہیں خوبصورت شہر اور اس کے آدمیوں سے حیران ہوتا ہوں اور جب کوئی نہیں ملتا تو اپنے ہی سے حیرت کرتا ہوں۔ میں نے ایک ہاتف کو سنا مجھ سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا۔

ایاس یری الاسباب اعلی وجودہ   ویفرح بالتیہ الدنی وبالانس
فلو کنت من اھل الوجود حقیقۃ   لغبت عن الاکوان والعرش والکرسی
وکنت بلاحال مع اللّٰہ واقفا   تصان عن التذکار للجن والانس

(ترجمہ) اے شخص جو اسباب کو وجود کے اعلیٰ مرتبہ میں جانتا ہے اور ذرا سی پریشانی اور انس پر خوش ہوتا ہے اگر تو حقیقی وجود والوں میں ہوتا تو عالم کون اور عرش و کرسی سے بھی گذر جاتا اور بغیر کسی حال کے اللہ کے روبرو قائم ہوتا اور جن وانس میں مذکور ہونے سے محفوظ ہوتا۔

صحو اور سکر کیا ہے

حکایت (۱۷۲) مشائخ فرماتے ہیں کہ صحو وہ ہے کہ غیبت سے احساس کی طرف رجوع ہو اور سکر وہ ہے جو کسی وارد قوی سے ہوتا ہے اور سکر اور غیبت میں فرق یہ ہے کہ ذکر ثواب و عقاب سے خوف یا امید پیدا ہوتی ہے اس سے جو حال طاری ہوتا ہے اسے غیبت کہتے ہیں۔ لیکن سکر انہیں لوگوں کو ہوتا ہے جو صاحب وجد ہیں جب عبد پر صفات جمالیہ کا انکشاف ہوتا ہے تو سکر پیدا ہوتا ہے اور روح کو طرب اور قلب کو اضطراب حاصل ہوتا ہے۔ اسی معنی میں اشعار ہیں۔

فصحوك من لفظی هو الوصل كله وسكرك من لحظی يبيح لك الشربا

فمامن ساقيها وما من شارب عقار لحاظ كاسه يسكر القلبا

(ترجمہ) میرے کلام سے تیرا ہوشیار ہو جانا عین وصال ہے اور سکر تیرا میرے دیدار میں تیرے لیے حلال کرتا ہے ایسی شراب کو جس کا نہ پلانے والا تھکے نہ پینے والا۔ وہ شراب دیدار ہے جس کا پیالہ دل کو مست کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب صفت جلال کا اظہار کیا جاتا ہے تو مرتبہ حقیقت سے صفت قہر کا اظہار ہوتا ہے۔ بعضوں نے یہ شعر کہا ہے۔

اذا طلع الصباح كنجم راح تساوى فيه سكران وصاحى

(ترجمہ) جب طلوع صبح مثل ستارہ شراب کے ہوتا ہے۔ تو اس میں مست و ہوشیار برابر ہوتے ہیں۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تیرے رب نے کوہ طور پر تجلی فرمائی تو پہاڑ پھٹ گیا اور موسیٰ علیہ السلام بےہوش ہو کر گر پڑے۔

ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگا

حکایت (۱۷۳) روایت ہے کہ ایک جوان حضرت جنیدؒ کی صحبت میں رہتا تھا جب کوئی ذکر سنتا تو چیخ اٹھتا تھا۔ ایک روز حضرت نے فرمایا اگر پھر ایسا کرو تو میرے پاس نہ آؤ اس کے بعد جب کچھ سنتا تو رنگ اس کا متغیر ہو جاتا اور وہ ضبط کرتا تھا۔ حتی کہ ہر بن مو سے خون ٹپکتا ایک دن ایک زور کی چیخ ماری جس سے اس کی روح پرواز کر گئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ علی رودباریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرا گذر ایک محل پر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت جوان پڑا ہے اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں۔ میں نے اس کی حالت دریافت کی لوگوں نے کہا یہ شخص راستہ پر جا رہا تھا اور اس محل میں ایک لونڈی یہ اشعار گا رہی تھی۔

کبرت همة عبد طمعت فی ان تراکا
او ماحسب بعین ان تری من قد رآک

(ترجمہ) بڑی ہمت ہے اس بندہ کی جو تیرے دیکھنے کی طمع رکھتا ہے۔ کیا آنکھ کے لیے یہ کافی نہیں کہ تیرے دیکھنے والے کو دیکھ لے۔ یہ سنتے ہی اس نے ایک چیخ ماری اور جان حق تسلیم کی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سماع کی حقیقت

حکایت (۱۷۴) بعض سلف سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں پانچ فقیروں کے ساتھ ایک گاؤں میں گیا۔ ان کے ہمراہ ایک قوال بھی تھا اور ان میں ایک شخص صاحب وجد بھی تھا۔ ہمیشہ قوال سے کہتا تھا سناؤ۔ جب وہ کوئی شعر پڑھتا تو اسے وجد آتا۔ میں نے ایک دن اسے ڈانٹا اور کہا یہ کیسا وجد ہے وہ خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا اور اپنی حالت پر رہا۔ تھوڑی

دیر کے بعد جب میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو وہ فقیر ہوا میں رقص کر رہا تھا۔ میں اس کی طرف گیا تا کہ اس سے معافی مانگوں تو وہ میری نظر سے غائب ہو گیا۔ اس کے گم ہونے کی حسرت اب تک میرے دل میں ہے۔
حضرت جنید سے سوال کیا گیا کیا وجہ ہے کہ آدمی سکون میں ہوتا ہے۔ پھر جب سماع سنتا ہے تو بے قرار ہو جاتا ہے۔ فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب ارواح کو مخاطب کر کے فرمایا الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا بلیٰ یعنی ہاں تو ہمارا رب ہے۔ اس قول کی حلاوت ارواح میں رچ گئی ہے۔ جب سماع سنتے ہیں تو وہی حلاوت یاد آتی ہے اور بے قرار کر دیتی ہے۔
حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ آدمی کو غیر قرآن سن کر وجد آتا ہے اور قرآن کے سننے سے نہیں آتا۔ فرمایا قرآن غلبہ اور ہیبت کا کلام ہے۔ وہاں بوجہ غلبہ ہیبت کے حرکت نہیں ہو سکتی اور دوسروں کے کلام میں نشاط و طرب بدون ہیبت کے ہوتا ہے اور یہی نشاط بدون ہیبت کے باعث وجد ہے اسی وجہ سے اس میں حال آتا ہے۔
اور حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا تو آپ نے سماع کے متعلق فرمایا سچا وجد ہی دل ہلاتا ہے۔ اگر کوئی حق کے واسطے سنے تو لطف پیدا ہوتا ہے اور فسق کے سبب سے سنے تو زندیق ہوتا ہے۔
(نوٹ) یہ سماع بغیر باجوں اور مزامیر کے ہوتا تھا اب کے قوال بے شرع ہو کر ساز سے گاتے ہیں اور اولیاء کی غلط نقلیں اتارتے ہیں ان کی محفل سماع میں شریک ہونا اور سننا اور مدح کرنا سب ناجائز ہے (امداد اللہ انور)

بازار میں رہن رکھ کر فقیروں کیلئے شکر لے آؤ

حکایت (۱۷۵) نقل ہے کہ حضرت جنید اپنے مریدوں کے ہمراہ ایک شب ایک مکان میں پہنچے جہاں آپ کی دعوت تھی جب وہاں پہنچے تو اپنے درمیان ایک اجنبی آدمی کو دیکھا آپ نے اسے بلا کر اپنی چادر دی اور کہا اسے بازار میں رہن کر کے دو سیر شکر فقیروں کے واسطے لے آؤ۔ جب وہ چادر لے کر نکلا تو آپ نے اندر سے دروازہ بند کر لیا اور پکار کر فرمایا اے شخص چادر لے جا اور یہاں لوٹ کر مت آ۔ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی فرمایا۔ میں نے چادر بیچ کر تمہارے لیے صفائی وقت کی خریدی اس رات میں کیونکہ تمہارے درمیان سے ایسے شخص کو نکال دیا جو تم میں سے نہ تھا۔ اور فرمایا کہ سماع کے لیے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ زمان اور مکان موافق ہو اور رفقاء بھی قابلیت رکھنے والے ہوں۔

یاد مولیٰ میں ہیبت اور حضور کا اثر

حکایت (۱۷۶) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری بیوی پر بچہ کی ولادت دشوار ہو گئی کسی طرح سے خلاصی نہیں ہوتی تھی۔ میں حضرت شیخ ابوالحسن دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شیشہ کا گلاس لے گیا تاکہ آپ کی تحریر کی برکت سے کامیابی ہو جائے۔ جب آپ نے اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تو فوراً گلاس ٹوٹ گیا اور شیخ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ میں دوسرا گلاس لے آیا اور وہی ہوا جو پہلے ہوا تھا۔ پھر تیسرا پھر چوتھا پھر پانچواں لاتا گیا اور وہی حالت ہوتی گئی۔ اخیر میں فرمایا اے شخص کسی اور سے لکھوا۔ میرے پاس جس قدر لائے گا سب ٹوٹ جائیں گے۔ کیونکہ میں ایک بندہ ہوں جب اپنے

مولی کو یاد کرتا ہوں تو ہیبت اور حضور کے ساتھ یاد کرتا ہوں۔

حضرت بایزید بسطامی کی زیارت کا اثر

حکایت (۱۷۷) حکایت ہے کہ ابوتراب نخشبی اپنے ایک مرید سے بہت خوش تھے اور اس کی خدمت کرتے تھے۔ اور اس کی ضرورتوں کو خود پورا کرتے تھے اور وہ عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ ایک دن آپ نے اس سے کہا کہ اگر تم بایزید کے پاس جاتے تو اچھا ہوتا۔ اس نے کہا میں ان سے مستغنی ہوں جب آپ نے بہت کہا تو اس نے جوش میں آکر کہا میں بایزید کو لے کر کیا کروں میں نے اللہ کو دیکھ لیا جس نے مجھے بایزید سے مستغنی کر دیا حضرت ابوتراب فرماتے ہیں اس وقت مجھے بھی جوش آگیا اور میں بے قابو ہو گیا اور کہہ بیٹھا کہ اللہ پر غرور کرتا ہے۔ اگر تو ایک مرتبہ بایزید کو دیکھے تو ستر دفعہ اللہ کے دیکھنے سے بہتر ہے۔ یہ سن کر وہ شخص حیرت میں رہ گیا اور اس قول سے انکار کیا اور کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے میں نے کہا اس وجہ سے کہ تو حق تعالیٰ کو اپنے پاس دیکھتا ہے تو اپنی مقدار کے موافق دیکھتا ہے اور جب بایزید کو دیکھے گا تو ان کو اللہ کے نزدیک دیکھے گا تو تجھ پر ان کا حق اللہ تعالیٰ کے مرتبہ کے موافق منکشف ہوگا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ ان کے پاس تجھ پر حق تعالیٰ شانہ کے صفات جلالیہ کا اظہار بقدر ان کے حال کے ہوگا۔ حضرت ابو تراب فرماتے ہیں کہ وہ شخص میری بات سمجھ گیا اور کہا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ پھر جانے کا قصہ بیان کیا تو اخیر میں فرمایا کہ ہم ایک پہاڑی پر ان کے انتظار میں کھڑے ہوئے تھے تاکہ وہاں سے ہماری طرف آویں کیونکہ وہ شیروں کے بن میں رہتے تھے۔ وہ اپنی پوستین الٹی پشت پر ڈالے ہوئے ہم پر سے گذرے۔ میں نے کہا یہی ہیں بایزید انہیں دیکھو۔ اس

نے انہیں دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے اسے ہلایا تو وہ مرا ہوا تھا۔ میں نے بایزید سے کہا اے حضرت آپ نے میرے مرید کو مار ڈالا۔ یا یہ کہا کہ آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھنے سے وہ قتل ہو گیا۔ فرمایا نہیں یہ وجہ نہیں بلکہ وہ صادق تھا اور اس کے قلب پر ایک سر کا انکشاف نہیں ہوتا تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ سر منکشف ہو گیا اور اس کا متحمل نہ ہو سکا کیونکہ وہ ضعیف مریدوں کے مرتبہ میں تھا اسی وجہ سے مر گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اللہ کی طرف سے حضرت بایزید پر کشف احوال

حکایت (۱۷۸) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن یحییٰ سے توکل کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا اگر تو اژدہے کے منہ میں ہاتھ ڈالے اور وہ پہنچے تک نگل جائے تو بھی اللہ کے سوا غیر سے تجھے خوف نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں بایزید بسطامیؒ سے توکل کے متعلق سوال کرنے لگا اور ان کے دروازے پر دستک دی۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے عبدالرحمٰن کا قول کافی نہیں ہوا۔ میں نے کہا دروازہ تو کھولیے۔ فرمایا تو میری زیارت کو نہیں آیا ہے۔ اور جواب تم کو دروازہ کے باہر مل گیا ہے غرض دروازہ نہ کھولا۔ میں وہاں سے واپس لوٹا اور ایک سال کے بعد پھر گیا۔ فرمایا مرحبا۔ اب تم زیارت ہی کے واسطے آئے ہو۔ میں آپ کی خدمت میں ایک مہینہ تک رہا جب کوئی بات میرے دل میں کھٹکتی تو مجھے فوراً اطلاع دے دیتے تھے۔

اولیاء اللہ پاکیزہ ہوتے ہیں

حکایت (۱۷۹) زیتونہ، خادمہ ابوالحسین نوریؒ و جنید بغدادیؒ سے مروی ہے کہ ایک دن سخت جاڑا تھا۔ میں نے ابوالحسین نوری سے

عرض کیا کہ کچھ لاؤں فرمایا لے آؤ میں نے کہا کیا لے آؤں۔ فرمایا دودھ، روٹی، جب میں ان کے پاس لے گئی تو آپ کے پاس ایک کوئلہ پڑا ہوا تھا اور اس کو ہاتھ سے پلٹا رہے تھے وہ جل اٹھا اور آپ روٹی کھانے میں مشغول ہوئے۔ روٹی پر کا دودھ ہاتھ پر بہتا تھا اور ہاتھ کوئلے سے سیاہ ہو رہے تھے میں نے اپنے جی میں کہا اے اللہ تو پاک ہے تیرے اولیاء کیسے گندے ہیں کوئی ان میں صفائی والا نہیں ہے جب وہاں سے میں نکلی تو ایک عورت مجھ سے چمٹ گئی کہ تو نے میرے کپڑوں کی گٹھڑی چرائی اور کشاں کشاں مجھے کو توال کے پاس لے گئی۔ حضرت ابوالحسین نوری کو اس کی خبر ہوئی۔ آپ نے آکر اس کو توال سے فرمایا اسے چھوڑ دے یہ بھی اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اس نے کہا میں کیا کروں یہ عورت دعویٰ کرتی ہے۔ زیتونہ کہتی ہیں کہ اسی وقت ایک لونڈی وہ گٹھڑی لے آئی۔ حضرت نے گٹھڑی اس عورت کے حوالے کی اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پھر بھی کہوگی کہ اولیاء اللہ کس قدر گندے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا میں توبہ کرتی ہوں۔

ٹوٹا ہوا دانت درست ہو گیا

حکایت (۱۸۰) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ذوالنون کو دیکھا کہ ان کے پاس دو شخص آئے ایک فوجی تھا اور ایک رعیت کا آدمی اس نے لڑائی میں فوجی کے دانت توڑ ڈالے تھے اور فوجی نے اسے پکڑ لیا تھا کہ میں تجھے بادشاہ کے پاس لے جا کر تیرا فیصلہ کراؤں گا۔ سر راہ حضرت کا مکان بھی تھا لوگوں نے کہا حضرت سے تو کہہ لو۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے اس کے دانتوں کو اپنا لعاب مبارک لگا کر اپنی جگہ پر لگا دیا۔ جب اس نے ہونٹ گھمائے تو وہ دانت بالکل جیسے ہوئے تھے پہلے سے کسی قسم کا فرق نہ تھا۔ میں کہتا ہوں کہ

آنے والی حکایت میں اسی کے مشابہ ہے۔

ہاتھ کا غدود جاتا رہا

حکایت (۱۸۱) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک یمنی کے ہاتھ میں ایک غدود تھا اور اس نے تمام بزرگوں سے دعا کرائی کہ وہ جاتا رہے لیکن نہ گیا۔ آخر حضرت ابن عجیل کے پاس گیا اور کہا کہ اگر آپ سے یہ اچھا نہ ہوا تو پھر میں کسی فقیر سے حسن ظن نہیں رکھوں گا۔ آپ نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اپنا ہاتھ لا پھر آپ نے اس پر ہاتھ پھیر کر پٹی باندھ دی اور فرمایا اپنی جگہ پر جا کر اسے کھولیو۔ آپ کے پاس سے وہ لوٹ کر اس کے ساتھی چلے گئے اور ایک گاؤں پر سے گذرے وہاں جا کر انہوں نے روٹی اور دودھ مول لیا اور روٹی کے ٹکڑے دودھ میں بھگوئے جسے اہل یمن ثراتہ بولتے ہیں اور وہ غدود اس کے ہاتھ ہی میں تھا۔ جب کھانے لگا تو بھول کر پٹی کھول دی اور کھانا کھالیا۔ بعد کھانے کے دیکھا تو اس کا اثر بھی نہ تھا اور یہ بھی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کس جگہ پر تھا۔ یہ بالمعنی حکایت ہے اگرچہ بعض الفاظ بعینہ نہیں ہیں۔

چوری شدہ بیل واپس کرنے کی کرامت

حکایت (۱۸۲) مؤلف فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض نیک بھائیوں نے بیان کیا کہ ایک شخص حضرت فقیہ عارف باللہ محمد بن حسین بجلی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ میرا ایک بیل چوری ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ اپنا بیل چاہتے ہو؟ کہا ہاں۔ فرمایا کہ فلاں جگہ پر جاؤ وہاں ہمارے شیخ اسے چراتے ہوں گے۔ ان سے جب تک بیل نہ لیلو مت چھوڑو اور ان کی مراد شیخ سے ان کے شیخ مشہور محمد بن ابوبکر یمنی حکمی ہیں وہ شخص شیخ سے جا کر

کہنے لگا کہ میرا بیل پھیر دو اور ان سے ایسے چمٹ گیا کہ گویا انہیں چور
سمجھتا تھا کیونکہ ان کا رتبہ تو وہ جانتا ہی نہ تھا۔ شیخ نے اس سے دریافت کیا کہ
تجھ سے کس نے کہا کہ میرے پاس ہے کہا محمد بن حسین نے۔ پھر کہنے لگا یہ
باتیں چھوڑو اور میرا بیل پھیر دو۔ فرمایا کہ تیرا بیل کس صورت کا ہے فرمایا میرا
بیل بھی چوپایہ ہے اور اس کی صورت بھی نہیں معلوم یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا
اور کہا فلاں مقام پر جو وہاں تیرا بیل ایک درخت سے بندھا ہوا ہے اسے کھول
کر لے جا۔ وہ شخص اس جگہ پر گیا تو حسب ارشاد کے بیل بندھا ہوا تھا چنانچہ
بڑی خوشی سے بیل کھول لے۔ اور جب چور آئے تو وہاں بیل نہ ملا یہاں سے
محروم لوٹا تو چوری سے جس کے گناہ سے کیا اور شیخ نے توبہ کرایا۔

دستاویز مل گئی

حکایت (۱۸۳) بعض سلف سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک
آدمی کے ایک شخص پر سو دینار قرض تھے، جب وصولی کا وقت آیا تو
دستاویز گم ہو گئی جس پر قرض دیا تھا وہ دوڑتا ہوا ابن الجمال کے پاس آیا اور
دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرا جی حلوا
چاہتا ہے تو بازار سے جا کر ایک رطل حلوا کاغذ میں باندھ لا اور میں تیرے
لیے دعا کرتا ہوں۔ وہ شخص جا کر حلواہ خرید لایا۔ آپ نے فرمایا پڑیا کھول
جب کھولی تو دستاویز اس میں موجود تھی۔ آپ نے فرمایا اپنی دستاویز اور
حلوہ لے جاؤ اور اپنے بچوں کو کھلاؤ، وہ شخص دونوں چیزیں لے گیا اور آپ نے
کچھ نہ لیا۔

اور حضرت یوں فرماتے ہیں۔ ایک بار میں تنہا جنگل میں گیا وہاں مجھے
وحشت ہوئی۔ ناگہاں ایک ہاتف نے مجھ سے کہا اے فلاں کیا عہد شکنی
کرتے ہو۔ یہاں کیوں وحشت ہوتی ہے کیا تمہارا حبیب تمہارے ساتھ

نہیں ہے۔

دونوں کو اللہ تعالیٰ نے کشف سے جتلا دیا

حکایت (۱۸۴) حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو جمعہ کے دن تکلیف سے کچھ تخفیف سی معلوم ہوئی تو آپ میرا ہاتھ پکڑ کر جامع مسجد کو چلے۔ جب ہم صرافوں کے بازار میں پہنچے تو ہمارے سامنے ایک شخص صراف کی طرف سے آیا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ کل اس شخص کے ساتھ میرا معاملہ ہوگا۔ شب کو حضرت کا انتقال ہو گیا، لوگوں نے مجھ سے کہا کہ سقوں کے محلہ میں ایک غسل دینے والے ہیں انہیں لے آؤ اور مجھے ان کا پتہ بتلایا۔ میں نے جا کر آہستگی کے ساتھ ان کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا السلام علیکم اس نے کہا کیا شبلی کا انتقال ہو گیا میں نے کہا ہاں اور جب وہ شخص نکلا تو وہ وہی تھا جس کے متعلق شبلی نے کہا تھا کہ اس سے میرا معاملہ ہوگا۔ میں نے تعجب سے کہا لا الٰہ الا اللہ اس شخص نے کہا لا الٰہ الا اللہ کس بات سے تعجب کرتے ہو۔ میں نے کہا کل جب آپ سے ملاقات ہوئی تھی تو حضرت شبلی نے مجھ سے کہا تھا کہ اس کے ساتھ کل میرا معاملہ ہوگا۔ آپ کو خدا کی قسم سچ بتلایئے کہ آپ کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ شبلی کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے کہا اے نادان! حضرت شبلی کو کہاں سے معلوم ہوا تھا کل میرے ساتھ ان کا معاملہ ہوگا۔ رحمۃ اللہ علیہ اور جب آپ پر کل وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا مجھ پر ایک درہم ظلم کا ہے اس کے عوض ہزاروں درہم تصدق کر چکا ہوں لیکن میرے قلب پر ابھی اس کا بہت بوجھ ہے۔

بے بس کے قاتل کا انجام

حکایت (۱۸۵) روایت ہے کہ کوفہ میں ایک قلی تھا جس پر لوگ اعتبار رکھتے تھے اور تاجر اسے امین جان کر اپنا مال حوالہ کرتے تھے ایک بار وہ شخص تنہا سفر میں چلا جب آبادی سے باہر نکلا تو اسے ایک شخص راہ میں ملا اور پوچھا تیرا کہاں کا قصد ہے کہا فلاں شہر کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا اگر میں چل سکتا تو میں تیرے ہمراہ چلتا اگر تو مناسب جانے تو ایک دینار مجھ سے لے کر مجھے خچر پر سوار کر لے۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ اس شخص نے دینار اس کے حوالہ کیا اور خچر پر سوار ہو گیا۔ راستہ میں ایک دوراہہ ملا تو اس سوار نے دریافت کیا کہ کون سا راستہ اختیار کیا جائے۔ مزدور نے کہا شارع عام پر چلو۔ سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب بھی ہے اور جانور کے واسطے سبزہ زار بھی ہے۔ مزدور نے کہا میں کبھی اس راستہ پر نہیں گیا سوار نے کہا میں بار بار گیا ہوں۔ مزدور نے کہا جس طرف سے چاہو چلو تھوڑی دیر چلے تھے کہ وہ راستہ ایک وحشتناک جنگل میں جا کر ختم ہو گیا۔ جہاں بہت سے مردے پڑے تھے۔ مزدور نے کہا میرے خیال سے یہ راستہ منقطع ہو گیا۔ اس شخص نے سواری سے اتر کر کمر سے چھرا نکالا اور مزدور کے قتل کا ارادہ کیا اس نے کہا ایسا نہ کر۔ خچر اور اسباب تو لے جا اور مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا خدا کی قسم جب تک تجھے نہ مار ڈالوں گا خچر نہ لوں گا۔ پھر مزدور نے نہایت عاجزی سے رو کر کہا خدا کے لیے مجھے چھوڑ دے اور خچر اور اسباب تیرا ہے تو لے جا۔ اس نے کہا میں بغیر مار ڈالے تمہیں نہ چھوڑوں گا۔ ہاں میں ہی پہلے مر جاؤں تو اور بات ہے۔ کہا اچھا مجھے اپنے عمل کو دو رکعت نماز پر ختم کرنے کی مہلت دے۔ اس نے ہنس کر کہا جلدی کھڑا ہو اور نماز پڑھ لے۔ ان سارے مردوں نے جنہیں تو دیکھ رہا

ہے سب نے یہ کیا تھا۔ ان کی نماز نے کچھ نفع نہیں دیا اور میرے ہاتھ سے نہیں چھڑایا۔ جلدی تو بھی نماز ادا کر لے وہ شخص کھڑا ہوا اور تکبیر کہہ کے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اس کی زبان بہکنے لگی اور اس سوچ میں رہ گیا کہ کیا پڑھوں اس لٹیرے نے ڈانٹا اور کہا جلدی کر اس وقت یہ آیت زبان پر آ گئی جسے الہام خداوندی کہنا چاہیے۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء الآیۃ (ترجمہ) کون ہے سوائے اللہ کے جو مضطر کی دعا قبول کرے اور اس کی تکلیف دور کرے۔ یہ آیت پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا۔ ناگاہ جنگل کے درمیان سے ایک سوار ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے نمودار ہوا جو سر پر ایک چمکتا ہوا خود اوڑھے ہوئے تھا۔ اس نے ایک لحظہ سے بھی جلدی اس شخص کو آلیا اور ایک ہی نیزہ میں اسے زمین پر گرادیا اور اس جگہ سے جہاں وہ گرا آگ کے شعلے بھڑکنے لگے یہ دیکھ کر وہ شخص سجدہ میں گرا پھر وہاں سے اٹھ کر سوار کی طرف چلا اور اس سے دریافت کیا کہ خدا کے لیے سچ بتاؤ تم کون ہو۔ جواب دیا کہ میں امن یجیب المضطر کا غلام ہوں اب تم جہاں چاہو جاؤ تمہیں کوئی خوف نہیں ہے بعضوں کے شعر ہیں۔

لبست ثوب الرجاء والناس قد رقدوا　　وقمت اشکو الیٰ مولای ماجد

وقلت یاامَلی فی کل نائبۃ　　ومن علیہ لکشف الضر اعتمد

اشکو الیک اموراً انت تعلمہا　　مالی علیٰ حملہا صبر ولا جلد

وقد مددت یدی بالذل مبتہلا　　الیک یاخیر من مددت الیہ ید

فلاتردنہا یارب خائبۃ　　فبحر جودک یروی کل من یرد

ثم الصلوۃ علی المختار من مضر　　محمد المصطفیٰ مامثلہ احد

(ترجمہ) جب لوگ سو جاتے ہیں تو میں امید کا لباس پہن کر اپنے مولی

سے ہر تکلیف کی شکایت کرتا ہوں اور کہتا ہوں تو ہی میرا مقصود ہے ہر حادثہ میں جس پر میں رفع مصائب میں اعتماد کرتا ہوں۔ تجھ سے ایسی باتوں کی شکایت کرتا ہوں جنہیں تو جانتا ہے اور مجھے اس کی برداشت کی طاقت اور صبر نہیں ہے اور میں نے ذلت وزاری سے ہاتھ پھیلایا ہے۔ تیرے ہی آگے ہاتھ پھیلائے جانے کے لائق تو ہی ہے اے رب ان ہاتھوں کو ناامید نہ پھیر یہ تیرا دریا ہے جو ہر وارد کو سیراب کرتا ہے اور رحمت نازل کر اوپر خلاصہ مضر کے یعنی حضرت محمد ﷺ کے جن کا مثل کوئی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لطف خفی

حکایت (۱۸۲) مروی ہے کہ ایک نیک بخت انسان کے پاس بادشاہ نے ایک عمدہ چینی جو بطور امانت رکھی تھی اس شخص نے اپنے گھر میں ایک جگہ اسے سنبھال کر رکھ دیا اتفاقاً اس کے چھوٹے بچے کے ہاتھ لگ گیا جس کو اس بچہ نے پتھر پر مار کر چار ٹکڑے کر ڈالا یہ شخص اس واقعہ کو دیکھ کر اس قدر غمگین اور پریشان ہوا کہ ضبط نہ ہو سکا اور شہر چھوڑنے پر آمادہ ہو گیا اس کے ایک دوست نے اس سے دریافت کیا کہ میں تجھے بہت پریشان پاتا ہوں کیا وجہ ہے اس نے سارا قصہ کہہ سنایا اور اپنی پریشانی اور خوف کی حالت بھی بیان کی اس دوست نے اسے یہ چار شعر سکھائے اور کہا انہیں ہر وقت پڑھا کر ان شاء اللہ یہ پریشانی دفع ہو جائے گی۔

وکم للہ من لطف خفی　　یدق خفاہ عن فہم الذکی

وکم یسر أتی من بعد عسر　　وفرج کربۃ القلب الشجی

وکم امر تساء بہ صباحاً　　وتاتیک المسرۃ بالعشی

اذا ضاقت بک الاحوال یوماً　　فثق بالواحد الفرد العلی

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی بہت سی خفیہ نعمتیں ہیں کہ خفا کی وجہ سے انہیں کوئی شناور بھی نہیں جان سکتا۔ اور بہت سی راحتیں تکلیف کے بعد پہنچیں جن سے غمگین دل کی بے چینی زائل ہو گئی بہت سے حادثے جو صبح کے وقت برے معلوم ہوتے تھے۔ انہیں سے شام کے وقت تجھے مسرت پیدا ہوئی۔ جب کسی دن اپنے حالات تجھے تنگ کریں تو اللہ واحد و یکتا و بزرگ پر اعتماد کر۔

اس نے ان شعروں کو پڑھنا شروع کیا ایک دن وہ انہیں پڑھ ہی رہا تھا کہ ناگاہ بادشاہ کا قاصد آیا اور کہنے لگا کہ بادشاہ کی فلاں خواص کا مزاج بہت ناساز ہو گیا ہے اور طبیبوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ ہیرے کے چار ٹکڑے کر کے پانی میں ڈال کر وہ پانی پلایا جائے۔ اب بادشاہ کا حکم ہے کہ تم کسی ہوشیار جوہری کو تلاش کر کے اس کے چار ٹکڑے کروا لو لیکن کم زیادہ نہ ہوں۔ اس نے کہا سر و چشم۔ اسی وقت اس کا رنج و غم دور ہو گیا اور خوف جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر بجالایا کہ اس نے اسے ایسی بلا سے اپنے لطف خفی سے نجات عطا فرمائی۔ پھر وہ چاروں ٹکڑے بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ اس صنعت پر اس کا احسان مند ہوا اور اسے انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔ وہ شخص بعد خوف و غم کے خوش و خرم گھر آیا۔ اللہ پاک بڑا ہی لطف و کرم والا اور رحم والا ہے جو رنج و غم اور خوف و ہراس کو احسان و سرور سے بدل دیتا ہے۔ سبحان اللہ کس قدر مضطر کی کشائش فرماتے ہیں اور محسن پر رحم فرماتے ہیں۔ تبارك الله رب العالمين.

اللہ تعالیٰ کے لطف خاص حاصل کرنے کی دعا

حکایت (۱۸۷) روایت ہے کہ ایک بادشاہ کسی فقیر پر ناراض ہوا اور ایک برج ہوا کر اس کے اندر اسے بند کر لیا اور ہوا کی آمد و رفت کا راستہ بند

کر دیا اور کھانا پانی بھی موقوف کر دیا۔ تین دن کے بعد لوگوں نے اسے خوش و خرم جیل سے باہر پھرتے دیکھا۔ بادشاہ کو اس کی اطلاع کی گئی۔ کہا اسے حاضر کرو۔ وہ شخص حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے تجھے اس سختی سے نجات دی اور یہ مصیبت دفع کی سچ بتا، تیری نجات کا سبب کیا ہوا۔ فقیر نے کہا میں نے ایک دعا کی تھی وہی سبب نجات ہوئی۔ کہا وہ کون سی دعا ہے کہنے لگا میں نے یہ دعا کی تھی اللھم یالطیف یا لطیف یا لطیف یامن وسع لطفہ اہل السموت والارضین اسئلک اللھم ان تلطف بی من خفی خفی خفی لطفک الخفی الخفی الخفی الذی اذا تلطفت بہ لاحدمن عبادک کفی فانک قلت وقولک الحق المبین اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء وھو القوی العزیز۔

دفع مصیبت کی خاص مناجات

حکایت (۱۸۸) سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص حافظ دمشقی رہتا تھا جو نہایت فقیر و بیمار تھا ایک بار اس سخت فاقہ اور تکلیف کا سامنا ہوا تو اس کے جی میں آیا کہ اپنا حال ایک رقعہ پر لکھ کر اللہ کے پاس مرافعہ کرے چنانچہ اپنا حال لکھ لیا جب رات ہوئی تو محراب میں جا کر نماز پڑھنے لگا اور دعا کے ساتھ رقعہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ دیر تک ایسا ہی کرتا رہا آخر اسے نیند نے مجبور کیا اور بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا جب تھوڑی شب باقی رہی تو اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی کہہ رہا ہے کہ اے ابو البشر یہ کیسی غفلت تجھے لاحق ہے۔ کہ اپنے رب کے پاس سیاہی سے رقعہ لکھ کر پیش کرتا ہے۔ اس نے کہا پھر کیا کروں کہا جب تیرا ارادہ ہو تو شکر کا ہاتھ بلند کر کے دھو کر صبر کے قلم سے اپنے قلب پر فکر کی سفیدی سے خوف

کی نب کے ساتھ لکھ۔ اس نے پوچھا کہ کیا لکھوں؟ کہا یہ لکھ اے وہ ذات کہ تیرے افضال سارے فضل کرنے والوں سے زیادہ ہیں اور تیرے انعام تمام انعام کرنے والوں کے انعام سے زیادہ ہیں تیرے شکر سے سارے شاکرین عاجز ہیں۔ میں نے دوسرے سوال کرنے والوں کے ذریعہ سارے محسنوں کا حال دیکھ لیا تو معلوم ہوا کہ تیرے غیر کا قصد کرنے والا مردود ہے اور غیروں کی طرف کا راستہ مسدود ہے اور ہر چیز تیرے پاس موجود ہے اور تیرے غیر کے پاس معدوم ہے۔ اس فقیر نے کہا یہ بات تو جناب نے بہت اچھی بتائی ہے کہا اگر روشنی بصیرت کی باقی رہے اور اپنے ارادہ کی تصریح کی ضرورت بھی سمجھی جائے تو لکھ اے اللہ تجھ کو ہی میں نے وسیلہ بنایا ہے اور تکلیف و راحت میں تجھی پر بھروسہ کیا ہے۔ میری حاجتیں تیری طرف پھیر دی گئی ہیں اور میری امیدیں تیرے سامنے قائم ہیں جس کام کی تو مجھے توفیق دے تو تو ہی اس کا راستہ دکھا اور رہبر ہو جا۔ اس نے کہا جناب یہ تو اس سے بھی اچھا ہے۔ کہا اگر بصیرت کی روشنی اس سے زیادہ تصریح حاجت کی ضرورت سمجھے تو یہ اور لکھ اے قدیر مجھے طلب عاجز نہیں کرتی اے بادشاہ تیری طرف ہر راغب جھکتا ہے۔ میں ہر وقت تیری نعمتوں سے لدا ہوا ہوں جو تیرے فضل و کرم سے مجھ پر فائض ہوتی ہیں۔ اے اللہ تیرے ہی کرم سے آدمی مستحق کرم ہوتا ہے اور تیری مہربانی سے نعمت مزید ہوتی ہے اس نے کہا یہ اور احسن ہے۔ کہا اگر فکر کی روشنی اور تصریح حاجت کی ضرورت سمجھتے ہو تو یہ لکھ اے وہ ذات جس نے صبر کو بلا پر بندہ کا معاون بنایا ہے اور شکر کو نعمتوں کا بڑھانے والا گردانا ہے۔ میں تجھ سے سختی میں صبر کی اور نعمتوں پر شکر کی توفیق چاہتا ہوں۔ تیری آزمائش میرے صبر سے زیادہ ہے اور

تیری نعمت میرے شکر سے عظیم ہے تو میرے اقرار پر عذر کی چادر اوڑھا دے تو اس پر قادر ہو تا ہے۔ اگر میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں ہے تو تو اپنی طرف سے اسے معاف کر دے۔ پھر کہا اے ابو بکر مقام تقبل میں مغفرت کی جگہ کھڑا ہو اور ذلت و انکساری کے ساتھ فضل کا امید وار اور زبان توسل سے اللہ غالب کا شکر گزار رہ اس نے کہا یہ اور اچھا ہے کہنے لگا کہ خاص فرشتوں کی یہ دعا ہے جو تجھے سکھائی گئی ہے۔ اس نے کہا بے شک انشاء اللہ۔ پھر اس نے اپنے سینہ اور پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا وہ جاگ اٹھا وہ ساری باتیں اسے یاد تھیں۔ ایک حرف بھی نہ بھولا تھا۔ حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ ابو بکر نے فجر کی نماز کے وقت یہ روایت ہم سے بیان کی ہم نے اسے بہت اچھا جانا اور اسے لکھ لیا۔ رضی اللہ عنہ۔

رضا اور تسلیم کی سردی اور تدبیر اور احتیاط کی گرمی

حکایت (۱۸۹) حضرت ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے ابتدائی زمانہ میں تردد واقع ہوا کہ آبادی اور شہروں میں رہوں یا جنگل میں بودوباش اختیار کروں۔ لوگوں نے مجھ سے ایک ولی کا تذکرہ کیا جو ایک پہاڑ کی چوٹی پر خلوت گزین تھے۔ میں نے ان سے ملنے کے قصد سے سفر کیا شام کے وقت ان کے پاس پہنچا اس وقت میرے جی میں آیا کہ اس وقت رات کو ان سے ملوں تو انہیں تکلیف ہوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ رات گزار کر صبح کو ملوں چنانچہ غار کے باہر دروازے پر میں نے شب گزاری۔ رات کو انہیں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا۔ اے اللہ لوگ تجھ سے تسخیر کی دعا مانگتے ہیں اور تو نے مخلوق کو ان کا مسخر کر دیا اور وہ اس پر راضی ہو گئے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگوں کو مجھ سے پھیر دے تاکہ کوئی پناہ کی جگہ تیرے سوا مجھے نہ ملے۔ اے رب العالمین۔ میں نے اپنے

نفس سے مخالف ہو کر کہا کہ دیکھ یہ شیخ کس دریا سے اپنا چلو بھر رہے ہیں۔ صبح کے وقت میں نے جا کر سلام کیا۔ لیکن میرا دل خوف سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا جناب کا کیا حال ہے۔ فرمایا رضا و تسلیم کی سردی کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں جیسا کہ تم تدبیر اور اختیار کی گرمی کی شکایت کرتے ہو۔ میں نے کہا تدبیر اور اختیار کی گرمی تو میں جانتا ہوں کیونکہ میں اس میں مبتلا ہوں لیکن رضا و تسلیم کی سردی کیا چیز ہے اور اس کی سردی کا کیوں آپ شکوہ کرتے ہیں۔ فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ رضا و تسلیم کی حلاوت کہیں اس سے غافل نہ کر دے۔ میں نے کہا میں نے آپ کو یہ دعا کرتے سنا کہ کچھ لوگ تجھ سے تسخیر مخلوقات کو مانگتے ہیں اور تو نے انہیں عطا کیا ہے اور وہ اس پر خوش ہوئے انہوں نے مسکرا کر فرمایا اے بیٹے تم جائے مسخر لی کے کن لی کہو۔ تم ہی کہو کہ جب اللہ تمہارا ہو جائے گا تو تمہیں دوسروں کی کیا حاجت ہو گی۔ پھر تم ایسی خطاء کیوں کرتے ہو۔

اللہ تیرا ہو جائے

حکایت (۱۹۰) مؤلف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض مشائخ کے متعلق جو علم و صلاح دونوں کے ساتھ موصوف تھے سنا ہے کہ جب ان سے کوئی شخص دعا کی درخواست کرتا تو فرماتے کان اللہ لك یعنی خدا تیرا ہو جائے۔ یہ کلمہ اگرچہ باعتبار لفظ کے بہت چھوٹا ہے مگر معنی کے اعتبار سے ہر مطلوب کو شامل ہے کیونکہ اللہ جس کا ہو جائے تو اسے محبوب چیز عطا کرے گا اور خوفناک چیزوں سے بچائے گا۔ لیکن قاعدہ یہ ہے کہ جب بندہ اللہ ہی کا ہو رہے تو اللہ بھی بندہ کا ہو تا ہے۔ جیسا کہ اگر کوئی اللہ کو اختیار کرے تو اللہ بھی اسے اختیار کرتا ہے اور جو اللہ سے راضی ہو اللہ بھی اس سے راضی ہوتا ہے۔ ایسے ہی جمیع صفات محمود ہیں جن

سے وہی متصف ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ برگزیدہ فرمائے۔ نفس کی کدورت سے پاک کرے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اس قول سے بچائے جسے ہم نہ کر سکیں اور اصلاح حال کی اور حسن خلق و حسن مآل کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔

اللہ کو یاد کرنے والا اللہ کی یاد کی برکت سے اللہ کو یاد کرتا ہے

حکایت (۱۹۱) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں میں اور شیخ نصر خرا لطی دونوں ایک مقام پر ایک شب رہے۔ آپس میں مذاکرہ علمی ہو رہا تھا۔ شیخ نے کہا اللہ کے ذاکر کو پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے یاد کر رہے ہیں بس برکت اسی کے کہ اللہ اس کو یاد فرماتے ہیں اور وہ اللہ کو یاد کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان کی اس میں مخالفت کی۔ انہوں نے کہا اگر اس وقت خضر ہوتے تو میرے اس قول کی شہادت دیتے۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ناگاہ ایک شخص آسمان و زمین کے درمیان ہمیں نظر آئے اور آکر ہمیں سلام کیا۔ پھر فرمایا۔ سچ کہا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا برکت اس کے کہ خدا تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

حضرت خضر کو علیہ السلام کہنا کیسا ہے

حکایت (۱۹۲) مؤلف فرماتے ہیں حضرت خضر کو علیہ السلام کہنے میں اختلاف ہے اور حضرت خضر ہی پر موقوف نہیں بلکہ جن جن کی نبوت میں اختلاف ہے ان سب کو علیہ السلام کہنے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ انبیا

علیہم السلام اور ملائکہ کے ساتھ مخصوص ہے اور غیروں کے واسطے رضی اللہ عنہ کہنا چاہیے۔ جوازوالے یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ بوجہ اختلاف کے انبیاء کے درجہ سے گھٹے ہوئے ہیں لیکن اولیاء سے ان کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے تو ان کے لیے ایک درمیانی درجہ ہونا چاہیے۔ ایسے ہی ان کے لیے دعا بھی درمیانی ہونی چاہیے پس انبیاء علیہ السلام کے ساتھ مخصوص علیہ الصلوٰۃ اور صحابہ و اولیاء کے ساتھ مخصوص رضی اللہ عنہ ہے اور ان لوگوں کے واسطے علیہ السلام کہا جائے جو بین بین ہیں۔ میرے نزدیک یہ قول مناسب ہے اس میں کوئی نقصان نہیں بلکہ یہ اولیٰ ہے اگرچہ اکثر کے خلاف ہے اور مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں یہ اختلاف مشہور ہے۔ واقفین مذہب اسے جانتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اونٹ نے کلام کیا

حکایت (۱۹۳) شیخ احمد ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اونٹ نے کلام کیا۔ ایک بار میں مکہ معظمہ جا رہا تھا۔ راستہ میں بہت سے بوجھل اونٹ دیکھے جو بوجھ سے لدے ہوئے تھے گردنیں لمبی کیے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ میں نے کہا پاک ہے اللہ جس نے ان پر گرانباری آسان کردی اور انھیں متحمل بنا دیا ہے اسی وقت ایک اونٹ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا۔ کہو "جل اللہ" یعنی اللہ جلال والا ہے میں نے کہا جل اللہ۔

درخت نے کلام کیا

حکایت (۱۹۴) حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار یہ عزم کر لیا کہ حلال کے سوائے کچھ نہ کھاؤں گا۔ چنانچہ میں صحراؤں میں گھومتا تھا

وہاں میں نے ایک انجیر کا درخت دیکھا اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اس سے کچھ کھاؤں، درخت نے پکار کر مجھ سے کہا تو اپنا عہد قائم رکھ اور مجھ سے مت کھا کیونکہ میں ایک یہودی کی ملک ہوں۔

شدت سے بارش ہو گئی

حکایت (۱۹۵) مؤلف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شہر میں ایک بزرگ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہمارے یہاں بارش نہ ہوئی اور پانی کی بہت قلت ہو گئی لوگ بہت پریشان ہوئے۔ ہم میں سے ایک آدمی پانی خریدنے گیا اور بڑی گراں قیمت پر خریدا۔ راستہ میں اس کی ایک فقیر سے ملاقات ہوئی جسے وہ نہیں پہچانتا تھا اس نے فقیر سے کہا تم ہماری مصیبت نہیں دیکھتے ہو۔ ہمارے لیے دعا کرو۔ انہوں نے کہا کس چیز کے لیے دعا کروں۔ میں نے کہا بارش کے لیے فوراً اس کا رنگ سرخ ہو گیا اور ایک ساعت خاموش رہا۔ پھر ایک چیخ ماری اور مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ شخص کہتا ہے میں اپنے گھر پہنچنے نہیں پایا تھا اور پانی خریدا ہوا گھر میں رکھنے نہیں پایا تھا کہ بڑی شدت کی بارش ہوئی جس سے سیلاب جاری ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ۔

کرامات اولیاء کی حقیقت

حکایت (۱۹۶) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پہلے تحقیق کر چکا ہوں کہ کرامات اولیاء امت کے آثار معجزات نبی ﷺ سے ہیں اور معجزات کا تتمہ ہیں اور یہ کرامات دریائے نبوت کے چشمے ہیں جو تمام اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی وجاہت سے استسقاء کرنے میں آپ کے چچا ابو طالب کا شعر ہے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتمی عصمة للأرامل

(ترجمہ) وہ گورے چہرے والے ہیں ان کے چہرے کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کے سرپرست بیواؤں کے محافظ ہیں۔

ایک درہم کی برکت

حکایت (۱۹۷) ابی عمرو ز جاجی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جنید کے پاس حاضر ہوا۔ میرا ارادہ سفر حج کو جانے کا تھا۔ آپ نے مجھے ایک صحیح درہم عطا فرمایا۔ میں نے لے کر اپنی کمر میں باندھ لیا۔ سفر میں جہاں کہیں پہنچا وہیں میرا ایسا اچھا سامان ہو گیا کہ مجھے اس درہم کے خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہوئی۔ جب میں حج سے فارغ ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلایا اور فرمایا لاؤ ہمارا درہم۔ میں نے وہ درہم ان کے حوالہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی مہر کیسی تھی میں نے کہا نافذ تھی۔

درندوں کی کوٹھڑی

حکایت (۱۹۸) ابو نصر سراج فرماتے ہیں کہ ہم شہر تستر میں پہنچے تو ہم نے سہل بن عبداللہ کے گھر میں ایک کوٹھڑی دیکھی جسے لوگ بیت السباع یعنی درندوں کی کوٹھڑی کہتے تھے۔ ہم نے لوگوں سے اس کی وجہ تسمیہ دریافت کی۔ کہنے لگے کہ حضرت سہل کے پاس درندے آتے تھے تو آپ انہیں اسی کوٹھڑی میں رکھتے تھے اور ان کی گوشت وغیرہ سے مہمانی کیا کرتے تھے۔ ابو نصر فرماتے ہیں کہ اہل تستر سب ہی اس پر متفق تھے۔ کوئی انکار نہیں کرتا تھا۔ حالانکہ وہ جم غفیر ہیں۔

منکرین کرامات کا جواب

حکایت (۱۹۹) مروی ہے کہ اہل رحبہ اکثر کرامات اولیاء کا انکار کرتے تھے۔ ایک دن شیخ جاہد رحبی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر سوار ہو کر شہر رحبہ کے اندر آ گئے اور فرمایا بلاؤ ان لوگوں کو جو کرامات اولیاء کے منکر ہیں جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو اپنی زبان انکار سے روکی۔

شیر کی پشت پر لکڑیاں

حکایت (۲۰۰) میں کہتا ہوں کہ شیخ ابو الغیث یمنی ابتدائی زمانہ میں لکڑی کاٹنے جنگل میں گئے۔ شیر نے ان کے گدھے کو پھاڑ ڈالا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ جب تو نے میرا گدھا پھاڑ کھایا ہے تو لامحالہ تیری پشت پر لکڑیاں لادی جائیں گی۔ چنانچہ شیر کی پشت پر لکڑیاں لاد کر شہر کے دروازہ تک لے آئے۔ پھر اسے چھوڑا اور کہا چلا جا۔

رزق کا اللہ ضامن ہے

حکایت (۲۰۱) حضرت ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ ہمارے پاس کوئی چیز افطار کے لیے نہ تھی نہ کوئی صورت تھی۔ حضرت نے مجھے غمگین دیکھ کر فرمایا اے ابن بشار اللہ تعالیٰ نے فقراء و مساکین پر کس قدر نعمت و راحت نازل فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں انہیں چین ہے۔ ان سے قیامت کے دن نہ زکوٰۃ کا سوال ہوگا نہ حج کا نہ صدقہ کا نہ صلہ رحمی کا نہ مواساۃ کا بلکہ ان مسکین امیروں سے سارے سوالات ہوں گے۔ پھر فرمایا یہ دنیا کے امیر آخرت میں مسکین ہوں گے یہ دنیا کے عزت مند آخرت میں ذلیل ہوں گے۔ تم فکر و غم نہ کرو اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے تمہارے پاس

عنقریب پہنچے گا۔ ہم ان امراے دنیا کے بادشاہ ہیں دنیا و آخرت میں ہمیں پوری خوشی ہوتی ہے۔ تم رنج و غم نہ کرو اور اس کی پرواہ نہ کرو کہ صبح ہماری کس حالت میں ہوئی شام کس حالت میں ہوئی جبکہ ہم خدا کی اطاعت میں کوتاہی نہ کریں تو سب طرح آرام ہے۔ یہ کہہ کر وہ اپنی نماز میں مشغول ہو گئے اور میں اپنی نماز میں مشغول ہو گیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک شخص آٹھ روٹیاں اور بہت سا خرما لے آیا اور ہمارے سامنے رکھ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ اسے کھالو خدا تم پر رحم کرے۔ حضرت نے سلام پھیر کے فرمایا اے مغموم لے اب کھالے اتنے میں ایک سائل وہاں سے یہ کہتا ہو گذرا کہ مجھے کچھ خدا کے لیے کھلا دو۔ آپ نے تین روٹیاں اور کچھ خرما اسے دیا اور تین روٹیاں اور کچھ خرما مجھے دیا اور دو روٹیاں آپ کھائیں اور فرمایا مواساۃ مومنین کے اخلاق میں سے ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

اخی نحن واللہ الملوک حقیقۃ   لنا الملک فی الدارین والعز والغنا
تولی و نعزل والملوک جمیعھم   لنا خدم والذل یجزون والعنا

(ترجمہ) اے بھائی ہم ہیں بادشاہ فی الحقیقت، ہمارے ہی لیے ملک ہے دنیا و آخرت میں، اور عزت اور غنا ہے۔ ہم جسے چاہتے ہیں والی کرتے ہیں اور معزول کر دیتے ہیں اور سارے بادشاہ ہمارے خادم ہیں جنہیں ذلت و تکلیف کی جزا ملتی ہے۔

صدقہ کے عوض اپنے نفس کی آزادی

حکایت (۲۰۲) مروی ہے کہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے چار مرتبہ چالیس ہزار درہم میں اللہ تعالیٰ سے اپنے نفس کو خرید ا۔ پھر اور دس ہزار درہم نکالے اور کہا اے اللہ میں نے اپنا نفس ان کے عوض تجھ سے خریدا پھر اور دس ہزار درہم نکالے اور کہا الٰہی اگر تو نے وہ بیع قبول کر

لی ہے تو یہ اس کا شکریہ ہے۔ پھر تیسری بار دس ہزار درہم نکالے اور کہا الٰہی اگر تو نے پہلے اور دوسرے درہم نہیں مقبول کیے تو انہیں قبول کرلے پھر دس ہزار درہم چوتھی مرتبہ نکالے اور کہا الٰہی اگر تو نے تیسری مرتبہ کو قبول کرلیا ہے تو یہ اس کا شکریہ ہے۔

قحط سالی میں حبیب عجمیؒ کی سخاوت

حکایت (۲۰۳) مروی ہے کہ ایک مرتبہ قحط سالی ہوئی حضرت حبیب عجمی نے اناج خرید کر فقراء اور مساکین پر تقسیم کیا۔ پھر تھیلیاں سی کر سرہانے رکھ کر سو گئے اور اللہ سے دعا کی۔ جب اناج والے آپ سے تقاضا کرنے آئے تو آپ نے وہ تھیلیاں نکالیں تو دراہم سے بھری تھیں انہیں تولا گیا تو ان لوگوں کے حقوق کے برابر ہی تھیں۔ آپ نے ان کے حوالہ کردیا کہ لے جاؤ۔

گوندھا ہوا آٹا صدقہ کردیا

حکایت (۲۰۴) مروی ہے کہ ایک بار سائل آیا آپ کی بیوی آٹا گوندھ کر آگ لینے گئی تھیں۔ تاکہ روٹی پکاویں آپ نے سائل سے کہا آٹا لے جاوہ لے گیا جب بیوی صاحبہ آگ لائیں اور آٹا دریافت کرنے لگیں تو آپ نے فرمایا وہ روٹی پکانے لے گئے۔ جب بہت پوچھا تو آپ نے واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ ہمیں بھی تو کچھ کھانے کو چاہیے اتنے میں ایک شخص ایک بڑا پیالہ روٹی اور گوشت کا بھرا ہوا لے آیا بیوی صاحبہ سے کہا کس قدر جلدی تمہیں پھیر دیا گیا۔ روٹی بھی پکی پکائی اور گوشت کا اضافہ کیا گیا رضی اللہ عنہ وتعنہا۔ میں کہتا ہوں آگے کی حکایت میں بھی ایسا ہی واقعہ آئے گا۔

رزق کا اللہ ضامن ہے

حکایت (۲۰۵) مؤلف فرماتے ہیں کہ ہم ایک جماعت جو اتفاقاً جمع ہو گئے تھے سفر میں تھے ایک دن ایک قریہ میں اترے ایک شخص جاکر گاؤں سے دیگچی مانگ لایا۔ اس میں حلوا پکا کر سب نے کھایا۔ ہم میں سے ایک شخص غائب ہو گیا تھا اسے نہیں بلایا گیا اس کے پاس تھوڑا سا آٹا تھا اسے کوئی دوست یا محسن نہ ملا جو آٹا پکا دیتا اس نے آٹے کو سارے گاؤں میں پھرایا۔ شاید کوئی پکا دے مگر کسی نے نہ مانا۔ اسی اثنا میں اسے راستہ میں ضعیف نابینا ملا جسے لطف خفی جاننا چاہئے اور حکمت الٰہی نے بلسان حال ندا دی کہ یہ آٹا اس ضعیف کے رزق کا ہے۔ اور تیرا رزق پھر پہنچے گا۔ اس نے آٹا اس ضعیف کے حوالہ کیا اور اپنے رفقاء میں آ کر بغیر کھانے کے بیٹھ گیا وہ غیب کی حالت سے بے خبر تھا اور حق تعالیٰ نے اس کے واسطے آدمی مقرر کر دیا تھا چنانچہ ایک آدمی نے آکر سارے رفقاء کے درمیان سے اسی کو بلایا اور لے جا کر ثرید سے اس کی دعوت کی اور عمدہ گوشت کھلایا جس سے خوب طاقتور ہو گیا اور چلنے پر بڑی قوت پیدا ہو گئی۔ اللہ پاک بڑا ہی لطف و کرم والا خبردار ہے۔ اے نفس بے صبر ضعیف الیقین کیا اس سچے اور ظاہر وعدہ کی تصدیق نہیں کرتا تجھ پر افسوس ہے کہ ایسے معتبر ضامن کی ضمانت پر اعتبار نہیں کرتا تجھے اس سب سے بڑے سچے کے قول کا یقین نہیں ہوتا کہ فرماتا ہے ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین یعنی اللہ ہی رزاق اور مضبوط طاقت والا ہے۔ اور فرمایا وما من دابۃ فی الارض الاعلی اللہ رزقھا یعنی جتنے جاندار زمین پر ہیں سب کا رزق اللہ ہی پر ہے۔ اور فرماتے ہیں وما انفقتم من شیء فھو یخلفہ وھو خیر الرازقین یعنی جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا بدل عطا فرماتا

ہے اور وہ سب سے اچھا رزاق ہے اور ایک جگہ فرمایا وفی السماء رزقکم وما توعدون تمہارا رزق اور جس کا تم وعدہ کیے گئے ہو آسمان پر ہے اس کے بعد حضرت رب العالمین نے ایک بہت ہی بڑی قسم کھائی، حالانکہ اس کا قول حق اور وعدہ سچا ہے جس کو قسم کی حاجت نہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے فورب السماء والارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون یعنی قسم ہے پروردگار آسمان اور زمین کی یہ سچ ہے جیسا کہ تم بات چیت کرتے ہو۔

انسان کے لئے اللہ کی قدر دانی کا اندازہ

حکایت (۲۰۶) اے نفس تو نہیں جانتا کہ اس کا لطف خفی بندوں پر ہر جگہ فیضان اور بخشش کا کفیل ہے اور اس کے خزانہ رحمت سے ارزاق کے بوجھ لادے جاتے ہیں۔ اے انسان اس کی قدرت قدیم نے لطف و کرم کی لگام سے تجھے کھینچا تو تو کنج عدم سے میدان وجود میں آیا۔ پھر عالم وجود میں اس کے فیضان جود سے حالات متغیر ہوتے ہوتے مقربین بارگاہ کے درجہ تک پہنچا اور اس برکت کی جگہ تو نے قیام کیا اور تیرے لیے بڑے الطاف سے توفیق کے تحفے اور ہدیے بھیجے۔ پھر اس توفیق سے جو عبادت ہوئی اسے خدام قدرت نے بارگاہ عزت میں پہنچایا اور اس کی وجہ سے بڑے مراتب عالیہ اور معارف غالیہ کا تو مظہر بنا اور ان نعمتوں کے ساتھ اللہ ہی نے جسے چاہا مخصوص کیا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اللہ بڑے فضل والا ہے اور زبان حال اسی وقت یوں گویا ہوئی۔

تبارك من نعم الوجود وبجوده	ومن فيض الفضل للخلق يغمر
ومن خص اهل القرب صفوة خلقه	لفضل عظيم وصفه ليس يقدر
فللقوم اعلام الولايات علت	بمجد وخلعات الكرامات تزهر

(ترجمہ) اللہ بڑی برکت والا ہے جس کا انعام ساری خلق کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس کے دریائے فیض و کرم میں مخلوقات ڈوبی ہوئی ہیں اسی نے مقربین کو مخلوقات میں سے اس فضل عظیم کے ساتھ ممتاز بنایا جس کا بیان کرنا قدرت سے باہر ہے۔ ان لوگوں کے لیے ولایت کے جھنڈے بلند کر دیے گئے اور کرامات کے طلعت ظاہر ہو کر چمک رہے ہیں۔

اولیاء کے رزق کا انتظام یوں بھی ہوتا ہے

حکایت (۲۰۷) ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں تھا وہاں میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ تین دن تک خاموش رہا۔ نہ کھایا نہ پیا نہ کہیں حرکت کی۔ میں اس کی تاک میں تھا اور میں نے اس کے ساتھ اپنے سارے کام چھوڑ کر صبر کیا لیکن میں عاجز آگیا۔ پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کھاؤ گے اس نے کہا گرم روٹی اور کباب میں نے مسجد سے نکل کر دن بھر اس کی تلاش میں تکلیف اٹھائی مگر میسر نہ ہوا۔ آخر تھک کر دروازہ مسجد کا بند کر کے بیٹھا رہا۔ کچھ رات گذری تھی کہ ایک شخص نے دروزاہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دروزاہ کھولا تو ایک شخص گرم روٹی اور کباب لیے دروازہ پر کھڑا تھا میں نے وجہ پوچھی اس نے کہا مجھ سے بچوں نے یہ لینا چاہا۔ آپس میں جھگڑا ہو گیا اور میں نے قسم کھائی یہ ہم میں کوئی نہیں کھائے گا یہ مسجد والے کھائیں گے۔ میں نے کہا الٰہی جب آپ اس فقیر کو یہی کھلانا چاہتے تھے تو مجھے دن بھر کیوں پریشان کیا۔

اللہ پر اعتماد

حکایت (۲۰۸) حکایت ہے کہ ایک عابد کسی مسجد میں معتکف ہوئے

ان کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا۔ امام نے ان سے کہا اگر تم کسب کرتے تو بہتر تھا۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ امام نے تین مرتبہ یہی بات کہی۔ چوتھی مرتبہ پر فرمایا مسجد کے قریب جو یہودی رہتا ہے اس نے میرے لیے ہر روز کی دو روٹیاں مقرر کر دی ہیں۔ امام نے کہا اگر تو سچا ہو تو مسجد میں بیٹھا رہنا ہی میرے لیے مناسب ہے عابد نے فرمایا اے شخص اگر تو باوجود نقص فی التوحید کے امام نہ بنتا تو اچھا تھا کہ لوگوں کا پیشوا اللہ کے سامنے بنتا تیرے لائق نہیں ہے کہ ایک یہودی کی حفاظت کو اللہ کی ضمانت پر ترجیح دیتا ہے۔ اس مضمون میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کچھ اشعار مروی ہیں۔

اتطلب رزق اللّٰہ من عند غیرہ   وتصبح من خوف العواقب امنا
وترضی بصراف وان کان مشرکا   ضمینا ولا ترضی بربک ضامنا

(ترجمہ) کیا تو اللہ کے رزق کو غیر سے طلب کرتا ہے اور غیر کے بھروسے پر انجام و عواقب سے مامون رہتا ہے۔ تو صراف مشرک کی ضمانت پر راضی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر راضی نہیں ہوتا۔

عہد الست میں اولیاء کی پسند

حکایت (۲۰۹) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے جب مخلوقات کو روز ازل میں ظاہر فرمایا تو ہر ایک کے سامنے صنعتیں اور پیشے بھی ظاہر فرمائے ہر ایک نے کسی صنعت کو پسند کیا۔ پھر جب انہیں عالم دنیا میں پیدا کیا تو ہر ایک کے دل و زبان پر وہی جاری فرمایا جس کو انہوں نے پسند کیا تھا۔ اور ایک جماعت ان میں سے الگ ہو گئی، جس نے کوئی چیز پسند نہ کی انہیں بھی حکم ہوا کہ تم بھی کچھ پسند کرو۔ انہوں نے کہا ہم نے جو چیزیں دیکھیں ان میں کوئی ہمارے پسند نہ آئی۔

پھر ان پر مقامات عبادت کا انکشار فرمایا گیا۔ انہوں نے کہا اے ہمارے مالک ہم نے تیری خدمت پسند کی۔ ارشاد ہوا اپنی عزت و جلال کی قسم میں ان سب کو تمہارا تابع اور خادم بناؤں گا اور قسم ہے میری عزت و جلال کی، قیامت کے دن تم کو تمہارے چاہنے والے اور خدمت کرنے والوں کا شفیع بناؤں گا۔ اس بارہ میں ایک قائل کے چند شعر ہیں۔

شیخ تشاغل قوم بدنیا هم وقوم تخلو لمولاهم
فالزمهم باب مرضاته وعن سائرالخلق اغناهم
یصفون باللیل اقدامهم وعین المهیمن ترعاهم
فمایعرفون سوی حبه وطاعته طول محیاهم
فطوبی لهم ثم طوبی لهم وطوبی لهم ثم طوبی لهم

(ترجمہ) ایک قوم اپنی دنیا میں مصروف ہوئی اور ایک قوم اپنے مولیٰ کی طرف مشغول ہوئی پس انہیں خدائے تعالیٰ نے اپنے رضا کے دروازہ پر ثابت قدم رکھا۔ اب ساری مخلوقات سے انہیں بے پروا کر دیا۔ راتوں کو ان کے پاؤں سیدھے کھڑے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی چشم عنایت ان کی حفاظت کرتی ہے۔ وہ لوگ نہیں جانتے سوائے اس کی محبت اور اطاعت کے زندگی بھر۔ ان کے لیے مبارکبادی ہے۔ پھر مبارکبادی ہے ان کے لیے پھر مبارکبادی ہے۔

طلب رزق میں اولیاء کی شان

حکایت (۲۱۰) نقل ہے کہ ایک جماعت ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا ہم رزق طلب کریں۔ آپ نے فرمایا اگر معلوم ہو کہ تمہارا رزق کہاں ہے تو ضرور طلب کرو انہوں نے کہا تو پھر ہم اللہ سے سوال کریں۔ فرمایا اگر تم یہ جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو

بھول گیا ہے تو یاد دلاؤ۔ انہوں نے کہا اپنے گھروں میں بیٹھ کر اللہ پر توکل کریں فرمایا اللہ کے معاملہ کا تجربہ کرنا، اس کی قدرت میں شک کرنا ہے۔ انہوں نے کہا پھر کیا حیلہ کیا جائے۔ فرمایا حیلہ یہی ہے کہ حیلہ کو چھوڑ دیا جائے۔

طالب رزق کیلئے غیب کی تختی پر تنبیہ

حکایت (۲۱۱) حکایت ہے کہ ایک مرید طلب رزق کے لیے نکلے اور کوشش کرتے کرتے تھک گئے۔ آخر ایک ویرانہ نظر پڑا وہاں آرام کی غرض سے بیٹھ گئے۔ اتفاقاً دیواروں کو دیکھ رہے تھے۔ ناگاہ ایک تختی سبز سنگ مرمر کی نظر پڑی اور اس پر سفید خط سے یہ ابیات تحریر کئے گئے تھے۔

لما رأيتك جالسا مستقبلا — ايقنت انك للهموم قرين
مالايكون فلايكون بحيلة — ابدا وما هو كائن سيكون
سيكون ماهو كائن فى وقته — واخوالجها لة متعب محزون
فلعل ماتخشاه ليس بكائن — ولعل ماترجوه سوف يكون
يسعى الحريص فلاينال بحرصه — حظا ويحظى عاجز و مهين
فارقض لها وتعرض اثوابها — انكان عندك للقضاء يقين
هون عليك وكن بربك واثقا — فاخوالتوكل شانه التهوين
طرح الاذى عن نفسه فى رزقه — لما تيقن انه مضمون

(ترجمہ) جب میں نے تجھ کو اپنی طرف متوجہ بیٹھا دیکھا یقین ہو گیا کہ تو قرین رنج و غم ہو رہا ہے۔ جو بات نہیں ہونے والی ہے وہ کسی حیلہ سے کبھی نہ ہو گی اور جو ہونے والی ہے وہ عنقریب ہو جائے گی۔ جو چیز ہونے والی ہے وہ اپنے وقت پر ہو جائے گی اور نادان بیکار تھکتا اور غم کھاتا ہے۔ ممکن ہے جس سے تو ڈرتا ہے کبھی واقع نہ ہو اور ہو سکتا ہے جس کی تجھے امید

ہے وہی ہو جائے۔ حریص کوشش کرتا ہے اور اس کو حرص سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور عاجز و ضعیف حصہ لیتا ہے۔ فکر کو چھوڑ دے اور فکر کے لباس سے ننگا ہو جا اگر تجھے قضاو قدر کا کچھ یقین ہے۔ بےفکر رہ اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کر کیونکہ متوکل کی شان بےفکر رہنا ہے۔ متوکل روزی کی مشقت کو چھوڑ دیتا ہے کیونکہ اسے یقین ہو گیا ہے کہ رزق کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لے لیا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ پڑھ کر وہ شخص اپنے گھر واپس لوٹا اور اس کے بعد رزق کی فکر نہ کی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور نقل ہے کہ ابویزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی مسجد میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی سلام پھیر کر امام صاحب نے پوچھا اے ابویزید کہاں سے کھاتے ہو۔ حضرت نے فرمایا ذرا ٹھہر جا۔ تیرے پیچھے جو نماز پڑھی ہے اسے لوٹا لوں کیونکہ تجھے مخلوق کے رازق ہی میں شک ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے جو رزق کے مالک کو نہیں جانتا نماز جائز نہیں ہے۔

نیک سیرت لڑکی

حکایت (۲۱۴) حضرت عبداللہ بن شجاع صوفی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنے سیاحت کے زمانہ میں مصر میں قیام پذیر تھا۔ وہاں مجھے نکاح کی ضرورت ہوئی میں نے اپنے دوستوں سے ذکر کیا ان لوگوں نے کہا یہاں ایک عورت صوفیہ ہے اس کی لڑکی قریب البلوغ ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو نکاح کا پیام دیا اور اس کے ساتھ میرا نکاح ہو گیا۔ جب میں اس کے پاس داخل ہوا تو وہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کر رہی تھی، مجھے شرم آئی کہ ایسی کم سن لڑکی تو نماز پڑھے اور میں نہ پڑھوں۔ میں نے بھی قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا شروع کی

اور جتنا مجھ سے ہو سکا ادا کیا اس کے بعد میری آنکھ لگ گئی اور میں اپنے مصلے پر لیٹ گیا اور وہ بھی اپنے مصلے پر سو گئی دوسرے دن بھی یہ واقعہ پیش آیا۔ جب بہت دنوں تک یہی حالت رہی تو ایک دن میں نے اس سے کہا اے لڑکی ہمارے اس اجتماع کا کوئی مقصود بھی ہے اس نے جواب دیا میں اپنے مولا کی خدمت میں ہوں، لیکن جس کا مجھ پر حق ہے اسے میں منع بھی نہیں کرتی مجھے اس کی باتوں سے شرم آئی اور اسی گذشتہ طریقہ میں ایک مہینہ گذارا۔ پھر میرا قصد سفر کا ہوا میں نے کہا اے بیوی اس نے کہا لبیک۔ میں نے کہا میرا سفر کا ارادہ ہے۔ کہنے لگی تم عافیت کے ساتھ رہو اور خدا تم کو مکروہات سے سلامت رکھے اور مقصود عطا کرے۔ جب میں دروازہ تک پہنچا تو وہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے میرے سردار ہمارے درمیان دنیا میں ایک عہد تھا جو پورا نہ ہو سکا۔ ممکن ہے ان شاء اللہ جنت میں پورا ہو گا۔ پھر کہا میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتی ہوں وہی سب سے بہتر امانت دار ہے چنانچہ اس سے وداع ہو کر چلا گیا۔ پھر دو سال کے بعد میں نے اس کی حالت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے زیادہ عبادت وریاضت میں مشغول ہے۔ رضی اللہ عنہا۔

ایک فقیر سے مروی ہے کہ ان کی بیوی اولیاء میں سے تھیں۔ جب ان پر کوئی حالت طاری ہوتی تھی تو میں ان پر دست اندازی نہیں کر سکتا تھا اور ان کی شدت ہیبت اور قوت حال کی وجہ سے اپنی حاجت روائی نہیں کر سکتا تھا اور اس وقت وہ کہتی تھیں کہ ہم میں عورت کون ہے اور مرد کون ہے اور جب ان کا حال زائل ہو جاتا تو میں قادر ہوتا تھا اور اپنی ضرورت پوری کرتا تھا۔ رضی اللہ عنہما و عن جمیع الاولیاء۔

اس منزل پر اہل دل ہی پہنچتے ہیں

حکایت (۲۱۳) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ کوہ لبنان میں میری ایک عابدہ عورت سے ملاقات ہوئی وہ پرانی مشک کی طرح سوکھی ہوئی تھی گویا کہ قبر سے نکلی ہوئی چلی آ رہی ہے اور بڑی عبادت اور مجاہدہ والی تھی ویسی میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ میں نے کہا تمہارا وطن کون سا ہے کہا میرا کوئی وطن نہیں ہے سوائے دوزخ کے مگر یہ کہ حق تعالیٰ عزیز و غفار مغفرت کرے میں نے کہا تم پر خدا رحم کرے مجھے کچھ وصیت اور نصیحت کرو۔ فرمایا کتاب اللہ کو خوان نعمت بناؤ اور اس کے وعدے و وعید کی صحبت اختیار کرو اور نیک ارادوں کے پورا کرنے کے لیے دامن اٹھا کر تیار ہو جاؤ اور بیہودہ لوگوں کی جھوٹی امیدوں کو ترک کر دو جس کا کوئی وجود نہیں ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ قسم ہے اللہ کی اس منزل پر وہی لوگ پہنچتے ہیں جو اہل دل ہیں اور اس سے آگے وہی لوگ پہنچتے ہیں جو مجاہد ہیں اے بھائی اپنے نفس کے واسطے جو کچھ حاصل کرنا ممکن ہو حاصل کر لے تو ہی مطلوب ہے عقلمند بن جا۔ میں نے کہا میرے واسطے دعا کیجئے۔ تو اس نے اللہ کی حمد کی اس طور سے کہ میں نے کبھی نہ سنی تھی اور اسی طرح درود بھی ایسا پڑھا جسے میں نے کبھی نہ سنا تھا۔ پھر ایک اچھی دعا کی۔ رضی اللہ عنہا۔

جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں

حکایت (۲۱۴) حضرت ذوالنون ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ساحل شام میں ایک عورت دیکھی۔ میں نے کہا تم کہاں سے آ رہی ہو۔ کہنے لگی ان لوگوں کے پاس سے آ رہی ہوں جن کے پہلو بستروں

سے الگ رہتے ہیں میں نے کہا کہاں جا رہی ہو۔ کہاان لوگوں کے پاس جن کو تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے باز نہیں رکھ سکتیں۔ میں نے کہاان لوگوں کے کچھ اوصاف بیان کرو تو اس نے چند اشعار پڑھے۔

قوم هموهم بالله قد علقت ... فما لهم همم تسمو الى احد
فمطلب القوم مولا هم سيدهم ... ياحسن مطلبهم للواحد الصمد
وان ينازعهم دنيا ولاشرف ... من المطاعم واللذات والولد
ولا للباس لثوب فائق انق ... ولالروح سرور حل فى بلد
فهم رهائن غدران واودية ... وفى الشوغ تلقاهم مع العدد

(ترجمہ) وہ ایسی قوم ہے کہ ان کی ہمتیں اللہ ہی کے ساتھ معلق ہیں ان کی کوئی خواہش کسی اور کے یہاں نہیں پہنچتی۔ اس قوم کا مقصود اپنا مولا اور مالک ہے۔ اللہ واحد اور صمد ان کا مطلوب ہے کیا ہی اچھا مطلوب ہے۔ ان سے کوئی منازعت نہیں کر سکتا۔ دنیا نہ شرافت نہ طعام ولذائذ واولاد وغیرہ۔ لباس عمدہ اعلیٰ ترین کپڑے کا نہ انہیں کسی شہر کی سکونت سے روحانی مسرت ہوتی ہے۔ وہ چشموں اور جنگلوں میں رہتے ہیں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر جماعت کے ساتھ ملتے ہیں۔

خاموش گوشہ نشینی اور گذارہ کی روزی

حکایت (۲۱۵) حضرت ذوالنون ؒ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ساحل سمندر پر گذر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی کھلے سر زرد چہرہ چلی آرہی ہے میں نے کہا اے لڑکی اپنے سر پر دوپٹہ اوڑھ لے۔ اس نے کہا ایسے منہ پر جس پر ذلت برستی ہے دوپٹہ کی کیا ضرورت ہے پھر کہا اے بیہودہ میرے پاس سے ہٹ جا۔ شب گذشتہ میں نے جام محبت الٰہی نوش کیا جس سے رات بھر طرب میں گذری اور اس کی مستی میں میں نے صبح

کی ہے۔ میں نے کہا اے لڑکی مجھے کچھ نصیحت کر کہا اے ذوالنون خاموش گوشہ نشینی اور قوت لایموت پر رضامندی اختیار کر و یہاں تک کہ موت آئے رضی اللہ عنہا۔

دوزخ میں جلنے والی آنکھوں کی مجھے ضرورت نہیں

حکایت (۲۱۶) حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے داؤد علیہ السلام کے محراب میں ایک بڑھیا دیکھی جس کی آنکھیں جاتی رہی تھیں اور ایک اون کی کرتی پہنے ہوئے تھی اور نماز پڑھتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نماز چھوڑ کر اسے کھڑا دیکھتا رہا۔ جب نماز پڑھ چکی تو اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ اشعار پڑھے۔

انت لی وعصمتی فی حیاتی انت ذخری وعمدتی فی مماتی
یاعلیما بما اکن و اخفی وبما فی بواطن الخطرات
لیس لی مالک سواک فارجو لدفع العظائم الموبقات

(ترجمہ) تو ہی میرا مقصود اور میرا زندگی میں حفاظت کرنے والا ہے اور تو ہی میرا ذخیرہ اور اچھا سنبھالنے والا ہے۔ آخرت میں اے ہر مخفی اور پوشیدہ کے جاننے والے اور دل کے خطرات باطن کے پہچاننے والے۔ میرا تیرے سوا کوئی مالک نہیں ہے کہ امید کروں میں اس سے بڑے بڑے مصائب کے دفع کی۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے سلام کیا اور پوچھا تمہاری آنکھیں کیوں جاتی رہیں کہا میری گریہ وزاری سے جو میں نے اللہ کی نافرمانی اور مخالفت سے نادم ہو کر اور اس کے ذکر میں تقصیر کے سبب کی تھی۔ اگر مجھ سے عفو کیا گیا تو آخرت میں اس سے اچھی آنکھیں مل جائیں گی اور اگر نہ مغفرت

کرے تو دوزخ میں جلنے والی آنکھوں کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ میں اس پر رحم کھا کر رونے لگا۔ پھر اس نے کہا اے صالح مجھے اپنے مولیٰ کا کچھ کلام سنانے سے تجھے انکار تو نہیں ہے۔ قسم ہے اس کی عزت کی مجھے بہت دنوں سے اس کا شوق ہے۔ میں نے یہ آیت پڑھی وماقدروا اللہ حق قدرہ الآیۃ کہا اے صالح کون اس کا حق خدمت ادا کر سکتا ہے پھر ایسی چیخ ماری کہ سننے والوں کا جگر ٹکڑے ہو گیا اور منہ کے بل زمین پر گر پڑی۔ دیکھا گیا تو دنیا سے انتقال کر چکی تھیں حضرت صالح فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد اسے خواب میں دیکھا وہ بہت اچھی حالت میں تھی میں نے اس کی حالت دریافت کی۔ کہا جب میں مر گئی تو اللہ نے مجھے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا مبارک آمد ہوئی اس کی جس کو کوتاہی خدمت کے افسوس نے قتل کیا۔ پھر یہ اشعار پڑھتی ہوئی لوٹ گئی۔

جادلی بالذی اؤمل منہ   فی حیاتی بکل ما ارتجیہ

فی نعیم ولذۃ وسرور   ابدا عندہ اخلد فیہ

(ترجمہ) میرے ساتھ وہی احسان کیا جس کی امید تھی اور ہر ایک مرغوب و مامول مجھے عطا فرمایا جو نعمت اور لذت اور سرور میں ہمیشہ اسی میں ہوں۔ رضی اللہ عنہا۔

روحانی انعامات کی طاقت

حکایت (۲۱۷) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ علی عکروری جو قرافہ میں مدفون ہیں فرماتے تھے کہ وہ ایک مرتبہ مجلس سماع میں حاضر ہوئے اور ان پر وجد طاری ہوا اور بڑی دیر تک یہ دیکھتے رہے کہ چند نہریں شراب کی جاری ہیں اور انہیں ان سے پلایا جاتا ہے اور وہ سیر نہیں ہوتے۔ اور وہ شراب بھی دنیا کی نہیں ہے اور یہ حالت بیداری میں

ہوا اس کے بعد ایک نور نظر آیا جب انہیں وہ شراب پلائی جاتی تھی تو وہ
قوت پیدا ہوتی تھی کہ سات قوی آدمی ان کو نہ روک سکتے تھے اور اپنے
آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتے تھے پھر جب نور دیکھا تو ضعیف ہو گئے مجھ
سے دریافت کیا کہ ان دونوں حالتوں میں کون سی حالت بہتر ہے میں نے
کہا یہ ایسی بات ہے جہاں میرا خیال نہیں پہنچا میں اس میں کیوں کر کلام
کروں قصے میں نہیں جانتا۔ بعض بزرگوں کا قول ہے۔

سقوني وقالوا لاتغن ولو سقوا جبال حنين ماسقوني تغنت

(ترجمہ) مجھے شراب بہت پلا کر کہنے لگے کہ گا ئیو مت یعنی مستی کے
جوش میں گانا شروع نہ کیجیو۔ حالانکہ حنین کے پہاڑوں کو اگر وہ چیز پلائی
جاتی جو میں نے پی ہے تو وہ بھی جوش مستی میں گانے لگتے۔

معرفت افضل ہے یا محبت

میں کہتا ہوں کہ رویت نور علامت معرفت کی ہے اور شراب (خمر)
علامت محبت کی ہے اور اکثر کے نزدیک مرتبہ معرفت کا مرتبہ محبت سے
افضل ہے اور یہ اکثر شیوخ اہل تحقیق کا مذہب ہے اور حضرت میمون
فرماتے ہیں کہ محبّ محبت میں افضل ہیں اور فرمایا کہ عشاق شرف دنیا اور
آخرت دونوں کو لے گئے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے المرء مع
من احب یعنی آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا اور بعض عارفوں نے کہا
ہے کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ لذت میں ہلاکت ہو جائے اور معرفت
کی حقیقت یہ ہے کہ حیرت کے ساتھ مشاہدہ اور ہیبت میں فنا ہو جائے اور
حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا محب اگر خاموش رہے تو ہلاک
ہو جائے اور عارف اگر خاموش نہ رہے تو ہلاک ہو جائے اور حضرت ابو
یزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ عارف اڑنے والا ہے اور زاہد چلنے والا اور شیخ

ابو عبداللہ قرشی فرماتے ہیں کہ حقیقت محبت کی یہ ہے کہ بالکل اپنے آپ کو محبوب کے سپرد کر دے اور تیرا اپنے نفس میں کوئی حق نہ رہے۔

نفس کی بیماری کب خود ہی علاج بنتی ہے

حکایت (۲۱۸) حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا ایک روز مجھے بد خوابی ہوئی میں اپنا وظیفہ پورا کرنے کے قصد سے کھڑا ہوا تو اس میں ہمیشہ کی طرح حلاوت نہ پائی۔ پھر سونے کا قصد کیا نیند نہ آئی اٹھ بیٹھا تو بیٹھا بھی نہ گیا۔ دروازہ کھول کر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص اپنی عبا میں لپٹے ہوئے راستہ میں پڑے ہیں۔ میری آہٹ سن کر انہوں نے سر اٹھایا اور کہا اے ابوالقاسم تھوڑی دیر کے لیے میرے پاس آجاؤ۔ میں نے کہا جناب بغیر کسی اطلاع ہی کے۔ کہا ہاں۔ میں نے اللہ محرک القلوب سے سوال کیا تھا کہ تمہارے قلب کو میری جانب حرکت دے۔ میں نے کہا یہ تو اللہ نے کیا۔ آپ کا مجھ سے کیا کام ہے کہا نفس کی بیماری کس وقت خود علاج بنتی ہے۔ میں نے کہا جب نفس اپنے خواہشات کی مخالفت کرنے لگتا ہے تو اس کی بیماری ہی دوا ہو جاتی ہے۔ پھر انہوں نے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہا سن میں نے سات بار تجھے یہی جواب دیا تھا۔ تو نے نہ مانا اور جنید ہی سے سننے کا قصد کیا۔ اب تو تو نے ان سے بھی سن لیا۔ پھر وہ چلے گئے۔ میں نہ ان سے واقف تھا نہ میں نے انہیں پہچانا۔ رضی اللہ عنہما۔

شیخ خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں گھر میں بیٹھا تھا ناگاہ میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت جنید دروازہ پر ہیں۔ میں نے اس خیال کو دل سے دور کیا لیکن پھر دوسری بار اور تیسری بار یہی خیال گذرا۔ آخر میں نکلا تو حضرت جنیدؒ موجود تھے۔ فرمایا پہلے ہی خیال میں کیوں نہ آ گئے۔ رضی اللہ عنہما۔

دولت سے بھرا توڑا بھی لوٹا دیا

حکایت (۲۱۹) ابراہیم ابن شیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن بعد نماز کے مجلس کیا کرتے تھے۔ ایک شخص صرف ایک کپڑے میں لپٹا ہوا ہماری مجلس میں آبیٹھا اور ایک سوال کیا۔ ہم لوگ مجلس کے برخاست ہونے تک مسائل فقہیہ میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر وہ شخص دوسرے جمعہ کو آیا ہم نے اسے جواب دیا اور اس کا مقام اور اس کی حالت دریافت کی اس نے اپنا پتہ بتایا۔ پھر ہم نے اس کی کنیت پوچھی۔ اس نے کہا ابو عبداللہ ہم اس کی ہمنشینی سے بہت خوش ہوئے۔ ایک مدت تک وہ ہمارے پاس اسی طرح آتا جاتا رہا۔ پھر اس کا آنا موقوف ہو گیا ایک بار ہم اس کی ملاقات کے ارادے سے اس بستی میں گئے اور اس کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا وہ ابو عبداللہ صیاد ہیں۔ اس وقت شکار کو گئے ہیں ابھی آتے ہوں گے۔ ہم انتظار میں بیٹھے تھے کہ وہ سامنے سے آئے اور حال یہ تھا کہ ایک ٹکڑے کپڑے کی لنگی اور ایک ٹکڑے کی چادر باندھے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں کئی پرندے زندہ اور کئی ایک ذبح کیے ہوئے ہمیں دیکھ کر مسکرائے۔ ہم نے کہا آپ ہماری مجلس کی رونق افزائی کیا کرتے تھے۔ اب کیا ہو گیا جو بالکل ترک کر دیا۔ کہا کیا سچ کہہ دوں۔ میرا ایک ہمسایہ تھا اس سے کپڑے لے کر اور پہن کر تمہارے یہاں آتا تھا۔ اب وہ شخص سفر کو گیا ہے پھر کہا تم میرے گھر چل کر رزق اللہ تناول کرو گے۔ ہم ان کے مکان پر پہنچ کر بیٹھے اور اپنی بیوی کو ذبح کیے ہوئے پرندے پکانے کے لیے سپرد کیے اور زندہ کو لے کر بازار گئے اور انہیں بیچ کر روٹیاں خرید لائے۔ اتنی دیر میں بیوی نے سالن تیار کر رکھا تھا ہم کھانا کھا کر نکلے تو آپس میں گفتگو ہونے لگی کہ تم نے اس شخص کی

ناداری اور فقر کی حالت اور نیک بختی اور صلاح کی کیفیت دیکھی اور تم
میں قدرت بھی ہے کہ اس کی اتنی مدد کرو جس سے وہ اپنی حالت سنبھال
سکے۔ تمہیں ایسا کرنا چاہیے کہ کچھ چندہ جمع کر کے ان کی امداد کرو جس
سے وہ اپنی حاجت پوری کریں چنانچہ ہم نے آپس میں تعین کر کے پانچ
ہزار درہم جمع کیے اور ان کو دینے کے لیے پھر اس گاؤں کو لوٹ چلے۔
جب ہم مربد پر پہنچے تو میر بصرہ محمد ابن سلیمان جھروکے میں بیٹھے ہوئے
تھے۔ غلام سے کہا ابراہیم ابن شیب کو میرے پاس بلاؤ۔ جب میں ان کے
پاس گیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو۔ کہاں جا رہے ہو۔
میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ امیر نے کہا مجھ پر تم سب سے زیادہ حق ہے
اور اسی وقت دس ہزار درہم کا توڑا منگا کر اور ایک فراش کے کاندھے پر
رکھوا کر میرے ہمراہ کر دیا۔ میں اور خوش ہوا اور جلدی سے اس گاؤں کی
طرف روانہ ہوا اور ان کے دروازہ پر پہنچ کر سلام کیا۔ وہ جواب دیتے
ہوئے باہر نکلے۔ جب میرے ہمراہ فراش کو اور اشرفیوں کے توڑوں کو
دیکھا تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہنے لگے اے شخص تجھے مجھ
سے کیا علاقہ۔ کیا تو مجھے فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا اے ابو
عبداللہ بیٹھ جاؤ۔ واقعہ یہ ہے چنانچہ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ میں نے
کہا تم جانتے ہو کہ وہ ایک ظالم امیر ہے۔ تم خدا کے واسطے اپنے نفس کو
بچاؤ اور یہ لے لو یہ سن کر ان کا غصہ اور تیز ہوا۔ اسی وقت گھر میں جا کر
دروازہ بند کر لیا۔ میں ناامید ہو کر امیر کے پاس لوٹ آیا اور بغیر سچ کہنے کے
کوئی چارہ نہ تھا۔ ناچار واقعہ بیان کیا سنتے ہی کہنے لگا۔ یہ شخص خارجی معلوم
ہوتا ہے اور غلام سے کہا تلوار لے آؤ۔ جب وہ لے آیا تو میرے ساتھ کر
دیا اور کہا ان کے ساتھ جا کر اس کا سر کاٹ لاؤ۔ میں نے کہا خدا امیر کو

سلامت رکھے اس شخص کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ ہم نے اس کو دیکھا ہے۔ وہ خارجی نہیں ہے۔ میں انہیں کو تمہارے پاس بلاتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں میرا مقصود ان کو اس سے بچانا تھا۔ اس پر امیر کو اطمینان ہوا اور میں روانہ ہو کر ان کے دروازہ پر پہنچا اور سلام کیا تو انکی بیوی کو روتا ہوا پایا کہنے لگی کچھ خبر بھی ہے تمہارے ابو عبداللہ کا کیا قصہ ہوا۔ میں نے کہا ان کا کیا حال ہے کہا انہوں نے گھر میں آکر جو کچھ ان کے پاس تھا رکھ دیا اور وضو کر کے نماز پڑھی اور میں نے انہیں یہ دعا کرتے سنا کہ اے اللہ مجھے اپنے پاس بلالے اور فتنہ میں نہ ڈال یہ کہتے ہوئے لمبے لیٹ گئے میں ان کے پاس پہنچی تو ان کا انتقال ہو چکا تھا اور یہ ان کی لاش موجود ہے۔ میں نے کہا اے بیوی یہ ہمارا بہت ہی بڑا قصہ ہے۔ پس اب اس کا ذکر ہی نہ کرو۔ یہ کہہ کر ویسے ہی لوٹ کر میں امیر کے پاس آیا اور سارا حال میں نے اس سے بیان کیا۔ امیر نے کہا میں اس شخص کی نماز پڑھاؤں گا۔ یہ خبر شہر میں مشتہر ہوئی۔ چنانچہ تمام اہل شہر مع امراء اور روسا کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ۔

عبادت میں اعضاء چور چور ہو گئے تھے

حکایت (۲۲۰) محمد ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا۔ اس کا ایک لڑکا تھا جو دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو تہجد پڑھتا تھا۔ جب رات ہوتی تو یہ اشعار پڑھتا۔

لمارآیت اللیل اقبل خاشعا   بادرت نحو موانسی بنحیبی

ابکی فتقلقنی الیه صبابتی   فابیت مسرورا بقرب حبیبی

(ترجمہ) جب میں رات کو عجز کے ساتھ آتے دیکھتا ہوں تو اپنے مونس کی جانب روتا ہوا دوڑتا ہوں۔ روتا ہوں اور عشق مجھے اس کی طرف

مضطرب کر دیتا ہے۔ پھر میں قرب حبیب سے خوش خوش شب گذارتا ہوں۔ اور جب رات اخیر ہوتی تو رو رو کر اشعار پڑھتا۔

قدرت فی اللیل اذا لاحت معالمہ   ماکان أنسی بہ فیہ لمولای
ضمنت فی القلب حباقد کلفت بہ   واللہ یعلم ماکمکنون احشای

(ترجمہ) جب رات کی علامات ظاہر ہوتی ہیں اس وقت میں اندازہ کرتا ہوں کہ اس وقت مجھے اپنے مولا سے کس قدر انس ہوتا ہے۔ میں نے قلب میں ایسی محبت چھپا رکھی ہے جس پر میں عاشق ہوں اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ میرے سینہ میں پوشیدہ ہے۔

محمد بن سماک فرماتے ہیں کہ اس کا باپ بہت بوڑھا تھا۔ ایک دن مجھ سے کہا کہ تم اسے سمجھاؤ کہ وہ اپنے اوپر کچھ رحم کرے۔ ایک دن میں اپنے دروازہ پر بہت سے لوگوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ناگاہ وہ لڑکا سامنے سے گذرا۔ میں نے آواز دی اے جوان ہمارے پاس آؤ جب۔ میں نے اسے دیکھا تو وہ پرانی مشک کی طرح سکڑا ہوا لاغر ہو رہا تھا کہ اگر شدت کی ہوا بھی چلے تو وہ اس ہوا سے اڑ جائے۔ غرض بہت ہی ضعیف تھا۔ وہ سلام کر کے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اے دوست اللہ نے تجھ پر والد کی اطاعت بھی فرض کی ہے اور والد کی نافرمانی سے بھی منع فرمایا ہے جس طرح کہ اپنی نافرمانی سے منع فرمایا ہے۔ تمہارے باپ نے ہم سے ایک بات کہی ہے۔ اگر تم اجازت دو تو ہم اسے بیان کریں۔ کہا اے چچا شاید آپ مجھے عمل میں کمی کرنے اور اللہ کی جانب عبادت ترک کرنے کا مشورہ دیں گے۔ میں نے کہا یہ مقصود تمہارا بغیر اس محبت شاقہ کے بھی انشاء اللہ حاصل ہو جائے گا۔ کہا نہیں اے چچا میں نے اس محلہ کے چند نوجوانوں سے اسی حالت پر رہنے کا معاہدہ کیا ہے کہ اللہ کی طرف سبقت کریں۔ چنانچہ انہوں نے کوشش

کی اور محنت کی اور خدا کی طرف بلا لئے گئے تو خوشی سے چلے گئے اب میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ میرا عمل دوبارہ ان کے پاس پیش ہوتا ہے وہ کیا کہیں گے جب اس میں نقصان یا تقصیر دیکھیں گے۔ پھر کہا اے چچا میں نے اس طریق پر ایسے نوجوانوں سے معاہدہ کیا ہے جنہوں نے رات کو اپنی سواری قرار دے کر اس پر بڑے بڑے جنگل قطع کیے اور بڑے بڑے پہاڑوں پر چڑھے صبح جب کہ میں نے انہیں دیکھا تو ان کو شب بیداری کی چھری نے ذبح کر دیا تھا اور تکان کے خنجر ان کے اعضا جدا جدا کر دیتے تھے۔ شب روی کی وجہ سے ان کے پیٹ پتلے ہو رہے تھے۔ نہ انہیں قرار آتا تھا نہ ان کا اشرار سے تعلق تھا۔ جب انہیں بلایا گیا تو خوشی سے اللہ کے یہاں چلے گئے۔ ابن سماکؒ فرماتے ہیں۔ واللہ اس نے ہمیں عبرت میں ڈال دیا اور رخصت ہوا۔ صرف تین دن اس واقعہ کو گذرے تھے کہ خبر ملی کہ اس جوان لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایسے ہی لوگوں کے متعلق ایک قائل کا قول ہے۔ اشعار یہ ہیں۔

تجوع للالٰه لكي يراه تحيل الجسم من طول الصيام
وقام لربه في الليل حتى اضربجسمه طول القيام
سيجزى في اجنان الخلد حورا نواعم قا صرات في الخيام
ويلهو مع حسان ناعمات جوار الله في دار السلام

(ترجمہ) بھوکا رہا خدا کے واسطے تاکہ دیکھے اس کو۔ لاغر ہو گیا بسبب طول صیام کے اور اللہ کے لیے کھڑا رہا رات بھر حتیٰ کہ ضرر پہنچایا اس کے جسم کو طول قیام نے عنقریب جنت خلد میں اسے جزا میں حوریں ملیں گی۔ نازک اندام نامحرم سے نظر چرانے والی خیمہ میں رہنے والی۔ اور وہ شخص نازک اندام حسینوں کے ساتھ لطف اٹھائے گا جنت میں جوار رحمت الٰہی میں۔

حسینہ نازنینہ پر فتنہ

حکایت (۲۲۱) بعض سلف سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک قوم نے ایک خوبصورت عورت کو جو حسن میں لاثانی تھی حکم کیا کہ وہ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کو چھیڑے شاید وہ خرابی میں پڑ جائیں اور اس فعل کی ہزار درہم اجرت ٹھہرائی۔ اس نے حتی المقدور عمدہ لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر نہایت عمدہ خوشبو لگائی اور جب حضرت نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو سامنے آئی۔ آپ اسے دیکھ کر گھبرائے وہ کھلے منہ آپ کے پاس آگئی۔ اس وقت حضرت نے فرمایا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جبکہ تجھ پر بخار نازل ہو اور تیرا رنگ متغیر ہو جائے اور رونق تیری اتر جائے یا تجھ پر ملک الموت نازل ہو کر تیری رگ جان کاٹ ڈالیں۔ یا تجھ سے منکر و نکیر سوال کریں۔ یہ سنتے ہی اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ راوی کہتے ہیں کہ قسم ہے اللہ کی جب اسے افاقہ ہوا تو ایسی عبادت گذار بن گئی کہ جس دن وہ مری جلے ہوئے درخت کی طرح خشک و سیاہ تھی۔

صدیقین میں شمار

حکایت (۲۲۲) کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ دو آدمی بنی اسرائیل کے ایک مسجد میں گئے ایک تو مسجد میں داخل ہوا۔ دوسرا باہر بیٹھا رہا اور کہنے لگا۔ مجھ جیسا شخص مسجد میں داخل ہونے کے قابل نہیں ہے میں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ اس وجہ سے اس کا نام صدیقوں میں لکھا گیا۔

اور فرمایا بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ایک گناہ کیا اس پر اسے بہت رنج ہوا اور ادھر ادھر آتا جاتا تھا کہ کس طرح خدا کو راضی کروں۔

اس سبب سے اس کا نام بھی صدیقوں میں لکھا گیا۔

گنا ہگارو کچھ اللہ سے مصالحت کے کام بھی کر لیا کرو

حکایت (۲۲۳) حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں ایک قافلہ میں تھا جو ملک شام کو جا رہا تھا۔ راستہ میں بدوؤں نے پکڑ لیا اور اس کا اسباب اپنے امیر کے پاس پیش کرنے لگے۔ اس میں ایک بادام اور شکر کی بھری ہوئی تھیلی نکلی اسے بدوؤں نے کھایا۔ لیکن ان کے امیر نے کچھ نہ کھایا۔ میں نے پوچھا کہ تم کیوں نہیں کھاتے۔ کہنے لگا کہ میں روزہ دار ہوں۔ میں نے کہا ڈاکہ ڈال کر لوگوں کا مال لوٹتے ہو اور پھر روزہ بھی ہے۔ اس نے کہا اے صاحب! میں خدا سے مصالحت کرنے کا ایک موقع رکھ چھوڑتا ہوں (یعنی ایسی سرکشی نہیں کرتا ہوں کہ صلح بالکل نہ ہو سکے۔ بلکہ کچھ اعمال صالحہ بھی کرتا ہوں تاکہ صلح ہو سکے) کچھ دنوں کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ احرام باندھے ہوئے کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا۔ اور عبادت نے اس کو نحیف کر دیا تھا۔ جیسے پرانی مشک ہوتی ہے۔ میں نے کہا تم وہی آدمی ہو۔ کہا ہاں۔ اسی روزہ نے میرے اللہ کے درمیان صلح کرائی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

پہلے سے بھی زیادہ مال جمع ہو گیا

حکایت (۲۲۴) بعض مشائخ کی حکایت ہے کہ ان کے پاس دنیا بہت تھی جسے وہ نیک کاموں میں صرف کیا کرتے تھے۔ ایک دن بعض مریدوں نے ان سے کہا حضرت اس ساری دنیا کو اپنے پاس سے نکال لیے اور اس سے الگ ہو جائیے۔ یہ آپ کے حق میں اچھا ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں کی جو دنیا سے اعراض کر کے اللہ کی طرف مشغول ہوتے ہیں یہی عادت

ہے۔ ان سے شیخ نے کہا کہ جاؤ جو کچھ میرے پاس ہے سب خرچ کر ڈالو اور کچھ نہ چھوڑو۔ چنانچہ انہوں نے سارا مال نکال کر ایک ہی دن میں خرچ کیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو چاروں طرف سے پھر دنیا ان کی طرف متوجہ ہو گئی اور پہلے سے بھی زیادہ مال ان کے پاس جمع ہو گیا۔ پھر شیخ نے مریدوں سے کہا۔ جب حق تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس کے ارادہ سے کسی کو نکال نہیں سکتے۔

دنیا آخرت کے مزاحم ہوتی ہے

حکایت (۲۲۵) یہ بھی بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب حب آخرت قلب میں ہوتی ہے تو دنیا اس کی مزاحم ہوتی ہے اور جب حب دنیا قلب میں ہوتی ہے تو آخرت اس کی مزاحم نہیں ہوتی۔ کیونکہ آخرت شریف ہوتی ہے اور دنیا رذیل ہوتی ہے۔

نقص سے فضل کے سبب درگذر کیا جاتا ہے

حکایت (۲۲۶) حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا خسیس ہے اور خسیس ہی کی جانب اس کا میلان ہے اور خسیس تر وہ شخص ہے جو اسے بغیر حق کے لیتا ہے اور بے محل صرف کرتا ہے اور بے موقع طلب کرتا ہے اور فرمایا کہ کوئی شریف اور عالم اور صاحب فضل ایسا نہیں ہے مگر اس میں کوئی نہ کوئی عیب ہے۔ لیکن بعض ایسے لوگ ہیں جن کے عیوب کا تذکرہ مناسب نہیں۔ جس کا فضل اس کے نقصان سے زیادہ ہو تو اس کے نقص سے فضل کے سبب درگذر کیا جاتا ہے۔

کاش مجھے معلوم ہوتا میرا کیا انجام ہونے والا ہے

حکایت (۲۲۷) حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ اے علام الغیوب کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کے پاس میرا نام کیا ہے اور آپ میرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے۔ اے غفار الذنوب اور اے مقلب القلوب میرا عمل کس چیز پر ختم ہوگا۔ پھر یہ اشعار پڑھتے تھے۔

لیت شعری کیف ذکری عندمن یعلم سری

اجمیل ام قبیح ام بخیر ام بشر

لیت شعری کیف حالی یوم احضاری و حشر

لیت شعری کیف موتی بیقین ام بکفر

اترای یقبل قولی ام تری یشرح صدری

لیت شعری این امضی لنعیم ام لجمر

دعوا مدحی و وصفی فانی اعرف قدری

(ترجمہ) کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرا ذکر کس طرح ہوتا ہے۔ نزدیک اس کے جو رازوں سے واقف ہے۔ اچھی طرح یا بری طرح۔ بھلائی کے ساتھ یا برائی کے ساتھ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرا کیا حال ہوگا۔ وقت میری حاضری کے حشر کے دن۔ کاش مجھے علم ہوتا کہ میری موت کیونکر ہوگی ایمان کے ساتھ یا کفر کے ساتھ۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ وہ میری بات قبول کرے گا یا تیرا خیال ہے کہ میرا سینہ کشادہ کردے گا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میں کہاں جاؤں گا جنت میں یا دوزخ میں۔ تم لوگ میری مدح اور توصیف چھوڑ دو۔ میں ہی اپنی قدر خوب جانتا ہوں۔

گریبان کی جگہ میرا دل چاک ہونے کے قابل تھا

حکایت (۲۲۸) بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت شبلی کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے وجد کر رہے تھے اور کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور اشعار ذیل پڑھ رہے تھے۔

شققت جیبی علیک شقا وما لجیبی علیک حقا
ادرت قلبی فصادفته یدای بالجیب اذ توقی
لوکان قلبی مکان جیبی لکان للشق مستحقا

(ترجمہ) میں نے اپنا گریبان تیرے لیے چاک کر دیا ہے اور اس گریبان کا تجھ پر یہی حق ہے۔ آپ نے میرا دل پھیر دیا تو اس کی موافقت کی میرے ہاتھوں سے جب گریبان، پھٹنے لگا۔ اگر میرا دل گریبان کے جائے ہوتا تو وہی چاک ہونے کے قابل تھا۔

وہ چار موتیں لازم کرلے

حکایت (۲۲۹) حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو ہمارے مذہب میں داخل ہونا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ چار موتیں اپنے اوپر لازم کرے۔ ایک موت سفید یعنی بھوک۔ دوسری موت سیاہ یعنی مخلوق کی اذیت برداشت کرنا۔ تیسری موت سرخ یعنی ہوائے نفس کی مخالفت کرنا۔ چوتھی موت سبز یعنی پیوند جوڑ کر گدڑی پہننا۔

میدان گناہ میں نفس کا قتل

حکایت (۲۳۰) عبداللہ بن زید کی حکایت ہے فرماتے ہیں میں نے ایک راہب کو دیکھا کہ سیاہ اونی کرتا پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے سیاہ لباس پر کس نے آمادہ کیا۔ کہا یہ غمگینوں کا لباس ہے اور میں

سب سے زیادہ غمگین ہوں۔ میں نے دریافت کیا کہ تو کس وجہ سے غمگین ہے کہا اس وجہ سے کہ میں نے اپنے نفس کو مصیبت میں گرفتار کیا ہے کیونکہ میں نے میدان گناہ میں اسے قتل کیا ہے اس سبب سے غمگین ہوں۔ پھر اس کے آنسو جاری ہوئے۔ میں نے پوچھا کہ اس وقت تجھے کس چیز نے رلایا۔ کہا میں نے اپنی عمر کے وہ دن یاد کئے جو بلا اچھے عمل کے گذر گئے۔ اب میرا رونا توشہ کی کمی اور راستہ کی دوری اور گھاٹیوں کی بلندیوں کی وجہ سے ہے جہاں سے گذرنا ضروری ہے۔ پھر یہ نہیں معلوم کہ کہاں اترنا ہوگا جنت میں یا دوزخ میں پھر دو شعر پڑھے۔

یارا کبا یطوی مسافة عمره بالله هل تدری مکان نزولکا
شمر و قم من قبل حطك في الثرى في حفرة تبلی بطول حلولکا

(ترجمہ) اے مسافت عمر کی طے کرنے والے سوار تجھے خدا کی قسم ہے اپنی جائے نزول کی بھی تجھے کچھ خبر ہے۔ قبل ازیں کہ تو اس گڑھے میں پہنچے جس میں مدت دراز مقیم رہنے کے سبب تو بوسیدہ ہو جائے گا۔ آستین چڑھا کر کھڑا ہو جا۔

اے مالک بن دینار تم مجھے فقر سے خوف دلاتے ہو؟

حکایت (۲۳۱) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن کہا کہ میں ایک ولی اللہ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں تم بھی میرے ساتھ چلو گے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ گھر میں جا کر ایک روٹی کا ٹکڑا لے آئے اور ہم دونوں بصرہ سے نکل کر ان کے مکان پر پہنچے وہ مکان آبادی سے بہت دور تھا۔ جب ہم دروازے پر پہنچے تو ہم نے سنا کہ آپ کی صاحبزادیاں آپ سے اپنی حالت اور بری ہیئت کے سبب جھگڑ رہی ہیں۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ

جس نے تمھیں پیدا کیا ہے اور تمہارا منہ کھولا ہے اور تمہارے واسطے دانت اور پیٹ بنایا ہے وہ تمہارے نفس پر تم سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے دستک دی فرمایا کون ہے۔ ہم نے کہا محمد اور سفیان یہ سن کر باہر تشریف لائے اور فرمایا کیوں آئے ہو۔ حضرت محمد بن واسع نے کہا ان لڑکیوں کے واسطے روٹی کا ایک ٹکڑا لایا ہوں۔ فرمایا لاؤ۔ تم وقت پر لائے ہو۔ ہم گھر پر جا کر بیٹھے ہی تھے کہ ایک اور شخص کی اجازت مانگنے کی آواز آئی۔ انھوں نے پوچھا کون ہے۔ اس نے کہا مالک بن دینار۔ آپ باہر نکل آئے اور دریافت کیا کیوں آئے ہو۔ کہا ان لڑکیوں کے واسطے دو درہم لایا ہوں۔ کہا آج محمد بن واسع نے ان کی ضرورت پوری کی ہے۔ انھوں نے کہا یہ درہم رکھ لو، کل ان کے کام آجائیں گے۔ فرمایا اے مالک تم مجھے فقر سے خوف دلاتے ہو تمھیں خدا کی قسم اب سے میرے پاس نہ آئیو۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن واسع نے کہا دیکھئے تو مقام اس شخص کا باوجود اس غربت کے۔ میں نے کہا یہ فاضل ہے۔ کہا ہاں۔ میں نے کہا زاہد ہے۔ کہا ہاں۔ پھر میں نے کہا یہ عابد ہے فرمایا ہاں۔ اسی طرح میں مقامات کا ذکر کرتا رہا اور آپ ہاں ہاں کرتے رہے۔ حتی کہ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص فقراء صابرین میں سے ہے۔ رضی اللہ عنھم ونفعنا بھم۔

اولیاء کا تقویٰ

حکایت (۲۳۲) ایک صالح سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ اس کے بدن پر ایک جبہ اور ہاتھ میں ایک لوٹا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا کہ میں اللہ کا ایک بندہ ہوں۔ تقوے کا زیادہ خیال رکھتا ہوں اور جو چیز کہ لوگ پھینک دیتے ہیں اسے کھا لیتا ہوں۔ کبھی کبھی ایسا چھلکا پڑا ہوتا ہے جس پر چیونٹی مجھ سے پہلے پہنچ چکی ہوتی ہے میں اس

چیونٹی کو الگ کر کے کھا لیتا ہوں اس پر کوئی گناہ تو نہیں ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ ایسا پرہیزگار تو زمین پر کوئی نظر نہیں آتا جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ سفید چاندی کی زمین پر کھڑا تھا اور کہنے لگا کہ غیبت حرام ہے۔ پھر میری نظر سے غائب ہو گیا۔

اس کا راز یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب اس نے اللہ سے باز رکھنے والی چیزیں ترک کر دیں تو اللہ نے نور اشراق سے اسے منور کر دیا حتیٰ کہ اس کے دل میں جو انکار پیدا ہوا تھا ظاہر کر دیا۔ پھر اللہ نے اسے اعتراض کی نحوست کی وجہ سے مخفی کر دیا۔

بلند مرتبہ حاصل کرنے کے ضابطے

حکایت (۲۳۳) یہی طریقہ ہے اللہ کا کہ اپنے اولیاء کو ان کے مرتبہ کے نہ پہچاننے والوں سے پوشیدہ کر دیتا ہے۔ اور شیخ ابو الخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص عمدہ حالت اور بلند رتبہ پر نہیں پہنچا مگر لزوم موافقت۔ رعایت ادب، ادائے فرائض اور صحبت صالحین اور خدمت فقراء صادقین کی وجہ سے۔ رضی اللہ عنہم ونفعنا بہم۔

تمہارا جہاد تو کلیجی کیلئے تھا

حکایت (۲۳۴) محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک بھنی ہوئی کلیجی کے شوق میں رہا۔ ایک دن جی میں آیا کہ جہاد میں شریک ہو جاؤں شاید میرے حصہ میں کوئی بکری آ جائے تو میری خواہش پوری ہو جائے۔ چنانچہ لوگوں کے ساتھ جہاد میں گیا اور مشرکین سے مقابلہ کر کے ہم نے غنیمت حاصل کی اور میں نے اپنے حصہ میں ایک بکری لی اور اپنے ایک دوست سے کہا۔ میرے واسطے

اس کی کلیجی بھون لاوے اس اثنا میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے دیکھا کہ ملائکہ آسمان سے اترے اور لکھنے لگے کہ فلاں شخص جہاد میں اس لیے شریک ہوا تھا کہ شجاع کہلاوے اور یہ شخص غنیمت اور یہ شخص فخر کے لیے پھر میرے پاس کھڑے ہوئے اور کہا اس مسکین کی معمولی خواہش تھی صرف کلیجی کے کباب کھانے کے واسطے شامل ہوا تھا۔ میں نے کہا خدا کے واسطے یہ مت لکھو میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں اور کہا اے رب پھر نہیں کروں گا۔ اے رب پھر نہیں کروں گا۔ میں جملہ خواہشات سے توبہ کرتا ہوں رضی اللہ عنہ۔

خواب حقیقت بن گیا

حکایت (۲۳۵) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شہر میں ایک قبر دیکھی جس کی زیارت کی جاتی تھی۔ میں نے بھی اس کی زیارت کی اور اہل شہر سے صاحب قبر کی حالت دریافت کی۔ کہا اس شہر میں ایک فقیر مسافر تھے وہ بیمار ہوئے اور انہوں نے وفات پائی تو شہر کے ایک شخص نے جو ان کو جانتے تھے کفن دیا۔ جب رات ہوئی تو اس کفن پہنانے والے نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ ایک ریشمی حلہ ہاتھ میں لیے ہوئے قبر سے نکلے اور کہا یہ اس کپڑے کا عوض ہے جس سے تو نے مجھے کفن پہنایا تھا اسے لے لو۔ یہ دیکھ کر وہ شخص جاگا تو وہ جبہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ یہ حکایت اس شہر میں مشہور ہے۔ تمام اہل شہر جانتے ہیں۔

اللہ سے عوام و خواص کی محبت کا معیار

حکایت (۲۳۶) ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی محبت میں آدمی دو قسم کے ہیں ایک عام اور ایک خاص۔ عوام اس کی محبت

کثرت نعمت اور دوام احسان کی وجہ سے کرتے ہیں ان کی محبت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اور خواص اس کی محبت اس کے صفات اور اسمائے حسنیٰ کے جاننے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک استحقاق محبت اس وجہ سے ہے کہ وہ محبت کیے جانے کے لائق ہے۔ اگرچہ ان پر کوئی نعمت نہ رہے۔

علامات محبت

حکایت (۲۳۷) ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے علامت محبت میں چند اشعار فرمائے ہیں۔

لاتخدعن فللمحب دلائل — ولدیه من تحف الحبیب وسائل
منها تنعم بمر بلائه — وسرور لاحق بماهوفاعل
فالمنع عنه عطیة مقبولة — والفقر اکرام وبرعاجل
ومن الدلائل ان تری من عزمه — طوع الحبیب وان الم العاذل
ومن الدلائل ان یری متبسما — والقلب فیه من الحبیب بلابل
ومن الدلائل ان یری مفهما — لکلام من یحظی لدیه السائل

(ترجمہ) تو دھوکا نہ کھائیو کیونکہ عاشق کی چند علامتیں ہیں اور اس کے پاس محبوب کے عطایا میں سے چند وسائل ہیں۔ ان علامات میں سے ایک یہ ہے کہ محبوب کی تلخ آزمائش پر خوش رہے اور اسے محبوب کے ہر فعل پر خوشی حاصل ہو۔ اس کے منع کو بھی مقبول عطیہ سمجھے اور فقر وفاقہ کو اکرام اور فوری احسان سمجھے۔ ایک دلیل یہ ہے کہ ہم اسکے ارادہ وعزم کو محبوب کے تابع دیکھیں۔ اگرچہ ناصح ملامت ہی کرتا ہے۔ ایک دلیل یہ ہے کہ ظاہری ہنستا ہوا دکھا جاوے۔ لیکن دل میں محبوب کی محبت کا شوق رہے۔ اور ایک دلیل یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہو اس کے کلام کو جس کے پاس مسائل کامیاب ہوتے ہیں (یعنی کلام الٰہی کو خوب سمجھتا ہو)

کفن میرے ہاتھ میں تھا

حکایت (۲۳۸) ایک صالح سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا۔ اسے خدائے تعالیٰ نے کوڑھ کے مرض میں مبتلا کیا۔ حتیٰ کہ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں گل گئے اور دونوں آنکھیں جاتی رہیں۔ میں نے انہیں مجذوموں کے ساتھ کر دیا وہ ان کی نگاہداشت کرتا رہتا تھا۔ کچھ دنوں میں غافل ہو گیا۔ پھر مجھے یاد آیا میں نے جا کر کہا کہ میں بھول گیا تھا۔ فرمایا میرا ایک ایسا سرپرست ہے جو مجھ سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا واللہ مجھے تمہارا دھیان ہی نہیں رہا فرمایا میرا ایک ایسا سرپرست ہے جو میرا ہر وقت دھیان رکھتا ہے۔ پھر فرمایا میرے پاس سے ہٹ جا تو نے مجھے ذکر اللہ سے روک دیا۔ چند ہی روز کے بعد اس کی وفات ہو گئی۔ میں نے ایک کفن نکالا جو کسی قدر دراز تھا اسے زائد کو پھاڑ کر باقی کا کفن لگایا اور دفنا دیا۔ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ شخص میرے پاس کھڑا ہے اور ایسا خوبصورت ہے کہ ویسا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور کہہ رہا ہے کہ تو نے لمبا کفن دینے سے بخیلی کی۔ اپنا کفن لے جا ہم اسے لوٹاتے ہیں۔ ہمیں سندس اور استبرق کا کفن مل گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں جاگا تو وہ کفن میرے سرہانے دھرا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ وبجمیع الصالحین۔

اللہ کا اسم اعظم:

تمام زمین علم سے بھری ہوئی ہے

حکایت (۲۳۹) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت دیکھی جو توکل کے راستہ پر چلتی

تھی اور ایک اونی کرتہ اور چادر اوڑھے رہتی تھی۔ میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے سیر و سیاحت عورتوں کا طریقہ نہیں ہے۔ کہا اے مغرور میرے پاس سے ہٹ جا کیا تو کتاب اللہ نہیں پڑھتا ہے میں نے کہا ہاں پڑھتا ہوں۔ کہا پڑھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھا جروا فیھا یعنی کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی پس تم اس میں مہاجرت کرتے۔ مجھے معلوم ہوا کہ تمام زمین علم سے بھری ہوئی ہے۔ میں نے کہا تم نے کس چیز سے اللہ کو پہچانا۔ کہا میں نے اللہ کو اللہ ہی سے پہچانا۔ اور غیر اللہ کو اللہ کے نور سے پہچانا۔ میں نے دریافت کیا کہ اللہ کا اسم اعظم کیا ہے۔ کہا وہ لفظ اللہ ہی ہے جو کہ اللہ کا بڑا نام ہے۔ رضی اللہ عنہا ونفعنا بہا آمین۔

کبھی نماز پڑھتی تھی کبھی مناجات کرتی تھی

حکایت (۲۴۰) حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدمت کے لیے ایک لونڈی خریدی۔ ایک مدت تک وہ میری خدمت کرتی رہی اور اپنی حالت مجھ سے پوشیدہ رکھتی تھی اس کی ایک خاص محراب تھی جس میں وہ نماز پڑھتی تھی۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ کبھی نماز پڑھتی ہے اور کبھی مناجات کرتی ہے۔ میں نے سنا کہ وہ کہتی ہے آپ اس محبت کے وسیلہ سے جو کہ میرے ساتھ ہے۔ فلاں فلاں کام کر دیں۔ اس وقت میں نے چلا کر کہا اے عورت یوں مت کہہ۔ بلکہ یوں کہہ میری محبت کے وسیلہ جو مجھے تجھ سے ہے۔ کہا اے میرے آقا اگر اسے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں نماز سے بھلا کر مجھے کھڑا نہ کرتا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اسے بلایا اور کہا تو میری خدمت کے لائق نہیں ہے بلکہ اپنے بڑے مالک کی خدمت کے قابل ہے۔ جا تو خدا کے واسطے آزاد ہے۔ پھر کچھ چیز اس کے ساتھ کر کے اسے روانہ کیا اور اس کی

جدائی پر مجھے ندامت ہوئی۔ رضی اللہ عنہما۔

جو قسمت میں نہیں وہ نہیں ملے گا

حکایت (۲۴۱) حضرت ابوالحسین دیلمی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حبشی کی تعریف سنی جو انطاکیہ میں رہتا اور دل کی بات بیان کرتا ہے۔ میں اس کے ملنے کے ارادہ سے گیا۔ جب میں نے دیکھا تو وہ ایک مباح شے بیچتے تھے۔ میں نے ان سے بھاؤ کیا اور کہا کتنی قیمت میں اسے فروخت کرو گے۔ انہوں نے مجھے دیکھا اور کہا بیٹھ جاؤ۔ میں اسے فروخت کرلوں تو اس کی قیمت سے کچھ تمہیں بھی دے دوں گا تم دو دن سے بھوکے معلوم ہوتے ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں واقعی دو دن سے بھوکا تھا میں ان کی آنکھ بچا کر نکل گیا اور اوروں سے بھاؤ کرتے کرتے پھر ان کے پاس لوٹ آیا اور کہا یہ شے کتنی قیمت میں فروخت کرو گے۔ انہوں نے پھر مجھے دیکھا اور کہا بیٹھ جاؤ تم دو دن سے بھوکے ہو اسے بیچ کر اس کی قیمت سے کچھ تمہیں بھی دوں گا۔ یہ سن کر میرے دل میں ان کی ہیبت طاری ہو گئی۔ جب وہ شے بک گئی تو مجھے بھی کچھ عطا فرمایا اور وہاں سے چل پڑے میں بھی انکے پیچھے ہولیا شاید مجھے بھی کچھ ان سے استفادہ ہو جائے۔ انہوں نے پھر کر مجھے دیکھا اور فرمایا اگر تجھے کوئی حاجت پیش آجائے تو اللہ کے آگے پیش کر مگر جب اس میں تیرے نفس کی آمیزش نہ ہو، کیونکہ اس وقت تو اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ جو شخص یہ جان لے کہ اللہ اسے کافی ہے تو اسے مخلوق کے اعراض سے وحشت نہیں ہوتی۔ نہ مخلوق کے متوجہ ہونے سے اس کو خوشی ہوتی ہے کیونکہ اسے اعتماد ہے کہ جو قسمت میں نہیں ہے وہ اسے نہ ملے گا اگرچہ سب اسی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

دنیا عاریت ہے یا امانت

حکایت (۲۴۲) بعض بزرگوں کی حکایت ہے کہ وہ ایک فقیر کے یہاں گئے ان کے یہاں کسی قسم کا کوئی سامان نہ پایا۔ پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی چیز نہیں ہے کہاں ہے۔ ہمارے دو گھر ہیں ایک امن کا گھر ہے اور ایک خوف کا جو مال ہوتا ہے اسے ہم امن کے گھر میں جمع کر دیتے ہیں یعنی دار آخرت کو بھیج دیتے ہیں۔ میں نے کہا یہاں کے واسطے بھی تو کچھ چاہئے۔ فرمایا اس گھر کا مالک یہاں ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ کسی کا مقولہ ہے کہ دنیا یا عاریت ہے۔ یا امانت۔ عاریت دینے والا یا امانت رکھنے والا ایک دن ضرور اپنی چیز واپس لوٹائے گا۔ کسی کا شعر ہے۔

وما المال والا هلون الا وديعة ولابد يوما ان تردالودائع

(ترجمہ) مال اور اہل سب امانت ہیں اور ایک دن ضرور امانت کو لوٹانا ہے۔

میں اور یہ اور ایک عورت

حکایت (۲۴۳) حکایت ہے کہ حضرت ابو الحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک شب گھر سے نکلے اور بازار کے پیچھے ایک چوکیدار کو دیکھا کہ ایک مرد اور عورت کو پکڑے کھڑا ہے اور ان سے کہتا ہے میں تم کو ضرور حاکم کے یہاں پیش کروں گا۔ حضرت ابو الحسین ان کے قریب پہنچے اور چوکیدار سے کہا انہیں چھوڑ دے اور ان کا عیب چھپا لے۔ اس نے انکار کیا۔ آپ نے جیب سے ایک رومال نکالا جس میں کچھ دراہم تھے اور اپنی چادر اتاری اور سب اس چوکیدار کو دے کر فرمایا انہیں چھوڑ دے اور یہ سب لے جا۔ اور میں تیرے ساتھ حاکم کے روبرو چلوں گا مجھے اس کے سامنے پیش کر دینا۔ چوکیدار نے کہا اس شرط پر کہ میں جو کچھ تیری

نسبت کیوں اس سے تو ز انہ مانے۔ آپ نے کہا ہاں۔ چنانچہ سپاہی نے وہ اشیاء لے کر انہیں تو چھوڑ دیا اور اس چوکیدار نے آپ کی گردن میں چادر ڈالی اور کھینچتے ہوئے کوتوال کے پاس لے گیا۔ اور کہا میں نے ان کو ایک عورت کے ساتھ بازار میں پایا تھا۔ حاکم نے ان سے کہا تم کیا کہتے ہو۔ فرمایا میں اور یہ اور ایک عورت تینوں تھے۔ حاکم نے کہا تمہارا چہرہ ایسے فعل کرنے والوں کا سا نہیں۔ پھر چوکیدار سے کہا سچ کہہ ورنہ تجھے سزا دوں گا اس نے سارا قصہ بیان کیا یہ سن کر حاکم اور چوکیدار دونوں نے توبہ کی اور حضرت ابوالحسین اپنے گھر گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

سخت پتھر کا تکیہ

حکایت (۲۴۴) حکایت ہے کہ ایک بزرگ ایک وقت تکیہ لگا کر سوئے ایک شخص نے خواب میں آکر کہا۔ کہو۔ پوچھا۔ کیا کہوں کہا کہ یہ شعر۔

یاحرانك ان توسد لینا وسدت بعد الموت صم الجندل

فاعمل لنفسك فی حیاتك صالحا فلتندمن غدا اذا لم تفعل

(ترجمہ) اے آزاد شخص اگر تو نرم تکیہ لگاتا ہے تو بعد موت کے تو سخت پتھر کا تکیہ لگائے گا۔ زندگی میں اپنے لئے نیکی حاصل کرلے ورنہ کل کو بہت نادم ہوگا۔

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگلے صالحوں کے نفوس نیکی پر خوشی سے موافقت کرتے تھے اور ہمارے نفس موافقت نہیں کرتے مگر بدو ستی سے لہٰذا ہمیں لازم ہے کہ ان کو مجبور کریں۔

مؤلف کہتے ہیں کہ عقو کے معنی خوشی سے بدون مجاہدہ اور عقوبت کے ہیں۔ بعض سلف فرماتے ہیں۔ اے ابن آدم اگر تو یہ چاہتا ہے کہ نیکی ہمیشہ نشاط ہی

کے ساتھ کیا کرے تو یہ نفس تو رنج وغم اور فتور کے زیادہ قریب ہے ہمیشہ اس کو نشاط نہیں ہو سکتی لیکن مومن وہ ہے جو نفس پر تشدد کرے اور عہد پورا کرے اور رات دن اللہ تعالیٰ کو پکارے واللہ مومن ہمیشہ ربنا ربنا کہتے رہتے ہیں ظاہر میں بھی اور پوشیدگی میں بھی حتی کہ ان کی دعا قبول ہوتی ہے اور شیخ ابو الربیع مالقی فرماتے ہیں کہ اللہ کی طرف لنگڑے پن کے زمانہ میں شکستگی کی حالت میں بھی چلو اور صحت کا انتظار نہ کرو کیونکہ صحت کا انتظار بیہودگی ہے۔

جیسے زمین پانی کو چوستی ہے ایسے ہی کثرت کلام نیکیوں کو

حکایت (۲۴۵) ابو سلیمان مغربی سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں پہاڑ سے لکڑیاں لاتا اور ان کی قیمت پر گذر کرتا تھا۔ میرا طریقہ نہایت احتیاط کا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت اولیاء بصرہ کی ہے جن میں حسن بصری اور فرقد سنجی اور مالک بن دینار بھی تھے۔ میں نے اپنا حال بتا کر ان سے پوچھا کہ تم ائمہ مسلمین ہو۔ تم مجھے حلال کا ایسا طریقہ بتاؤ جس میں اللہ کی جانب سے کوئی گرفت نہ ہو۔ نہ مخلوق کا کوئی احسان ہو۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے طرطوس سے باہر لے گئے اور ایک مرج میں سرخاب پرندے بہت سے تھے مجھے بتا کر کہا کہ یہی ہے جس کی نہ اللہ کے یہاں گرفت ہے نہ مخلوق کی منت ہے۔ میں تین مہینے تک اسی کو پکڑے رہا۔ کبھی پکا لیتا تھا۔ کبھی بھون لیتا تھا۔ اور ایک مسافر خانہ میں رہتا تھا۔ جب اس مسافر خانہ کی حالت مجھے معلوم ہوئی تو میں نے کہا یہی ایک فتنہ ہے اور وہاں سے نکل کر تین مہینے تک انہیں پرندوں سے گذر کرتا رہا اور اللہ نے میرا قلب ایسا پاک کر دیا کہ میں کہتا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اہل جنت کو ایسا قلب عطا کرے تو وہ بہت اچھے رہیں گے لوگوں کی باتوں سے مجھے بالکل انس نہ تھا۔ ایک دن میں نکل کر

ایک راستہ کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک جوان نظر آیا جو لاش کی جانب سے آکر طرطوس کی طرف جارہا تھا میرے پاس اس لکڑی کے جسے پہاڑ سے لا کر بیچا کرتا تھا۔ کچھ دام رہ گئے تھے جی میں آیا کہ میں تو پرندوں پر گذر کرتا ہوں یہ دام اس فقیر کو دیدوں تاکہ طرطوس میں جاکر اس سے کوئی چیز خرید کر کھالیوے۔ جب وہ قریب آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ وہ دام نکالوں۔ اتنے میں اس فقیر نے اپنی زبان کو حرکت دی اسی وقت کیا دیکھتا ہوں کہ میرے چاروں طرف کی ساری زمین سونا بن گئی اور چمکنے کی قریب تھا کہ اس کی روشنی کے زور سے میری آنکھیں جاتی رہیں اور اس کی ہیبت مجھ پر طاری ہوگئی وہ شخص آگے بڑھ گیا۔ مجھے سلام کرنے کی بھی قدرت نہ رہی۔ اس کے بعد ایک دن میں نے ان کو طرطوس کے باہر ایک برج میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان کے سامنے ایک پانی سے بھرا ہوا کوزہ بھی تھا۔ میں نے سلام کرکے ان سے نصیحت کی استدعا کی۔ انھوں نے پاؤں پھیلا کر کوزہ کا پانی زمین پر گرادیا اور فرمایا کہ کثرت کلام نیکیوں کو اس طرح چوستی ہے جیسے زمین نے پانی کو چوس لیا۔ یہ نصیحت کافی ہے۔ جاؤ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میری بیماری

حکایت (۲۴۶) شیخ یوسف بن ہمدان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے راستہ مکہ معظمہ کو چلا۔ میرے ساتھ فقراء کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان میں ایک جوان تھے جن کی عمدہ صحبت اور رعایت حال اور اشتغال دوام بالذکر و مناجات پر مجھے رشک آتا تھا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو وہ جوان سخت بیمار ہوئے اور ہم سے الگ ہوگئے۔ میں ان کی حالت دریافت کرنے کے لیے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ

چلا۔ ان کے پاس پہنچ کر جب ہم نے ان کی شدت تکلیف دیکھی تو بعض ساتھیوں نے کہا کہ اگر ان کے واسطے طبیب کو بلائیں تو اچھا ہو تاکہ ان کی بیماری کی تشخیص کرے ممکن ہے اس کے پاس کوئی موافق دوا نکلے۔ اس جوان نے ان کی باتیں سنیں اور مسکرا کر کہا۔ اے میرے مشائخ اور دوستو۔ موافقت کے بعد مخالفت بہت ہی بری ہے جس کے لیے اللہ نے ایک حال پسند کیا ہو وہ دوسرا حال چاہے تو کیا اس نے اللہ کے ارادے میں اس کی مخالفت نہیں کی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے کلام سے سخت خجالت ہوئی۔ انہوں نے ہماری طرف دیکھ کر کہا کہ اگر کشتہ محبت کی دوا عشق سے بے خبر ہونے والے کے پاس مل سکتی ہے تو اس کے لیے دوا طلب کرنے میں مضائقہ نہیں۔ بیماری اور امراض میں نفس کی تطہیر اور گناہوں کا کفارہ ہے اور موت کی یاددہانی ہے۔ اور کشتہ محبت کی بیماری نفس کا مشاہدہ کرنا اور خواہش کی موافقت کرنا ہے۔ پھر چند اشعار پڑھے۔

بید اللہ دوائی و بعلم اللہ دائی　　انما اظلم نفسی باتباعی لھوائی

کلما داویت دائی غلب الداء دوائی

(ترجمہ) اللہ ہی کے ہاتھ میں میری دوا ہے اور اسی کے علم میں میری بیماری ہے میں تو اپنے اوپر ظلم ہی کر رہا ہوں اپنی خواہش کی اتباع کر کے۔ جب میں اپنی بیماری کا علاج کرتا ہوں تو میری بیماری دوا پر غالب آ جاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔ آمین۔

نعمت اور احسان اور زیادہ ہوتے تھے

حکایت (۲۴۷)　ایک فقیر فرماتے ہیں کہ میں ایک دن خلوت مع اللہ اور سیاحت کی نیت سے جنگل کا قصد کر کے چلا تین دن سفر کرتا رہا تو چوتھے روز میرے باطن میں بےقراری اور اضطراب پیدا ہو گیا اور ظاہر پر

بھی حرکت زیادہ ہونے لگی اس اثنا میں ناگاہ دو آدمی ادھیڑ عمر کے خوبصورت
چھتری میں میرے پاس پہنچے اور مجھے سلام کیا میں نے جواب دیا۔ پوچھا تیرا
کیا نام ہے میں نے کہا عبداللہ ایک نے ان میں سے کہا۔ ہم بھی اللہ کے
بندے ہیں۔ اللہ کی طرف جارہے ہیں۔ ہم تینوں آگے چلے جب نماز ظہر
کا وقت آیا تو ایک نے مجھ سے پوچھا کیا یہی وقت ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس
نے کہا ہمیں نماز پڑھا دو گے۔ میں نے کہا اس بوجھ سے مجھے سبکدوش کر
دو۔ تم میں سے کوئی پڑھا دے۔ چنانچہ ایک نے نماز پڑھائی اور ہم سب
نے سنت نماز ادا کی جب امام اپنی سنتوں سے فارغ ہوئے تو ہمارے
سامنے ایک طبق لے آئے جس میں ایک خوشہ انگور کا اور انجیر تھے۔ ایسے
عمدہ کہ میں نے ایسے کبھی نہیں دیکھے۔ اور کہا بسم اللہ۔ ہم سب نے بقدر
ضرورت کھایا اور وہاں سے چلے۔ جب دوسرے دن نماز ظہر کا وقت آیا تو
میری طرف دیکھ کر کہا۔ یہی وقت ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں پھر کہا ہمیں نماز
پڑھا دو گے۔ میں نے کہا اس بوجھ سے مجھے سبکدوش کر دو اس نے
دوسرے ساتھی سے کہا تم نماز پڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھائی۔
جب ہم سنتیں پڑھ کر فارغ ہوئے اور امام بھی فارغ ہوئے تو امام نے ایک
طبق حاضر کیا جس میں انگور اور انجیر تھے۔ ہم نے پیٹ بھر کر کھایا اور
پیٹ بھرنے کے بعد باقی چھوڑ کر کھڑے ہوئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو
میرے دل میں آیا کہ یہ لوگ ضرور مجھے نماز پڑھانے کو کہیں گے اور
مجھے موافقت بھی لازم ہے اور ویسا ہی فعل بھی ضرور ہے۔ پھر میں نے
آنکھ آسمان کی جانب اٹھا کر کہا اے اللہ آپ بدون استحقاق کے نعمت دینے
والے ہیں اور میں بھی آپ کا ضعیف بندہ ہوں۔ کسی طرح نعمت کا مستحق
نہیں ہوں۔ لیکن اپنی خواہش آپ کے سامنے لایا ہوں۔ آپ ہر شے پر

قادر ہیں۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو ایک نے مجھ سے پوچھا یہی وقت ہے۔ میں کہا ہاں۔ کہا تم نماز پڑھاؤ گے۔ میں نے کہا انشاء اللہ ایک نے ان میں سے اقامت کہی اور میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اور سلام پھیر کر دو رکعتیں سنتیں ادا کیں۔ پھر میں نے سیدھی جانب پھر کر دیکھا تو وہ طبق رکھا تھا اور اس میں انگور کا خوشہ اور انجیر اور انار تھے۔ میں نے وہ طبق ان کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے اور میں نے مل کر کھایا اور کچھ بچیہ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور میں نے حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے بدون استحقاق کے مجھے ایسی نعمت عطا فرمائی۔ اس کے بعد ہم چالیس دن مقیم رہے۔ ہر ایک اپنے مقصود کی طرف متوجہ تھا اور نمازوں کے وقت جمع ہوتے تھے اور ہر ایک ایک دن نماز پڑھاتا تھا اور جب سلام پھیرتا تو طبق مذکور پیش کرتا اور میں بھی اسی طرح ان کے ساتھ رہا۔ اور ایک طبق جس میں انگور، انجیر اور انار ہوتے تھے اپنی باری کے دن پیش کرتا تھا۔ جب چالیس دن ہو گئے تو انہوں نے کہا تمہارا اللہ حافظ میں نے کہا تمہارا بھی۔ اور ہم سب ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور کسی نے دوسرے سے کوئی بات نہ پوچھی۔ پھر میں اس کے بعد بھی ایک مدت تک اسی حال پر رہا مجھ پر ہر روز اللہ کی نئی نئی نعمت اترتی تھی۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اور جب اللہ کا شکر ادا کرتا تھا تو نعمت واحسان اور زیادہ ہوتے تھے۔

یہ فقیر اکابر میں سے تھا

حکایت (۲۴۸) ایک بزرگ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں سیر وسیاحت کے ارادے سے جنگل میں داخل ہوا اور وہاں بہت دنوں رہا نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ مجھے پیاس لگی اور بہت شدت سے لگی میں راستے سے پھر کے ایک مکان کی جانب گیا جو سامنے جنگل کے کنارے نظر آرہا تھا۔ جب

میں اس کے قریب ہوا تو ایک وحشی جانور اس میں سے نکل بھاگا۔ میں اس مکان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص قبلہ کی جانب منہ کیے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں نے انھیں بلایا تو وہ مردہ تھے اور دو وحشی جانور ان کے کھانے کی فکر کر رہے تھے۔ میں ان کی تجہیز میں مصروف ہوا اور قبر کھودنے کے واسطے باہر نکلا۔ لیکن پیاس کی شدت کے سبب کچھ نہیں کر سکتا تھا میں اس تجویز میں تھا کہ ایک شخص جنگل سے میرے سامنے آیا اور مجھے سلام کر کے کہنے لگا کیا تم نے فقیر کی تجہیز کر لی۔ میں نے کہا ابھی نہیں۔ کہا میرے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چلو وہاں پانی کا چشمہ ہے۔ میں ان کے ساتھ چل کر پانی کے چشمہ پر پہنچا۔ وہاں ایک مشکیزہ بھی پڑا ہوا تھا اور میں اسی پیاس کی حالت میں تھا۔ سیراب ہو کر پانی پیا اور اس شخص کے پاس ایک کوزہ تھا۔ ہم نے مشکیزہ اور کوزہ بھر لیا۔ اور اس فقیر کے پاس آ کر غسل دیا اور انھیں کی ایک گدڑی کا کفن پہنا کر ان کی نماز ادا کی اور دفنایا۔ جب ہم دفن سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ یہ فقیر اکابر میں سے تھے۔ لیکن وہ خود آپ نہیں جانتے تھے کیونکہ اللہ سے بہت ڈرتے تھے اور اللہ نے انھیں پوشیدہ ہی رکھا۔ پھر وہ شخص میرے پاس سے ایسے غائب ہوئے گویا کسی نے انھیں اچک لیا۔ میں نے قبر پر کھڑے ہو کر قرآن پاک کی کچھ تلاوت کی اور اس کا ثواب فقیر کو بخشا اور پھر اللہ سے اس کی خدمت سے سوال کیا اور اللہ نے دعا قبول کی اور بہت مدت اس کی برکت مجھے محسوس ہوتی رہی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ آمین۔

جو چاہتے ہیں مل جاتا ہے

حکایت (۲۴۹) مؤلف فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض سادات نے

بیان کیا کہ وہ ایک طویل مدت تک ایک ساحل پر تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ جب عید الفطر آئی تو نماز عید کے لیے ایک شہر کی جانب روانہ ہوئے تاکہ مسلمانوں کے ساتھ عید کی نماز ادا کریں۔ فرمایا جب میں نماز ادا کر چکا تو اپنی جگہ پر پہنچا تو وہاں ایک شخص کو نماز پڑھتے پایا اور حجرہ کے دروازے میں ریت پر ان کے پاؤں کا کوئی اثر نہ تھا۔ مجھے تعجب ہوا کہ وہ کیونکر داخل ہوئے۔ پھر وہ بڑی دیر تک روتے رہے اور میں اس سوچ میں تھا کہ آج عید کا دن ہے ان کے سامنے کیا پیش کروں کیونکہ وہ میرے مہمان ہیں۔ میں نے کچھ نہ پایا۔ انہوں نے میری طرف نظر کر کے کہا اے شخص اس کا فکر مت کر کیونکہ غیب میں وہ وہ چیزیں ہیں جنہیں تو نہیں جانتا۔ لیکن اگر تیرے پاس پانی ہو تو حاضر کر۔ میں پانی لانے کے واسطے لوٹا لینے گیا تو ان کے پاس دو روٹیاں بڑی گرم رکھی تھیں۔ گویا ابھی تنور سے نکالی گئی ہیں۔ اور بہت سا بادام کا حلوہ بھی تھا۔ میں نے سب ان کے سامنے حاضر کیا۔ انہوں نے روٹی کے ٹکڑے کیے اور حلوہ میرے سامنے رکھا اور کہا کھاؤ اور حلوہ اٹھا اٹھا کر مجھے دیتے گئے۔ میں کھاتا گیا انہوں نے میرے ساتھ ایک دو ٹکڑے حلوے کے سوا کچھ نہ کھایا مجھے تعجب ہوا۔ اور اس وقت اس کھانے کا موجود ہونا بہت عجیب معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا تعجب نہ کرو اللہ کے ایسے بھی بندے ہیں کہ جہاں کہیں جو چیز چاہتے ہیں انہیں مل جاتی ہے۔ اس سے مجھے اور تعجب ہوا اور دل میں ارادہ کیا کہ ان کے ساتھ صحبت اور مواخاۃ کی استدعا کروں۔ فرمایا تم مواخاۃ میں جلدی نہ کرو۔ انشاء اللہ میں ضرور تمہارے پاس لوٹ آؤں گا اور اسی وقت غائب ہو گئے اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ کہاں گئے اس سے مجھے تعجب پر تعجب اور زیادہ ہوا۔ جب ساتویں شوال کی رات

آئی تو میرے پاس آئے اور مجھ سے مواخاۃ کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونفعنا بہما۔

عجیب کرامت کے ولی

حکایت (۲۵۰) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انھیں راوی نے ایک بار مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک جگہ خلوت گزیں تھا۔ ایک رات بعد عشاء میں بیٹھا جاگ رہا تھا کہ میں نے خلوت کدہ میں دو آدمی دیکھے۔ حالانکہ دروازہ اندر سے بند تھا مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیونکر داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر میرے ساتھ گفتگو کرتے رہے اور فقراء کے تذکرے کرتے رہے اور یہ واقعہ ملک شام کے ایک شہر میں ہوا تھا اور ان دونوں نے ملک شام کا ایک آدمی مجھ کو بتایا اور ان کی تعریف کی اور کہا وہ بہت اچھا آدمی ہے کاش اسے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کہاں سے کھاتا ہے۔ پھر کہا اپنے فلاں دوست کو ہمارا اسلام پہنچاؤ اور بعضوں کا نام بتایا۔ میں نے کہا وہ تو حجاز میں ہے۔ تم انھیں کیونکر جانتے ہو۔ کہا ہم سے وہ مخفی نہیں ہے۔ پھر وہ محراب کی طرف بڑھے۔ میں سمجھا کہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں مگر دیوار کے اندر سے نکل گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و عنہ و نفعنا بھم وبجمیع الصالحین۔ آمین و تفضل علینا بفضلہ وجاد علینا بلطفہ و کرمہ وجودہ انہ جواد کریم۔

فلاں کو ہمارے سلام پہنچادو

حکایت (۲۵۱) مؤلف فرماتے ہیں کہ انھیں راوی نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے پاس سواحل شام میں خلوت میں دو شیخ داخل ہوئے۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۷۲۳ھ میں عصر کی نماز کے بعد ہوا ہے انھیں معلوم نہ ہوا کہ کیونکر داخل ہو گئے۔ نہ یہ معلوم ہوا کہ کہاں سے آئے مجھے ان

سے خوف معلوم ہوا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور مجھ سے مصافحہ کیا تو کچھ خوف رفع ہوا اور ان سے موانست پیدا ہوئی۔ میں نے کہا تم کہاں سے آرہے ہو۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ تمہارے جیسا آدمی یہ بات پوچھے۔ میں نے جو کی روٹی کے ٹکڑے ان کے سامنے پیش کیے انہوں نے کہا ہم اس واسطے تمہارے پاس نہیں آئے۔ میں نے کہا پھر کیوں آئے ہو۔ کہا فلاں شخص کو سلام پہنچوانے کے واسطے آئے ہیں اور اس شخص کا نام اس سے پہلے ہی بتا چکے تھے۔ اور کہا ان سے کہہ دو کہ خوش ہو جائیں میں نے کہا تم انہیں جانتے ہو۔ کبھی ان سے ملے ہو۔ کہا ہاں ہم ان سے ملے ہیں اور وہ ہم سے نہیں ملے۔ میں نے کہا اس بشارت کا تمہیں کون ملا ہے۔ کہا ہاں۔ پھر کہا کہ وہ مشرق سے اپنے بھائیوں کے پاس سے آرہے ہیں۔ پھر وہ اسی وقت غائب ہو گئے میں نے انہیں پھر نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عن الجمیع ونفعنا بہم۔ آمین۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بشارت تائید کرتی ہے اس حکایت کی جو اس شیخ مبشر مذکور نے خواب میں دو صالحوں کو دیکھا کہہ رہے ہیں کہ تمہیں یا ہمیں زمین نہیں نگلے گی یہاں تک کہ تمہیں ہمارے پاس کھینچ لائے اور وہ قصہ بھی اس کا موید ہے کہ انہیں بزرگ کی نسبت بعض مشائخ نے جو اکابر اولیاء میں تھے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص حطیم کعبہ کے اندر کھڑے ہوئے ہیں اور ان کا سر کعبہ کی چھت کے برابر ہے اور ان مشائخ سے کہہ رہے ہیں کہ فلاں شخص کو میرا سلام پہنچاؤ اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ ہمارے آنے تک وہ صبر کریں۔ میں نے کہا۔ آپ کون ہیں کہا میں خضر ہوں۔ رضوان اللہ علیہ ونفعنا وجمیع المسلمین بہ آمین۔

اسی طرح ایک صالح سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے خواب میں کہا

گیا مگر فلاں شخص سے کہہ دو کہ اپنی طلب سے زیادہ کی بشارت تمھیں دی جاتی ہے اور تمہارے مطلوب میں بطور امتحان تاخیر کی گئی ہے۔ پھر کہا جو کچھ اخیر عمر میں ہو جائے وہ اچھا ہے اور اس کا نتیجہ بھی اچھا ہے۔ اے اللہ ہم سے تو اپنے لائق معاملہ کر اور ہمارے لائق معاملہ نہ کر۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ مجھ سے انھیں بزرگ نے جن کا ذکر پہلے ہوا ہے فرمایا کہ میں نے شام کے ایک ساحل پر ایک جوان کو اپنے قریب دیکھا ہم تین دن تک وہاں رہے نہ وہ میرے پاس آئے نہ میں ان کے پاس گیا۔ پھر میرے جی میں آیا کہ میں ان سے مل کر بات چیت کروں۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور سلام کر کے دو رکعت نماز کی نیت سے تکبیر تحریمہ کہی۔ لیکن نماز میں اپنے پہلو کی طرف دیکھ بھی لیتا تھا۔ ناگاہ وہ شخص میری نظر سے غائب ہو گئے۔ صرف مصلی اور نعلین وہاں رکھے رہے اور ان کا پتہ نہ چلا۔ اسی طرح میں نے اکثر جنگلوں میں فقراء سے ایسے واقعات دیکھے ہیں بعض تو فی الحال مجھ سے غائب ہو گئے اور بعض مجھ سے مل کر بات چیت بھی کرتے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سید صاحب جن کا تذکرہ اوپر گذرا انھوں نے صرف ایک وضو سے بارہ دن تک نماز ادا کی ہے اور .... آپ کو اس کتاب کی تالیف کے زمانہ تک پندرہ برس گذر گئے کہ آپ نے زمین پر پہلو نہ لگایا۔ اور کئی روز گذر جاتے ہیں جن میں آپ کچھ نہیں کھاتے۔ اگر کھاتے تو تھوڑی سی چیز خشک سخت کھالیا کرتے مجھ سے بڑی موافقت کے بعد میرے ساتھ صرف ایک ٹکڑا گوشت کا منٰی میں تناول فرمایا اور فرمایا انھیں بہت سال ہو گئے کہ بلا اپنے اختیار کے حج کرتے ہیں کیونکہ منکرات اور آفات دیکھ کر ان کا جی نہیں چاہتا۔ مگر ان کو حج کا حکم ہوتا ہے

تو ناچار حاضر ہوتے ہیں رضی اللہ عنہ وتعمابہ۔

یہ دفینہ ابو العباس کے پاس لے جاؤ

حکایت (۲۵۲) ایک بزرگ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ سیاحت اور بزرگوں کی زیارت کی غرض سے عراق کی جانب میں نے سفر کیا۔ ایک شہر مجھے نظر آیا میں اس کی طرف گیا تاکہ کوئی آرام کی جگہ تلاش کروں۔ ایک ویران مکان نظر آیا جو شہر کے کنارے پر واقع تھا اور اس کے آثار مٹ رہے تھے۔ میں وہاں تھوڑی دیر بیٹھا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں ایک ہاتف نے مجھ سے کہا کہ تیرے پہلو کی دیوار میں ایک دفینہ ہے اسے نکال لے اس کا کوئی مالک نہیں ہے۔ وہ تیری ملک ہے۔ اسے لے جا یہ دیکھ کر میں جاگ اٹھا۔ اور اپنے پہلو کی جانب دیکھا تو ایک لکڑی پڑی ہے۔ اس سے دیوار کھودنے لگا۔ ذرا سا ہی کھودا تھا کہ ایک کپڑے کا ٹکڑا ملا جس میں پانچ سو دینار بندھے ہوئے تھے۔ میں نے اسے اپنے دامن میں باندھا اور اس مکان سے نکلا اور اس سوچ میں پڑ گیا کہ اس کو کیا کروں۔ کبھی خیال آتا تھا کہ اسے فقراء کو دے دوں کبھی خیال آتا تھا کہ اس کی دکان خرید کر فقراء پر وقف کردوں اور اور خیال آنے لگے۔ اس رات جب میں سویا تو میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا اے فقیر ارادت اور دنیا کی زیادت کی طلب دونوں جمع نہیں ہوتے اور اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملائی۔ پھر فرمایا کہ یہ دفینہ خضر اہ والے ابو العباس کے پاس جو بغداد کی فلاں مسجد میں رہتے ہیں لے جا اور ان کے حوالے کردے۔ یہ خواب دیکھ کر میں جاگا اور تازہ وضو کر کے نماز ادا کی اور اسی وقت بغداد کی طرف روانہ ہوا اور اس مقام میں جہاں شیخ تھے پہنچا اور ان سے سارا حال بیان کیا اور وہ مال ان کے حوالے کیا۔ انہوں نے

دریافت کیا کہ تم سے حضرت نے کب فرمایا تھا۔ کہا ایک ہفتہ ہوا۔ فرمایا ایک ہفتہ ہوا اے بیٹے میں نے بھی آپ کو خواب میں دیکھا تھا فرمایا اگر تمہارے پاس فقیر پہنچے جس کے پاس میری بھیجی ہوئی چیز ہو گی اسے لے لیجیو اور اسے خرچ کر لیجیو۔ پھر فرمایا اے بیٹے ہمیں سات روز گذرے کہ ہمارے یہاں کھانے کو کچھ نہیں ہے اور ایک شخص کا ہم پر کچھ قرضہ ہے وہ بھی سخت تقاضا کر رہا ہے۔ اب اللہ نے وہ فاقہ تیرے ہاتھ سے دفع کیا۔ پھر فرمایا میں خدا کے واسطے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے یہاں قیام کر اور ایک لڑکی کا میں تیرے ساتھ عقد کیے دیتا ہوں میں نے کہا حضرت میں یہ کیونکر کر سکتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کے شغل میں مشغول ہوں اور جو کچھ مجھ سے حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا وہ میں آپ سے عرض کر چکا ہوں۔ فرمایا اچھا تین دن تک ہمارے یہاں مہمان رہو۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ تین دن تک وہ میرے ہی ساتھ رہے۔ صرف کام کے وقت چلے جاتے تھے۔ پھر میں .... انہیں وداع کر کے روانہ ہوا۔ رضی اللہ عنہما۔

مہمان نوازی اور اکرام مسلم

حکایت (۲۵۳) ایک فقیر سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ملک خراسان کے ایک شہر میں داخل ہوا اور بازار میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک خوب صورت جوان راستہ میں ملے اور سلام کیا اور میرے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ جب میں بازار سے نکلا تو کہا خدا کے لیے میرے مہمان ہو جاؤ۔ میں ان کے ساتھ گیا تو وہ مجھے ایک خوب صورت گھر میں لے گئے جہاں خیر کے آثار معلوم ہوتے تھے مجھے بٹھا کر تھوڑی دیر غائب ہوئے اور ایک بڑے بوڑھے آدمی کو ہمراہ لے آئے مجھ سے کہا یہ میرے باپ ہیں ان

کے واسطے دعا کرو۔ میں ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ وہ شخص کھانا لے آئے ہم نے کھانا کھایا اور ہاتھ دھو کر میں جانے لگا تو اس نے کہا آپ تین دن تک میرے مہمان ہیں چنانچہ میں تین دن تک انکے یہاں رہا۔ ہر روز وہ میرا اکرام زیادہ کرتے تھے۔ جب چوتھا روز ہوا تو میں نے رخصت ہو کر نکلنا چاہا تو اس شیخ نے کہا اے بیٹے آج تم میرے مہمان ہو۔ اس دن میں نے شیخ کے یہاں قیام فرمایا۔ جب دوسرا دن ہوا تو خدا حافظ کر کے کھڑا ہوا اور رخصت ہو کر چلا تو وہ جوان پھر میرے پیچھے ہو لیا۔ جب میں شہر پناہ سے باہر نکلا تو اس نے مجھے رخصت کیا اور روٹی اور حلوہ اور ایک بٹوہ مجھے دے کر کہا۔ حضرت یہ راستہ کا توشہ ہے اسے قبول فرمائیے۔ میں اسے لے کر دو دن متواتر چلا اور ایک دوسرے شہر میں داخل ہوا اور فقراء کو تلاش کر رہا تھا تاکہ جو کچھ پاس ہے وہ ان کے حوالے کروں۔ اتنے میں ایک خوبصورت شیخ میرے سامنے آئے۔ میں نے انھیں سلام کیا اور دل میں آیا کہ یہ شخص ولی اللہ ہے۔ چونکہ نماز کا وقت قریب آگیا تھا میں مسجد میں داخل ہوا اور نماز ادا کر کے بیٹھا رہا۔ مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا۔ خواب میں ایک ہاتف نے مجھ سے کہا کہ وہ بٹوہ جو تمہارے پاس ہے اس شیخ صالح کو جو ابھی تمہارے سامنے سے گذرے تھے دے دو۔ وہ اللہ کے صالح بندے ہیں۔ میں اسی وقت بیدار ہوا اور ان کی تلاش میں نکلا اور کہا اے اللہ انھیں شیخ کی حرمت سے ان کی ملاقات کرا دیجئے۔ ابھی یہ دعا پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ وہی بزرگ نہر سے لوٹے میں پانی لیے ہوئے میرے سامنے آئے۔ میں نے بٹوہ کھولا تو اس میں پانچ دینار اور پانچ درہم تھے۔ میں نے انھیں جمع کیا اور ان کا ہاتھ چوم کر ان کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ انھوں نے وہ دام لے لیے اور فرمایا اے بیٹے جو غیر اللہ پر نظر رکھتا ہے

اے خدا کے یہاں سے کچھ نہیں ملتا۔ میں نے کہا حضرت میرے واسطے خدا سے دعا کیجئے کہا یحفظك الله ویحفظ بك ویحفظ علیك میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ فرمایا اخلاص کو لازم پکڑ اور اپنے اور اللہ کے درمیان جو عہد ہے اس کی نگہداشت رکھ۔ پھر مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خدا کے بندوں کا خادم

حکایت (۲۵۴) ایک شخص نے اپنے آپ کو فقراء کے ہاتھ انہیں کا حق ادا کرنے کے واسطے فروخت کیا لوگوں نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو اور اپنے آپ کو کیوں بیچتے ہو۔ کہنے لگا۔ اے قوم یہ فعل ایک ایسے امر کی وجہ سے کیا ہے جس سے مجھے اللہ تعالیٰ نے مطلع کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن میں سویا ہوا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے سامنے آکھڑے ہوئے ایک نے پوچھا کہ تم اس ارشاد خداوندی ان عبادی لیس لك علیهم سلطان کے متعلق کیا کہتے ہو میں نے کہا خدا جانے۔ انہوں نے کہا جواب دینا ضروری ہے۔ میں نے کہا جو شخص اللہ کا بندہ ہوتا ہے اس پر دشمن کا بس نہیں چلتا۔ دوسرے فرشتے نے پوچھا عبد کے کیا اوصاف ہوتے ہیں۔ میں نے کہا خدا جانے۔ اس نے کہا جواب ضروری دینا ہوگا۔ میں نے کہا عبد کی صفت یہ ہے کہ آقا کے حکم کی فرمانبرداری کرے اور اس کے جملہ ممنوعات سے پرہیز کرے یہ سن کر وہ غائب ہو گئے جب صبح کے وقت میں بیدار ہوا تو اپنی حالت کے متعلق سوچنے لگا تو اپنے کو عبودیت کے قابل پایا نہ مراقبہ کے اندر سوائے فقراء کے کسی کو جامع ان صفات محمودہ کا نہ پایا۔ پھر یہی خیال آیا کہ اپنے آپ کو ان کے ہاتھ فروخت کر دوں تاکہ بندوں ہی کا غلام بنا رہوں۔ اب میں ان کے

غلاموں کا غلام ہوں پھر رو کر کہا قسم ہے اس کے حق کی کہ میں نے اپنے کو نہ ان کی مجالست اور مراقبہ کے قابل پایا۔ اور نہ ان کی خدمت کے لائق پایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

تیرا رزق سات سمندر پار سے بھی ملے گا

حکایت (۲۵۵) ایک فقیر کی حکایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بال بچوں کے خرچے کے متعلق سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک میرا قلب مشغول رہا اور آرام کے لیے تھوڑی دیر سویا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک جزیرے میں وسط سمندر میں ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے کھانا پانی یہاں پر کہاں سے ملے گا۔ اور ایک ہاتف مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اے شخص اگر تیرا رزق سات دریا کے پار ہوگا جب بھی تیرے پاس پہنچے گا۔ میں خوش خوش اٹھا اور وہ فکر مجھ سے زائل ہو گئی۔ پھر اس کے بعد بعض دوستوں کے ذریعہ ایک ہدیہ میرے پاس ایسے شخص کا آیا جس کا مجھے وہم بھی نہ تھا۔ میں نے کہا سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مخرج نکال دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اس کو روزی پہنچاتا ہے۔ جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

میں اس خاوند کے پاس نہیں رہوں گی

حکایت (۲۵۶) بعض مشائخ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی پر عاشق تھے۔ ایک دن اپنی بیوی کے ہمراہ گھر میں سوئے ہوئے تھے کہ ان پر ایک حالت طاری ہوئی انہوں نے اس حالت میں جو کچھ کہا وہ بیوی سنتی رہی اور وہ حالت دیکھتی رہی اور حالت بہت بری تھی جب مجھے

اتفاق ہوا بیوی نے پوچھا۔ حضرت آپ کی کیا حالت تھی۔ میں نے کہا تم نے کیا دیکھا۔ کہا اچھا ہی دیکھا۔ میں خاموش ہو گیا۔ پھر وہ باہر نکلی۔ میں نے اسے جانے دیا۔ اس نے ہمارے ایک نوکر سے کہا میری ماں اور بہن کو بلا لاؤ وہ بلا لایا ان کے ساتھ ملی اور ان سے بیان کیا کہ میرے خاوند کا یہ قصہ ہوا اور سارا قصہ بیان کیا اور کہا میں ہرگز اس کی بیوی بن کے نہیں رہوں گی وہ مجنون ہے میں اس کے ساتھ ایک گھر میں نہیں رہوں گی۔ اس کے رشتہ داروں نے بہت کچھ نصیحت کی اور واپس لوٹنا چاہا مگر اس نے انکار کیا۔ انہوں نے کہا گھر ہی میں رہو تاکہ ہم ان سے ملیں۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں اس کے پاس گیا اور پوچھا تیرا کیا مقصود ہے کہنے لگی جدائی۔ ورنہ میں اپنا خون کر لوں گی اور تم ہی اس خون کا سبب ہو گے۔ میں نے کہا ایک ہفتہ صبر کر اس نے کہا اچھا............. مجھے اس کے فراق کا سخت صدمہ تھا اور میں اسے بہت کچھ دے کر راضی کرنا چاہتا تھا۔ وہ نہیں مانتی تھی۔ میں نے رشتہ داروں کی ایک جماعت سفارش کے واسطے روانہ کی اس نے ان کی بھی نہ مانی............. جب مجھے اس کے ارادہ کا عزم معلوم ہو گیا تو مجھ کو سخت تشویش ہوئی اور پریشانی لاحق ہوئی اور میری حالت متغیر ہو گئی میرے دل میں تشویش پیدا ہو گئی اور کسی کو اس کا مٹانے والا نہ پایا۔ جب مہلت کے دنوں میں سے صرف ایک رات باقی رہ گئی اور میری حالت دگرگوں ہو گئی اور زمین مجھ پر تنگ ہو گئی تو میں نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور اپنا کام اس کے سپرد کر کے عزم بالجزم کر لیا کہ جو کچھ وہ کرے میں اس پر راضی ہوں اور میں نے یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ يَا عَالِمَ الْخَفِيَّاتِ وَيَا سَامِعَ الْاَصْوَاتِ يَا مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ وَيَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ اَسْتَغِيْثُ بِكَ وَاسْتَجَرْتُ بِكَ

یا منجیہ ' اجرنی ' ۳ مرتبہ پھر میں بیٹھا رہا۔ جب نصف رات گذری اور قبلہ کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھا تھا ناگاہ وہ گھر میں داخل ہوئی اور میرے پاؤں چومنے لگی اور کہا میں خدا کے لیے تم سے سوال کرتی ہوں کہ مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ اور میں اپنے فعل سے توبہ کرتی ہوں اور اللہ کی طرف رجوع کرتی ہوں اور اس سے سوال کرتی ہوں کہ وہ میری توبہ قبول کر لے۔ میں نے کہا جب تک مجھے اس کی وجہ نہ بتاؤ گی میں راضی نہ ہوں گا اس نے کہا میں رات اپنے ارادہ پر مصر تھی۔ ایک شخص میرے خواب میں آیا اس کے ایک ہاتھ میں کوڑا اور دوسرے میں چھری تھی اور کہا اگر اس بات سے تو رجوع نہ کرے گی تو تجھے اس چھری سے ذبح کر دوں گا پھر میری پشت پر تین کوڑے لگائے۔ میں ڈر کر اٹھ بیٹھی اور ان کوڑوں کی سوزش میرے قلب پر تھی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد سو گئی پھر اس شخص کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں کوڑا اور چھری تھی اور کہا کیا میں نے تجھے نصیحت نہیں کی تھی۔ میں نے تجھے نہیں ڈرایا اور حکم نہیں کیا اور ہاتھ اٹھایا اتنے میں گھبرا کر میں چونک اٹھی اور تمہارے پاس دوڑی آئی تاکہ تم میری توبہ قبول کر لو اور راضی ہو جاؤ اور اللہ سے میرے لیے دعا کرو۔ پھر اس نے کپڑا اٹھایا تو تین زخم میں نے دیکھے۔ میں نے کہا خدا میری اور تیری توبہ قبول کرے۔ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں راضی ہو گیا۔ اس نے کہا میں اپنا مہر اللہ کے شکر میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ اور میرے پاس زیور کے بیس درہم ہیں وہ بھی اور میرا کپڑا بھی اللہ کے شکر میں فقیروں کا ہے جب صبح ہوئی تو اس نے اپنا عہد پورا کیا اور میں نے بھی سوچا کہ اللہ نے اپنے لطف و کرم سے جو کچھ مجھ پر عنایت فرمائی یہ اس کے فعل پر راضی رہنے کا نتیجہ ہے اور یقین ہو گیا کہ کل کام اللہ سبحانہ کے قبضہ

قدرت میں ہی ہیں پھر میں اس کے ساتھ سات سال تک نہایت عیش و سرور میں رہا اور اللہ کے ہر فعل پر راضی تھا۔ پھر وہ بیوی مر گئیں۔ رحمۃ اللہ علیہا۔ بعد موت کے میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ نہایت خوب صورت اور عمدہ عمدہ زیور اور لباس جو وصف سے باہر ہیں پہنے ہوئے نظر آئیں۔ میں نے کہا خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا اور تو نے کیا پایا۔ کہا تم دیکھ ہی رہے ہو۔ اب میں تمہاری ملاقات کی منتظر ہوں۔ جیسا تم مجھ سے راضی ہوئے خدا تم سے راضی ہووے۔

ایک ایک ہفتہ کا روزہ رکھتی تھی

حکایت (۲۵۷) اور ایک فقیر سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی۔ میں جو کچھ اسے حکم کرتا جا لاتی تھی۔ میں نے اس سے کہا اے لونڈی تو مجھے کوئی شعر پڑھ کر سنا سکتی ہے اس نے کہا ہاں۔ اے آقا۔ میں نے کہا تو سنا۔ اس نے یہ شعر سنایا۔

فلو لاك ياليلى ولولاك يانعمى ولولاك ماطبنا ولا طابت الدنيا

(ترجمہ) اے لیلیٰ اگر تو نہ ہوتی اور اے نعمتو اگر تم نہ ہوتیں تو نہ ہم خوش رہتے نہ دنیا اچھی لگتی۔ میں نے کہا خوب سنایا۔ اس کا عوض کیا مانگتی ہے تجھے آزاد کر کے کچھ مال دے دوں تو اس کا عوض ہو جائے گا۔ اس نے کہا اے آقا تم ہی میرے مقصود ہو اور عتق تو ایک احسان ہوگا مجھ پر اور منعم کو چھوڑ کر نعمت کی طرف متوجہ نہیں ہوتی ہوں۔ میں نے کہا تو خدا کے واسطے آزاد ہے اور جو کچھ گھر میں ہے سب تیری ملک ہے۔ اس کلام سے میرا دل بھر آیا اور میں اسی وقت سیاحت کے واسطے چلا گیا اور اسے چھوڑ کر ایک سال تک غائب رہا اور اس کی بات کا جب دل میں خیال آتا تھا تو تیر کی مانند دل میں چبھتا تھا اور اس حالت میں حد سے زیادہ حالات دیکھے

پھر میں اپنے قدیم مکان کی طرف جس میں ہم تھے لوٹ آیا تو اس لونڈی کو اچھے حال میں پایا ایک ایک ہفتہ کا روزہ رکھتی تھی اور مہینہ میں چار دن کھایا کرتی تھی میں نے اس سے نکاح کیا اور وہ میرے ساتھ ایک سال تک رہی۔ میری حالت دیکھتی تھی اور میری خدمت کرتی تھی۔ پھر دوسرے سال اس کی وفات ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

پھر مجھے شرم آئی

حکایت (۲۵۸) ابو الحارث اولاسی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں قیدیوں کی رہائی کے وقت حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ جو قیدی سواری سے اتر کر آتا تھا تو مال سلطان میں سے کچھ لے لیتا تھا۔ میں نے کہا خدا کی قسم ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس مال سے بچتا ہو۔ چند روز کے بعد ایک شیخ آئے ان پر بھی دراہم اور خلوت اور طعام پیش کیا گیا۔ انہوں نے اس سے کچھ نہ لیا۔ میں نے جی میں کہا اللہ اکبر اور ان کے پیچھے ہو لیا اور پاس پہنچ کر اپنے پاس جو پاک مال تھا اسے پیش کیا اور کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے زمین کو اولیاء اللہ سے خالی نہیں رکھا۔ انہوں نے میرے دراہم قبول نہیں کیے اور ساحل کے ریت پر ہاتھ مارا فوراً وہ ریت سرخ اور سبز یاقوت بن گئی اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا جس کا اپنے مالک کے ساتھ یہ حال ہو وہ درہم کا محتاج نہیں ہوتا۔ میں نے کہا اے حبیب اپنی اس حالت کے باوجود ملک روم میں آپ کیا عمل کرتے تھے۔ فرمایا میں نے اللہ کے ساتھ ایک معاہدہ میں خطا کی اور ادب کا لحاظ نہیں رکھا اس کی سزا میں قید ہوا جب میں نے توبہ کی تو اس نے قبول فرمائی۔ پھر مجھے شرم آئی کہ میں شہر روم سے نکلوں اور مسلمان وہیں قید رہیں ان کو وہیں چھوڑ دوں۔ اس سبب سے ان کے قید سے رہا ہونے تک میں نے تاخیر کی۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اصحابہ۔ آمین۔

حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بیت اللہ پہنچادیا

حکایت (۲۵۹) بعض بزرگوں سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ میرے پاس ایک شخص یمنی آئے اور کہا میں تمہارے واسطے ایک ہدیہ لایا ہوں پھر اپنے ساتھ کے ایک آدمی سے کہا تو اپنا واقعہ بیان کر۔ اس نے کہا میں صنعاء سے بارادہ حج چلا اور ایک جماعت میرے ساتھ آئی۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ جب تو نبی ﷺ کی زیارت کرے تو ہماری جانب سے بھی آپ کو اور آپ کے دونوں صحابیوں کو سلام پہنچا دیجیو۔ جب میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو اس شخص کا سلام بھول گیا اور بغیر ان کا سلام پہنچائے ہوئے ہم ذی الحلیفہ پر احرام کے واسطے پہنچے۔ جب میں نے احرام کا ارادہ کیا تو اس وقت وہ امانت مجھے یاد آئی۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میری سواری سنبھال رکھو۔ میں ایک ضرورت سے مدینہ منورہ جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا ابھی قافلہ کوچ کرے گا۔ اندیشہ ہے کہ تم قافلہ سے مل نہ سکو گے۔ میں نے کہا تم میری سواری کو اپنے ساتھ لے چلو۔ یہ کہہ کر میں مدینہ منورہ کو لوٹ گیا۔ اس وقت تک بہت رات گذر گئی تھی۔ ایک شخص میرے سامنے سے گذرا تو میں نے ان سے رفقاء کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا وہ روانہ ہو گئے۔ میں مسجد کی جانب واپس لوٹا اور یہ خیال کیا کہ اگر دوسرے کوئی ساتھی مل جائیں تو چلا جاؤں گا۔ یہ سوچ کر میں سو گیا۔ اخیر شب میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ شخص یہ ہے آپ نے میری طرف التفات فرمایا اور فرمایا ابو الوفاء میں نے کہا یا رسول اللہ میری

کنیت ابو العباس ہے فرمایا تم ابو الوفا ہو اور میرا ہاتھ پکڑ کر بیت اللہ الحرام میں بٹھا دیا میں مکہ معظمہ میں آٹھ دن رہا۔ اس کے بعد قافلہ پہنچا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک ابدال کے حالات:

ابدال میں داخل کرنے والی دعا

حکایت (۲۶۰) بعض صالحین سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم چند آدمی کوہ لبنان پر گئے تاکہ وہاں کے رہنے والے عابدوں اور زاہدوں میں سے کسی سے ملیں۔ ہم تین دن تک چلتے رہے حتیٰ کہ میرے پاؤں میں چوٹ آگئی۔ میں اسی اونچے پہاڑ پر بیٹھ گیا اور میرے ساتھی یہ کہہ کر کہ ہم گھوم کر آجائیں گے گشت کرنے چلے گئے دوسرے روز تک وہ لوٹ کر نہ آئے اور میں تنہا رہا۔ میں نے وضو کے واسطے پانی تلاش کیا تو پہاڑ کے نیچے ایک چشمہ ملا۔ میں وضو کر کے نماز کے واسطے کھڑا ہوا مجھے ایک قاری کی آواز آئی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو آواز کی طرف کو چلا۔ ایک غار نظر آیا۔ میں اس میں داخل ہوا تو اس میں ایک نابینا شخص بیٹھے تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور کہا تم جن ہو یا آدمی۔ میں نے کہا آدمی ہوں۔ کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ' میں نے یہاں تیس برس سے آدمی نہیں دیکھا سوائے تمہارے۔ پھر فرمایا شاید تم تھک گئے ہو گے۔ لیٹ جاؤ میں غار کے اندر داخل ہوا تو وہاں تین قبریں برابر برابر تھیں میں ان قبروں کے پاس سو گیا۔ جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو انھوں نے مجھے آواز دی کہ خدا تم پر رحم کرے نماز کا وقت ہے۔ میں نے ان سے زیادہ اوقاتِ صلوٰۃ کو جاننے والا کسی کو نہ پایا۔ میں نے ان کے ساتھ

نماز پڑھی اور وہ عصر تک پڑھتے رہے۔ جب عصر کی نماز پڑھ چکے تو کھڑے ہو کر یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ جب ہم مغرب کی نماز ادا کر چکے تو میں نے دریافت کیا کہ یہ دعا آپ کو کہاں سے پہنچی ہے فرمایا جو شخص اس دعا کو دن میں تین بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ابدال میں داخل فرمائے گا میں نے کہا آپ کو یہ کس نے سکھایا ہے۔ فرمایا تیرا ایمان اس کا متحمل نہ ہو سکے گا۔

اس دعا سے ابرار میں لکھا جاتا ہے

حکایت (۲۶۱) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام عارف باللہ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر عرفاء فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر روز یہ دعا............ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اجْبُرْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ ﷺ پڑھے تو وہ ابرار میں لکھا جاتا ہے۔

یہ لوگ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی دعا ہے۔ آمدیم برسر مطلب۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ہم عشاء کی نماز پڑھ چکے تو فرمایا کچھ کھاؤ گے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا غار کے اندر کے درجہ میں چلے جاؤ اور جو ملے کھالو۔ میں اندر گیا تو ایک پتھر پر اخروٹ منقی، خرنوب، سیب، انجیر، یہ سب چیزیں ایک ایک طرف رکھی ہوئی پائیں میں نے جتنا چاہا ان میں سے کھایا۔ رات بھر وہ جاگتے ہی رہے جب سحر کا وقت ہوا تو انہوں نے نماز وتر ادا کی۔ پھر جو کچھ موجود تھا اس میں سے کھایا اور بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز ادا کی اور بیٹھے ہی بیٹھے سو گئے حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو کر بقدر دو نیزوں کے بلند ہو گیا تو کھڑے ہوئے اور وضو کر کے غار میں

داخل ہوئے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ میوہ کہاں سے آتا ہے اس سے اچھا تو میں نے کبھی نہیں کھایا فرمایا یہ تم آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ اتنے میں ایک پرندہ آیا جس کے دونوں بازو سفید اور سینہ سرخ اور گلا سبز تھا اور اس کی چونچ میں منقی اور پاؤں کے بیچ میں اخروٹ تھے اس نے منقی کو منقی پر اور اخروٹ کو اخروٹ پر رکھا جب اس کے پروں کی آہٹ سنی تو فرمایا تو نے دیکھ لیا۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا یہی پرندہ میرے پاس یہ چیزیں لاتا ہے تیس سال سے۔ میں نے پوچھا کہ دن میں کے بار آتا جاتا ہے فرمایا سات بار میں نے حساب کیا تو چودہ بار آیا اور گیا۔ میں نے ان سے ذکر کیا تو فرمایا۔ تمہارے واسطے ایک بار ہم سے زیادہ لاتا ہے ہمیں اس قصہ سے معاف کرو۔ اور ان کا لباس ایک درخت کی چھال کا تھا۔ جو کیلے کے مثل تھا میں نے پوچھا یہ کہاں سے آپ کے پاس آتا ہے۔ فرمایا یہی پرندہ عاشورہ کے روز دس ٹکڑے اس چھال کے لاتا ہے۔ میں اس کا کرتہ پاجامہ بنالیتا ہوں۔ ان کے پاس ایک سوا بھی تھا جس سے وہ چھال سیتے تھے اور وہی چھٹی پرانی چھال کے ٹکڑے ان کے نیچے بچھے ہوئے تھے اور ان کے پاس ایک پتھر تھا جس میں پانی ڈال کر اس کا پانی بالوں پر ملا جاتا تو بال اکھڑ جاتے۔ ایک دن میں ان کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ سات آدمی ان کے پاس آئے جن کی آنکھیں لمبائی کی جانب چری ہوئی تھیں اور سرخ تھیں اور ان کا لباس ان کے بال ہی تھے۔ مجھ سے فارسی میں فرمایا ان سے نہ گھبراؤ یہ مسلمان جن ہیں۔ ایک نے سورۃ طٰہٰ آپ کو سنائی اور دوسرے نے سورۃ فرقان اور ایک نے سورہ رحمٰن کی کچھ آیتیں آپ سے سیکھیں۔ پھر وہ چلے گئے میں نے انہیں بعض مرتبہ سجدے میں یہ دعا پڑھتے سنا۔ اللھم امنن علی باقبالی علیک واصغائی الیک وانصاتی لک والفھم عنک والبصیرۃ فی

امرك والنفاذ فی خدمتك وحسن الادب فی معاملتك. اور اس دعا کو آواز سے پڑھتے تھے۔ میں نے کہا یہ دعا آپ نے کس سے سیکھی۔ فرمایا مجھے اس کا الہام کیا گیا ایک رات میں یہ دعا پڑھ رہا تھا کہ میں نے ایک ہاتف کو کہتے سنا کہ جب تم یہ دعا مانگو تو آواز سے۔ یہ دعا مقبول ہے۔ میں ان کے پاس چوبیس روز تک رہا۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اپنا قصہ بیان کر۔ تو میرے پاس یہاں کیونکر پہنچا۔ میں نے قصہ بیان کیا۔ فرمایا اگر تیرا یہ قصہ مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو تجھے اپنے پاس اتنے دنوں نہ رہنے دیتا۔ تو نے اپنے ساتھیوں کو پریشان کیا۔ انھیں تاخیر کے سبب سے ندامت ہوگی۔ تمہارا ان کے پاس لوٹ جانا میرے پاس ٹھہرے رہنے سے اچھا ہے۔ میں نے کہا۔ میں راستہ نہیں جانتا۔ آپ خاموش ہو رہے جب زوال کا وقت آیا تو فرمایا اٹھو چلو۔ میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ فرمایا ادب سیکھو اور بھوکا رہنا اختیار کرو مجھے امید ہے کہ تم قوم سے مل جاؤ گے اور مجھے ایک ہدیہ بھی دیا اور وہ یہ کہ فرمایا تم طواف زیارت کے دن زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان ڈھونڈو ایک شخص ان صفات کا ملے گا ان سے میرا سلام کہیو اور اپنے واسطے دعا کی خواستگاری کرو۔ پھر وہ مجھے لے کر غار سے باہر نکلے۔ دیکھا تو ایک درندہ غار کے دروازہ کے باہر کھڑا ہے اس سے آپ نے کچھ کہا جسے میں نہ سمجھا اور مجھ سے کہا اس کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ جب وہ کھڑا ہو جائے اپنے سیدھے بائیں طرف دیکھنا تمہیں راستہ مل جائے گا۔ وہ درندہ تھوڑی دیر میرے آگے چلا پھر کھڑا ہو گیا۔ جب میں نے اپنی سیدھی جانب نظر کی تو دمشق کی گھاٹی نظر آئی۔ میں دمشق کی جامع مسجد میں گیا تو بعض ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے قصہ بیان کیا اور ہم سب ان کی تلاش میں نکلے اور بہت سے آدمی

میرے ساتھ ہوئے چنانچہ ہم اسی پہاڑ اور چشمے پر پہنچے اور تین دن تک اس غار کو ڈھونڈا۔ مگر اس کا پتہ نہ چلا۔ پھر انھوں نے کہا یہ چیز تم پر ظاہر ہو گئی اور ہم سے پوشیدہ کی گئی ہے۔ میں ہر سال حج کرتا تھا اور اس شخص کو جس کا اس بزرگ نے پتہ دیا تھا تلاش کرتا تھا۔ وہ مجھے نہ ملے حتی کہ آٹھ برس گذر گئے اس کے بعد میں نے اس شخص کو جن کا پتہ اس بزرگ نے دیا تھا۔ زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان بعد عصر کے پایا۔ میں نے انھیں سلام کیا۔ انھوں نے جواب دیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ انھوں نے میرے واسطے چند دعائیں کیں۔ پھر میں نے کہا کہ ابراہیم کرمانی آپ کو سلام کہتے ہیں۔ انھوں نے دریافت کیا کہ تم نے انھیں کہاں دیکھا۔ میں نے کہا کوہ لبنان پر۔ مجھ سے کہا خدا ان پر رحم کرے۔ میں نے کہا کیا ان کی وفات ہو گئی کہا اسی وقت میں نے ان کو ان کے بھائیوں کے ہمراہ غار میں دفن کیا ہے اور ان کی نماز ادا کی ہے جب ہم غسل دیتے تھے تو اس وقت وہ پرندو جوان کے لیے میوے لایا کرتا تھا گر پڑا اور پر مارتے مارتے مر گیا۔ ہم نے اسے بھی ان کے پاؤں کے پاس دفنا دیا۔ پھر وہ شخص طواف کے واسطے چلے گئے اس کے بعد میں نے انھیں نہیں دیکھا۔ رضی اللہ عن الجمیع ونفعنا بہم۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندگی میں موت کی اطلاع

حکایت (۲۶۳) بعض مشائخ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک خط ابو بکر محمد ابن شفیق رحمۃ اللہ علیہ کا آیا۔ اس میں ان امانات کا ذکر تھا جو ان کی گردن پر تھیں اور مجھ سے دعا کی استدعا کرتے تھے کہ خدا ان کو ان سے دنیا میں سبکدوش فرمائے۔ میں ظہر کی نماز کے ارادے سے گھر سے چلا۔ جب دروازہ کھولا ایک شخص دروازہ ہی پر ملے سبز لباس

پہنے ہوئے تھے اور جواہر کا تاج اوڑھے ہوئے تھے جس سے شعاعیں نکل رہی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ محمد بن شقیق کے خط کا کیا جواب دینا چاہتے ہو میں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں کیا لکھا جائے۔ فرمایا یہ لکھ دو کہ آج سے سولہ دن کے اندر اندر وہ قبر میں ہوں گے۔ میں نے کہا تمہاری طرف سے لکھوں کہا نہیں اپنی ہی جانب سے لکھو وہ تصدیق کریں گے۔ چنانچہ میں نے تین خط لکھے جن میں انہیں موت کی خبر پہنچائی گئی۔ جب خط ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے وصیت نامہ تیار کیا اور اس سے فراغت پائی اور سولہویں دن وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہا تم اچھے بھائی ہو خدا تمہیں جزائے خیر عطا کرے اور میرے اور ان کے درمیان معاہدہ تھا کہ ہم میں سے جو پہلے جنت میں پہنچے دوسرے کے واسطے سفارش کرے۔ میں نے کہا کہ ہمارا معاہدہ یاد ہے۔ کہا میں اسی عہد پر قائم ہوں۔ مجھے بہت ایسی ایسی بے انتہا مخلوق بہہ کی گئی ہے جن سے میرا عہد بھی نہ تھا۔ میں نے کہا میں بھی انہیں میں ہوں۔ کہا تم سب سے اخص اور افضل ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عن جمیع الصالحین. آمین۔

کپڑے میں کچھ نہ تھا

حکایت (۲۶۳) ایک بزرگ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں چند رفیقوں کے ساتھ عدن سے چلا جب رات ہوئی تو میرے پاؤں میں کچھ چوٹ لگ گئی جس کی وجہ سے میں ان کے ہمراہ نہ چل سکا اور تنہا سمندر کے ساحل پر بیٹھا رہا۔ میں دن بھر روزہ دار رہا اور کوئی چیز میرے پاس نہ تھی۔ میں اسی حالت میں سونے کی تیاری کر رہا تھا۔ ناگاہ مجھے دو روٹیاں ملیں اور ان کے بیچ میں ایک بھنا ہوا پرندہ تھا۔ میں نے پرندہ کو اٹھا

کر ایک کونہ میں رکھا۔ اتنے میں میں نے ایک حبشی کو دیکھا کہ اس کے
ہاتھ میں لوہے کی ایک سیخ تھی اور مجھے بتا کر کہا اے ریاکار کھالے۔ میں نے
ایک روٹی آدھے پرندے کے کباب کے ساتھ کھائی اور ایک روٹی اور بچا
ہوا کباب ایک کپڑے میں باندھ کر اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور سو گیا۔
جب جاگا اور بیدار ہوا تو وہ کپڑا اسی جگہ رکھا ہوا تھا اور اس کے اندر کچھ نہ تھا۔

قطب کا اعزاز

حکایت (۲۶۴) وہی بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے غوث کو یعنی
قطب کو ۵۱۵ھ میں مکہ معظمہ میں دیکھا۔ وہ سونے کی گاڑی پر سوار تھے
اور ملائکہ اس کو سونے کی زنجیروں سے پکڑے ہوئے ہوا میں کھینچے لئے جا
رہے تھے۔ میں نے کہا آپ کہاں تشریف لیے جا رہے ہیں فرمایا اپنے ایک
بھائی کے پاس جن کی زیارت کا مجھے اشتیاق ہے میں نے کہا اگر تم اللہ سے
دعا کرتے تو انہیں کو آپ کے پاس پہنچا دیتا۔ فرمایا ثواب زیارت کا مجھے
کہاں ملتا اور ان قطب صاحب کا نام احمد بن عبداللہ بلخی تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ونفعنا بہ۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حکایت کی تحقیق اس رسالہ میں
آئے گی، جو منکرین کے رد میں اس کتاب کے اخیر میں لکھا گیا ہے۔ واللہ
الموفق۔

حج کے ثواب کا عمل

تین ابدال کا واقعہ

حکایت (۲۶۵) بعض صالحین سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے
معلوم ہوا کہ ایک دروازہ پر تین آدمی دس ابدال میں سے ہیں ان کے قصد
سے چلا اور لوگوں سے دریافت کیا۔ ایک ان میں سے جامع مسجد کے امام

تھے۔ میں نے دیکھا ان کا لباس نہایت خوبصورت تھا اور بڑا پٹکا باندھے ہوئے تھے۔ ان کا نام ابراہیم اور دو کا نام حسن حسین تھا میں ابراہیم امام کے پاس عشاء اور مغرب کے درمیان گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا اور کہا میں آپ سے ملنے آیا ہوں وہ مجھ سے مل کر خوش ہوئے۔ جب عشاء پڑھ چکے تو میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان پر لے گئے دیکھا تو ایک بڑا عالی شان مکان تھا اور اس میں بہت سے خادم تھے اور ہمارے واسطے ایک بڑا دستر خوان بچھایا گیا اور بہت سا کھانا چنا گیا اور ہمارے ساتھ حسن حسین بھی کھانے بیٹھ گئے لیکن ابراہیم نہ بیٹھے۔ میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ صرف دودھ پیا کرتے ہیں۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو ان کے واسطے بڑا عمدہ بچھونا بچھایا گیا اور وہ اس پر سوئے۔ میں انھیں دیکھتا رہا جب کچھ رات گذری تو بستر سے اٹھ کر بلا وضو کے دو رکعت نماز پڑھی اول میں سورۃ فاتحہ اور قل یاایھا الکافرون دوسری میں سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللّٰہ احد پڑھی اور سلام پھیر کر کہا لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر کلہ وھو علی کل شیء قدیر اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منك الجد اسے تین بار آواز سے کہا پھر دو رکعت نماز پڑھی اول میں سورۃ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں سورۃ فاتحہ اور قل اعوذ برب الناس پڑھی اور سلام پھیر کر وہی پہلا ذکر تین مرتبہ کیا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پہلی میں سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور دوسری میں سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللّٰہ احد تین بار پڑھی پھر وہی ذکر مذکور پڑھ کر اپنے بستر پر جا لیٹے۔ جب فجر کا وقت ہوا تو اٹھ کر اذان کہی اور بلا تجدید وضو کے صبح کی سنتیں پڑھیں۔ پھر نماز کے واسطے چلے۔

کئی مہینے ان کے یہاں میں نے اسی صورت سے گذارے جب عرفہ کا دن آیا تو مجھ سے فرمایا آج تم سورۃ انبیاء اور سورۃ حج کی تلاوت اس طرح پر کرو کہ جب کسی نبی کا ذکر آئے تو ان پر اور محمد ﷺ پر درود بھیجتے رہو۔ جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس شخص کا ثواب عطا کریں گے جو بیت اللہ کا حج کرتا ہے۔ جب نماز چاشت ادا کر چکے تو میرے پاس حسن آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے لے چلے اور گھر میں داخل ہوئے تو سب لوگ احرام حج کے واسطے تیار تھے۔ مجھے بھی دو چادریں دیں اور کہا احرام کی نیت کر لے۔ پھر ہم گھر سے نکلے۔ انہوں نے اپنے ساتھ ایک ڈبہ لیا جس میں دراہم بھرے ہوئے تھے۔ جب ہم نے مقبرہ سے نکل کر دو رکعت نماز پڑھی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ حج کی نیت کرو۔ میں نے حج کی نیت کی۔ پھر انہوں نے تلبیہ کہا۔ میں نے بھی ان کے ساتھ تلبیہ کہا۔ پھر انہوں نے سجدہ کیا تو میں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے سر اٹھایا تو میں نے بھی سر اٹھایا۔ ایسے پہاڑ اور زمین دیکھے جنہیں میں نہیں جانتا تھا اور دیکھا کہ اونٹ اور آدمی چلے جا رہے ہیں۔ مجھ سے ابراہیم نے فرمایا کہ یہ لوگ منیٰ سے عرفات پر جا رہے ہیں پھر میرا ہاتھ پکڑ کر چلے اور مسجد عرفات پر پہنچے وہاں پانی خرید کر غسل کیا۔ پھر روٹی اور کھجور خریدے مجھ سے ابراہیم نے کہا کھاؤ۔ میں نے کہا میرا روزہ ہے۔ فرمایا اپنے نبی کی مخالفت نہ کرو ایسے دن آپ نے افطار کیا ہے۔ جب غروب کا وقت آیا تو آپ نے وہ ڈبہ جس میں دراہم تھے میرے حوالہ کیا اور ابراہیم نے مجھ سے کہا اسے لے لو اور اپنی ضرورتوں میں صرف کرو۔ اور تم ملک شام میں رہو۔ پھر ہم جدا ہوئے اور اس کے بعد میں نے انہیں نہ دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا بہم۔

حجاج حج کے دن روزہ نہ رکھیں

حکایت (۲۶۶) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حکایت میں جو یہ قول ہے کہ نبی ﷺ نے ایسے دن میں افطار کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن جبل عرفات پر افطار فرمایا ہے اور عرفات پر جانے والوں کے واسطے افطار کرنا سنت ہے۔ کیونکہ افطار سے اس روز کی عبادت مشروعہ اور دعا اور ذکر تلبیہ وغیرہ میں قوت رہتی ہے۔

شہد سے میٹھا اور برف سے ٹھنڈا پانی

حکایت (۲۶۷) ایک صالح فرماتے ہیں کہ میں رات کو تنہا نکلا میں بیمار تھا اور زور کا بخار چڑھا ہوا تھا اور شدت کی پیاس بھی لگ رہی تھی۔ جب تکلیف حد کو پہنچ گئی تو میں راستہ سے ہٹ کر ایک درخت مقل کے نیچے جا پڑا اور اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص چار روٹیاں لیے ہوئے آئے۔ دو کے اندر ایک مرغ بھنا ہوا تھا اور دو کے درمیان حلوہ تھا اور میرے سرہانے ایک کوزہ تھا اسے لے کر دریا پر گئے اور اس میں پانی بھر لائے۔ اور میرے پاس لاکر رکھا۔ وہ پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ اسی وقت میرا بخار دفع ہو گیا۔ پھر وہ میرے پاس بیٹھ گئے اور میں کھانے لگا پھر کھڑے ہوئے اور کہا تمہارے ساتھی آ گئے اور مجھے اور کام ہے۔ میں نے منہ پھیر کر دیکھا، تقریباً بیس اونٹ آرہے تھے۔ میں ان کے ساتھ جا ملا اور وہ شخص غائب ہو گئے رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ۔ آمین۔

کبھی ولی کی صورت میں فرشتہ آکر بات کرتا ہے

حکایت(۲۶۸) اسی طرح ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مصر میں تھا اور مجھ پر فاقہ تھا۔ میں ایک مسجد میں گیا تو مجھے ایک جوان نظر آئے انھوں نے مجھے ایک بٹوہ دیا۔ جس میں کچھ درہم تھے اور فرمایا جاکر حجامت بنوالو اور اپنے کپڑے دھو کر صاف کرو۔ میں حجام کے پاس گیا اور حجامت بنوا کر دو پیسے اس بٹوے سے اس کو دیے جب پیسے اس کے ہاتھ میں پہنچے تو اس نے انھیں چوما اور مجھ سے کہا مرحبا میں آپ کی طلب میں تیس برس سے تھا، آپ کو یہ پیسے کہاں سے ملے یہ دنیاوی پیسے نہیں ہیں ان پر قدرت کا نور ہے۔ میں نے اس سے قصہ بیان کیا۔ وہ شخص میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لے گیا وہ جوان وہاں نہ ملے۔ وہ حجام میرا دوست بن گیا۔ ایک دن مجھ سے کہا کہ میں نے سہل بن عبداللہ سے سنا ہے کہ ولی کی علامتیں تین ہیں۔ ایک یہ کہ جب کسی مقام پر جانا چاہتے ہیں تو بلا حرکت کے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اگر اپنے کسی بھائی سے ملنا چاہیں تو ان کے پاس اس بھائی کو پہنچا دیا جاتا ہے اور جب بھی عبادت میں یا کسی اور سبب میں مشغول رہتے ہیں تو ان کی صورت کا ایک فرشتہ آکر ان کے بجائے باتیں کرتا ہے اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ وہی ہیں حقیقت میں وہ فرشتہ ہوتا ہے چند روز کے بعد حضرت سہل بن عبداللہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم عصر کی نماز پڑھ چکو تو میرے پاس آجاؤ تاکہ میرے بال بھی کاٹو اور (بیماری دور کرنے کا) خون بھی نکال لو۔ چنانچہ جب میں عصر کی نماز پڑھ چکا تو ان کے ہمراہ ان کے مکان پر گیا اور ان کے بال بھی کاٹے اور خون بھی نکالا اور میں آپ کے پاس ٹھہرا رہا اور ہم نے ہنڈیا پکائی جب مغرب کی اذان ہوئی تو مجھ سے فرمایا جب نماز پڑھ چکو تو آجاؤ اور ہمارے

ساتھ کھانا کھالو۔ جب میں نماز پڑھ چکا تو ایک شخص آپ کے مریدوں میں سے مجھے ملا اور کہنے لگا آج تم نے بڑی اچھی چیز کہہ دی۔ آج عصر سے لے کر مغرب تک حضرت سہل نے ایسی ایسی باتیں کیں کہ کبھی سننے میں نہ آئیں۔ میں نے کہا جو تم نے سنا ہے اسے یاد رکھو۔ وہ حضرت کا کلام نہیں تھا بلکہ فرشتہ کا کلام تھا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ حضرت سہل نے جو علامات اولیاء کی بیان کی تھیں وہ اپنا مرتبہ آپ نے بیان فرمایا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعھا بہ۔ آمین۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ مطلب ظاہر ہے کیونکہ حضرت سہل عصر سے مغرب تک اس حجام کے ساتھ ہی رہے۔ پس معین ہو گیا کہ جب کوئی ولی اللہ کسی عبادت یا کسی اور کام میں مصروف ہوتے ہیں تو ان کی صورت پر فرشتے آکر ان کی جگہ گفتگو کرتے ہیں اور یہ جو بیان کیا کہ سہل نے جو علامات اولیاء کی بیان کیں وہ ان کا اپنا مرتبہ تھا۔ یعنی انہوں نے اپنے مرتبہ اور مقام ولایت کو بیان فرمایا۔

حضرت خضر و حضرت الیاس کے خاص کلمات

حکایت (۲۶۹) حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا طواف کرنے گیا تو دو شخصوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا اور ایک شخص دوسرے سے کہتے تھے کہو یا حی یا نور روح سمع اذان قلبی یا کہا یا نور روح بصر عیون قلبی بحق الفحول علیك یامروح الارواح۔ میں نے ان کے بیچ میں جا کر کہا السلام علیکم میں نے تمہارے کلمے سن لیے اور الفاظ یاد کر لیے تم لوگ کون ہو۔ خدا تم پر رحم فرماوے۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ میں خضر ہوں اور یہ میرے بھائی الیاس ہیں اور فرمایا جب تم نے ان کلمات کو یاد کر لیا ہے تو اور کسی چیز کے فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔

لیکن دنیا کی ضرورتوں میں یہ نہ پڑھا کرو۔ سلام اللہ علیہ و نفعنا بہما آمین۔

ذکر اللہ دل کی شفاء ہے

حکایت (۲۷۰) حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک بار جنگل میں سیر کر رہا تھا۔ ناگاہ ایک اعرابی کے پاس پہنچا جو تنہا بیٹھے تھے۔ میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ میں ان سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ انہوں نے کہا اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔ کیونکہ اس کا ذکر قلب کی شفاء ہے۔ پھر فرمایا آدمی کیونکر اس کے ذکر اور خدمت سے سست ہوتا ہے۔ حالانکہ موت اس کی تاک میں ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ پھر رونے لگے اور میں بھی ان کے ساتھ روتا رہا۔ پھر میں نے کہا کیا بات ہے میں تمہیں تنہا دیکھتا ہوں۔ کہاں میں تنہا نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے میں تنہا نہیں ہوں۔ جب کہ وہ میرا انیس ہے پھر اٹھ کر میرے پاس سے جلدی سے چلے گئے اور کہنے لگے اے میرے مالک اکثر مخلوق تیری تجھے چھوڑ کر غیر کے ساتھ مشغول ہے حالانکہ تو ساری چھوٹی ہوئی چیزوں کا عوض ہے۔ اے ساتھی ہر غریب کے اور اے مونس ہر تنہا کے اے پناہ دینے والے ہر چھوڑے ہوئے کے۔ وہ آگے آگے چلے جارہے تھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے جارہا تھا۔ پھر میری طرف پھر کر کہا خدا تمہیں عافیت دے مجھ سے اچھے آدمی کو ڈھونڈ اور مجھے اپنے سے اچھے کے ساتھ مشغول رہنے دو۔ پھر غائب ہوگئے۔ رضی اللہ عنہ۔

ہدایت کا ایک مرتبہ یہ بھی ہے

حکایت (۲۷۱) حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک راہب پر گذرا۔ اس سے میں نے پوچھا کہ تم

یہاں کب سے ہو۔ کہا چوبیس سال سے۔ میں نے کہا تمہارا انیس یہاں کون ہے۔ کہا اللہ جو یکتا اور بے نیاز ہے۔ میں نے کہا اور مخلوق میں سے۔ کہا وحشی جانور۔ میں نے کہا تمہاری خوراک کیا ہے۔ کہا ذکر اللہ۔ میں نے کہا خوراک سے۔ کہا ان درختوں کے پھل اور زمین کے نباتات۔ میں نے کہا تمہیں کسی کی ملاقات کا شوق نہیں ہوتا۔ کہا عارفین کے دل محبوب سے ملنے کا شوق ہوتا ہے۔ میں نے کہا اور مخلوق سے۔ کہا جس کا شوق اللہ سے ہو وہ غیروں کا اشتیاق کیونکر رکھ سکتا ہے۔ میں نے کہا تم لوگوں سے کیوں الگ ہو گئے ہو کہا اس لیے کہ وہ عقل کے چور ہیں اور ہدایت کے راستہ کے ڈاکو ہیں۔ میں نے کہا آدمی ہدایت کی راہ پر کب پہنچتا ہے۔ کہا جب ہر ماسوی اللہ کو چھوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور ماسوی اللہ کا ذکر چھوڑ کر اللہ ہی کے ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے۔

اللہ سے ملنے کی طلب صادق کب ہو گی

حکایت (۲۷۲) حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں جنگل کی سیر کر رہا تھا۔ ناگاہ میں نے ایک آدمی دیکھا کہ گھاس پر لیٹے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جو لیدیا۔ پھر کہا تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا مصر کا رہنے والا ہوں کہا کہاں چلے کہا اللہ کے ساتھ انس طلب کرتا ہوں۔ کہا دنیا و آخرت چھوڑ دے اس وقت طلب صادق ہو گی۔ اور تو مولیٰ کی محبت پر پہنچ جائے گا۔ میں نے کہا یہ سچ ہے۔ مجھ سے اس کا بیان کرو۔ کہا کیا ہماری حاصل کی ہوئی چیز پر تم اتہام لگاتے ہو۔ تم جو کچھ کہتے ہو اس سے بھی زیادہ ہم دیئے گئے ہیں۔ وہ کیا ہے یعنی معرفت الٰہی۔ میں نے کہا میں تم پر اتہام نہیں لگاتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ

اس نور پر اور نور بڑھا دیجیے۔ فرمایا اے ذوالنون اوپر دیکھ۔ میں نے دیکھا تو آسمان و زمین سونے کے بن گئے تھے اور چمک رہے تھے۔ پھر کہا آنکھ بند کر لے۔ میں نے بند کی، جب کھولی تو جیسے کہ تھے ویسے ہی ہو گئے۔ میں نے کہا اس کی جانب راست کیونکر ملے گا۔ کہا اللہ تعالیٰ کے لیے سب سے الگ ہو جا اگر اس کا بندہ ہے تو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونفعنا بھما۔ آمین

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کرامت انہوں نے دکھائی یہ معرفت نہیں ہے بلکہ معرفت کی علامت ہے۔ کیونکہ کرامت استقامت کی دلیل ہے اور استقامت عارفین ہی کو حاصل ہوتی ہے۔

تجھے دل تو دیکھتا ہے

حکایت (۲۷۳) محمد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ملک شام کے پاگل خانہ میں گیا۔ وہاں میں نے ایک جوان کو دیکھا اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی زنجیر سے بندھی ہوئی تھیں۔ جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا اے محمد دیکھتے ہو میرے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔ پھر فرمایا میں تمہیں قاصد بناتا ہوں تم اس سے کہہ دو کہ اگر آسمانوں کو طوق بنا دے اور زمین کی بیڑی پاؤں میں ڈالے تو بھی تجھے چھوڑ کر غیر کی طرف ایک لحظہ بھی التفات نہ کروں گا۔ پھر دو شعر پڑھے۔

علی بعدك لایصبر من عادته القرب ولا یقوی علی قطعك من تیمه الحب

فان لم ترك العین فقد یبصرك القلب ہوی حلّ فی قلبی وحرق حرہ کبدی

(ترجمہ) وہ تیری جدائی پر صبر نہیں کر سکتا جس کی عادت قرب کی ہو گئی ہے اور وہ قطع تعلق پر قادر نہیں ہے جس کو محبت نے غلام ذلیل بنا دیا ہے۔ تیری محبت میرے دل میں اور اس کی تپش میرے جگر میں ہے۔ اگر تجھے آنکھ نہیں دیکھتی تو دل تو دیکھتا ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

دوستوں کے درمیان راز

حکایت (۲۷۴) اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حبشی کو کعبہ کے گرد طواف کرتے دیکھا وہ انت انت یعنی تو تو کے سوائے کچھ نہیں کہتا تھا میں نے کہا اے عبداللہ اس سے تمہاری کیا مراد ہے تو اس نے چند اشعار پڑھے۔

بین المحبین سر لیس یفشیہ خط ولا قلم عنہ فیحکیہ

نار یقابلھا انس یمازجہ نور یخبرہ عن بعض مافیہ

شوقی الیہ ولا ابغی بہ بدلا ھذہ سرائر کتمان تناجیہ

(ترجمہ) دوستوں کے درمیان ایک راز ہے جسے فاش نہیں کر سکتا۔ کوئی خط اور نہ قلم اس کی حکایت کر سکتا ہے۔ آتش عشق کے ساتھ محبت ہے جس سے وہ نور ملا ہوا ہے جو محبوب کی بعض باتوں کی خبر دیتا ہے۔ میرا شوق اسی کی جانب ہے۔ میں اس کے عوض میں کچھ نہیں چاہتا۔ یہ چھپانے کے قابل راز ہیں جن کو تم چپکے چپکے سن رہے ہو۔

یہ سب عبادت عظمت الٰہی کے سامنے کچھ بھی نہیں

حکایت (۲۷۵) بعض عارفین فرماتے ہیں کہ بچارے غافل لوگ بہت ہی عبادات میں مشغول رہتے ہیں اور اس کو بہت بڑا جانتے ہیں او رفخر کرتے ہیں لیکن اگر اہل معرفت تمام آسمانوں اور زمین والوں کے برابر ازل سے ابد تک عبادت کریں تو بھی ان کی نظر میں یہ سب اللہ کی عظمت کے مقابل بہت کم ہے۔ جیسا کہ زمین و آسمان کے مقابل میں ایک رائی کا دانہ ہوتا ہے۔

میں اللہ سے صبر مانگوں گا

حکایت (۲۷۶) حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں تھا۔ مجھے سخت بھوک لگی۔ میرے نفس نے کہا کہ میں اللہ سے کوئی کھانے کی چیز مانگوں۔ میں نے کہا یہاں متوکلین کا کام نہیں ہے جو کہ ہمت والے ہیں تو میرے نفس نے کہا کہ میں اللہ سے صبر مانگوں جب میں نے اس کا ارادہ کیا تو ایک ہاتف کی آواز سنائی دی وہ کہتا تھا۔

ویزعم انه منا قریب وانا لا نضیع من اتانا
فیھم ابو سعید سئل صبر کانا لاتراہ و لایرانا

(ترجمہ) اس کا گمان ہے کہ وہ ہم سے قریب ہے حالانکہ جو ہمارے پاس آتا ہے ہم اسے ضائع نہیں کرتے۔ ابو سعید نے ہم سے صبر کی درخواست کا قصد کیا۔ گویا ہم اسے نہیں دیکھتے۔ نہ وہ ہمیں دیکھتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ رویت قلب مشاہدہ یقین سے ہوتی ہے اگرچہ ظاہری آنکھوں سے معاینہ نہ ہو سکے۔ اس معنی میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے زبان حال سے فرمایا ہے۔

یاغائباً وھو فی قلبی اشاھدہٗ ماغاب من لم یزل فی قلب مشھودا
ان فات عینی من رؤیاك حظھما فالقلب قد نال حظ منك محمودا

(ترجمہ) اے غائب حالانکہ وہ میرے دل میں ہے۔ میں اسے دیکھتا ہوں جو قلب میں حاضر و شاہد ہو وہ غائب نہیں ہے۔ اگرچہ آنکھوں سے تیرے مشاہدہ کی نعمت فوت ہو گئی ہے لیکن دل کو تیرے مشاہدہ کا پورا حصہ مل گیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے یہ اشعار اس لیے کہے تھے کہ میں نے بعض مصنفین

کو ذیل کے شعر سے جو کہ ناتمام ہے استدلال کرتے دیکھا ہے۔

ان کنت لست معی فالذکر منک معی

یراک قلبی وان غیبت عن بصری

(ترجمہ) اگر تو میرے ساتھ نہیں ہے تو تیرا ذکر میرے ساتھ ہے۔ تجھے میرا دل دیکھتا ہے۔ اگرچہ تو میری آنکھوں سے غائب کیا گیا ہے اور یہ شعر دو وجہ سے اللہ تعالی کے حق میں منطبق نہیں ہو سکتا۔ ایک تو یہ کہ اس میں یہ لفظ ہے اگر تو میرے ساتھ نہیں ہے۔ یہ اللہ کے حق میں صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہر ایک کے ساتھ موجود ہے۔ دوسرے یہ لفظ کہ اگرچہ آنکھوں سے غائب کیا گیا ہے۔ یہ بھی اللہ کی شان پر منطبق نہیں ہوتا بلکہ مخلوق کی شان میں بھی یہ شعر منطبق نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا قلب کسی مخلوق کو نہیں دیکھتا۔ کیونکہ رویت قلبی اس نور کی وجہ سے ہوتی ہے جو عارفین باللہ ہی کو حاصل ہوتا ہے اور ایسے شخص کا قلب تو جہال کے قلب سے بھی زیادہ سیاہ ہے اور رویت قلبی تو عارفین باللہ ہی کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ قائل کا قول ہے قلوب العارفین لھا عیون یعنی عارفوں کے قلب میں ایسی آنکھیں ہیں جن سے وہ چیزیں دیکھتے ہیں جن کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ تیرا ذکر میرے ساتھ ہے کیونکہ یہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب ذکر سے ذکر خالق مراد لیا جائے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وھو معکم اینما کنتم یعنی تم جہاں کہیں پر ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے اور ایک جگہ فرمایا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اور فرمایا انا جلیس من ذکرنی یعنی جو مجھے یاد کرتے ہیں میں ان کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اسی طرح کے اور اقوال خداوند کریم کے جن سے حق

تعالیٰ نے بندہ کو خلعت بزرگی عطا فرمائی ہے اور جنت کے بڑے بڑے محلات کی سکونت عطا فرمائی ہے اے اللہ تو ہمارے قلوب کو باران رحمت سے زندہ کر اور اس کو نور معرفت سے منور کر اور اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت سے زینت دے۔ تو ہی بادشاہ احسان و کرم والا ہے اور مسلمانوں پر بڑے فضل والا ہے آمین۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ اس قسم کا اطلاق مخلوق کے حق میں جائز ہے باوجودیکہ اس میں تعسف ہے لیکن یہ تو جائز نہیں ہے۔ کہ معرفت کے موقع میں اس سے استشہاد کیا جائے۔ جہاں اس کے جمال و جلال کا مشاہدہ قلبی انوار سے فرش تقریب پر جام وصل میں شراب محبت کے پینے والے کرتے ہیں جس وقت کہ انہیں مناجات اور انس پیدا ہو جاتا ہے کسی کا کیا اچھا قول ہے۔

قلوب العارفين لها عيون　ترى مالا يراه الناظرونا
والسنة بسر قد تناجي　يغيب من الكرام الكاتبينا
واجنحة تطير بغير ريش　فتاوى عند رب العالمينا
وترعى في رياض القدس طورا　وتشرب من بحار العار فينا
عباداً فاصدوا بالسر حتى　دنوا منه وصاروا صابر ينا

(ترجمہ) عارفین کے دلوں میں ایسی آنکھیں ہیں جو ایسی چیزیں مشاہدہ کرتی ہیں جنہیں آنکھوں والے نہیں دیکھ سکتے اور ان کی زبان ایسے راز بیان کرتی ہے جو کراماً کاتبین سے بھی پوشیدہ ہیں۔ ان کے بازو بغیر پروں کے اڑتے ہیں اور رب العالمین کے پاس بسیرا لیتے ہیں۔ کبھی باغ قدس میں چلتے ہیں اور دریائے معرفت کا پانی پیتے ہیں۔ اور وہ ایسے بندے ہیں جو پوشیدہ چلتے ہیں۔ یہاں تک کہ محبوب کے قریب ہو گئے اور صابر ہو گئے ہیں۔ ایک اور قائل کا قول بھی بہت اچھا ہے۔

للعارفین قلوب یعرفون بها   نور الاله بسر السر فی الحجب
صم عن الخلق عمی عن مناظرهم   بکم عن النطق فی دعواه بالکذب

(ترجمہ) عارفین کے ایسے قلب ہیں جن سے وہ پہچانتے ہیں اللہ کا نور جو پردہ میں راز در راز میں ہے۔ مخلوق سے بہرے ہیں۔ اور ان کی آنکھیں ان سے اندھی ہیں اگر مخلوق ان کے جھوٹے ہونے کا دعویٰ کرتی ہو تو وہ خاموش رہتے ہیں۔

بندہ کب اس رتبہ پر پہنچتا ہے

حکایت (۲۷۷) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک عرب کی تعریف کی گئی اور ان کی عمدہ شان اور حسن کلام کا ذکر کیا گیا جو وہ معرفت کے متعلق کیا کرتے تھے۔ سفر کر کے ان کے مقام پر پہنچا اور چالیس دن تک ان کی خدمت میں رہا مجھے عبادت کی مشغولی کی وجہ سے کبھی ان کے علم سے فیض یاب ہونے کا موقعہ نہ ملا۔ ایک دن مجھے دیکھ کر فرمایا یہ کہاں کا رہنے والا ہے (یعنی تم کہاں کے رہنے والے ہو) میں نے اپنی حالت بیان کی۔ فرمایا میرے پاس کیوں آئے ہو۔ میں نے کہا میں آپ سے ایسا علم حاصل کرنے آیا ہوں جو مجھے اللہ کا راستہ دکھاوے فرمایا اللہ سے ڈر اور اس سے استعانت طلب کر اور اس پر توکل کر وہی سرپرست لائق حمد ہے۔ پھر خاموش ہو رہے۔ میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے۔ کچھ اور بیان کیجئے میں مسافر آدمی ہوں۔ آپ کے پاس بہت دور سے آیا ہوں۔ میں اپنے چند شبہات جو میرے قلب میں پیدا ہوئے انھیں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا تم متعلم ہو یا عالم ہو یا مناظر ہو۔ میں نے کہا میں متعلم، محتاج ہوں۔ فرمایا متعلم کی طرح رہو اور سوال کا ادب پیش نظر رکھو۔ کیونکہ تم آداب میں اگر نقصان اور تعدی کرو

گے تو معلم کا نفع تم سے فوت ہو جائے گا۔ عاقل علماء اور عارف صوفیاء صدق و وفا کے راستہ پر چلتے ہیں اور قرب اور صفائی کے قدم سے غم اور بلا کے جنگل قطع کرتے ہیں اور دونوں بدن کی خیریت اور لذت حاصل کرتے ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ بندہ کب اس مرتبہ پر پہنچتا ہے۔ فرمایا جب اسباب و انساب سے نکل جاتا ہے۔ وہ قلب سے سارے علاقے قطع کر دیتا ہے۔ میں نے کہا بندہ کب اس رتبہ پر پہنچتا ہے۔ فرمایا جب طاقت و قوت سے نکل جائے اور اس کے پاس ایسی شی نہ رہے جس کا وہ مالک ہو نہ ایسی حالت ہو جسے وہ جانتا ہو۔ رضی اللہ عنہما۔

عارفین کی معرفت الٰہیہ

حکایت (۷۸۲) حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک سفر میں ایک شیخ سے ملا جس کے چہرہ پر علامت عارفین کی تھی۔ میں نے پوچھا خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ اللہ کی جانب راستہ کیونکر ملتا ہے۔ کہا اگر اللہ کو پہچان لے تو تجھے اس کی طرف جانے کا راستہ بھی مل جائے گا۔ پھر کہا اے شخص خلاف اور اختلاف چھوڑ دے میں نے کہا اے شیخ کیا علماء کا اختلاف رحمت نہیں ہے کہا ہاں لیکن تجرید اور توحید میں اختلاف رحمت نہیں ہے۔ میں نے کہا تجرید اور توحید کیا چیز ہے کہا مخلوق کے دیدار کو خدا کے پانے کے لیے چھوڑ دینا۔ میں نے کہا عارف کبھی خوش بھی ہوتا ہے۔ کہا عارف کو کبھی غم بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا جو اللہ کو پہچانتا ہے کیا اس کا غم زائل نہیں ہوتا۔ کہا جو اللہ کو جان لیتا ہے اس کا غم زائل ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا کیا دنیا عارفین کے قلب کو متغیر کر دیتی ہے۔ کہا عارفین کے قلب کو آخرت بھی کہیں متغیر کر سکتی ہے جو دنیا متغیر کر سکے۔ میں نے کہا کیا اللہ کو پہچاننے والا لوگوں سے متوحش نہیں

ہوتا۔ کہا نہیں بلکہ وہ اللہ کی جانب مائل ہوتا ہے اور لوگوں سے مجرد ہوتا ہے۔ کہا کیا عارف خدا کے سوا کو جانتا بھی ہے جس پر افسوس کرے۔ میں نے کہا کیا عارف اللہ کی جانب مشتاق ہوتا ہے۔ کہا کیا عارف اللہ سے لحظہ بھر غائب بھی رہتا ہے جو مشتاق ہو۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کیا ہے فرمایا تو اللہ کی عظمت و ہیبت کے ساتھ اللہ کہے۔ یہی اسم اعظم ہے۔ میں نے کہا میں اکثر کہتا ہوں۔ مگر ہیبت پیدا نہیں ہوتی۔ کہا تم اپنے اعتبار سے کہتے ہو اس کے اعتبار سے نہیں کہتے۔ میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ کہا اتنا جان لینا تجھے کافی ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ میں ان کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا مجھے کیا حکم ہوتا ہے۔ کہا وہ تجھے ہر حالت میں جانتا ہے تو بھی اسے مت بھول۔ رضی اللہ عنہا ونفعنا بہما۔ آمین۔

پہلے سے بھری ہوئی تختی پر کیا لکھوں

حکایت (۲۷۹) شیخ ابو العباس حرار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم مع ایک جماعت مریدوں کے شیخ ابو احمد اندلسی کے یہاں بغرض زیارت پہنچے۔ ہم نے ان کے پاس ایک بڑی مخلوق دیکھی اور بہت سے نقیب تھے۔ ہر نقیب کے ماتحت ایک بڑی جماعت ہوتی تھی۔ ہمیں دیکھ کر حضرت شیخ نے فرمایا جب بچہ معلم کے پاس صاف تختی لے آتا ہے تو معلم اس پر لکھتا ہے اور اگر پہلے ہی تختی بھری ہو تو کہاں لکھے۔ بلکہ اس سے کہہ دیتا ہے کہ لوٹ جاؤ پھر ہماری طرف دوبارہ ایک نگاہ کی اور فرمایا جو شخص کئی پانی پیتا ہے تو اس کے مزاج میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص ایک ہی پانی پیتا ہے اس کے مزاج میں تغیر نہیں ہوتا۔

سارا عالم منکشف ہو گیا

حکایت(۲۸۰) حضرت ابو العباس فرماتے ہیں میں نے ابو احمد کے مرید کے ایک ہی مکان میں چار سو جوان دیکھے۔ سب کے سب پندرہ برس کی عمر کے تھے یا اس کے قریب قریب اور سب کے سب اہل کشف تھے۔ ایک دن شیخ نے اپنا خادم میرے پاس روانہ کیا۔ میں آپ کی خدمت میں گیا تو آپ کے پاس ایک بڑی جماعت تھی اور آپ کچھ کلام کر رہے تھے۔ جب میں بیٹھا تو بے ہوش ہو گیا۔ اور عالم ملکوت مجھ پر منکشف ہوا اور میں نے شیخ کو دیکھا کہ بسولا لیے ہوئے میرے سر پر کھڑے ہیں اور میرے جسم کو منہدم کر رہے ہیں اور میں دیکھ رہا تھا کہ ایک ایک عضو میرا الگ ہو کر زمین پر گر رہا ہے حتیٰ کہ میرے ٹخنوں تک کو انہوں نے جدا کر دیا اور کوئی چیز میرے جسم کی منہدم ہونے سے نہ بچی پھر جسم کی جدید عمارت بنانا شروع کی اور ٹخنوں سے شروع کر کے دماغ تک مکمل کیا پھر فرمایا اب تم مستغنی ہو گئے اپنے شہر کو جاؤ۔ جب میں شیخ کے پاس سے نکلا تو مجھ پر سارا عالم علوی اس طرح منکشف ہو گیا کہ کوئی چیز اس کی مجھ سے پوشیدہ نہ رہی۔

ارباب معرفت واصحاب علم لدنی

حکایت(۲۸۱) ابو العباس حرار فرماتے ہیں کہ میں سیاحت کرتے ہوئے حضرت شیخ ابو العباس مرنی کے پاس آیا وہ بڑے آدمی تھے۔ جب میں ان کے پاس جا کر بیٹھا تو ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ حضرت عقل افضل ہے یا روح۔ میں نے دیکھا کہ شیخ اپنی روح کو عالم بالا کی سیر کو لے گئے اور میری روح کو بھی ساتھ لے لیا۔ حتیٰ کہ ہم آسمان دنیا پر پہنچے

میں وہاں فرشتوں اور انوار کو دیکھنے میں مشغول ہو گیا اور شیخ مجھ سے غائب ہو گئے۔ میں نے اپنے ٹھہرنے کی جگہ تلاش کی تو مجھے نہ ملی۔ آخر میں اتر آیا۔ دیکھا تو شیخ ابھی اپنی غیبت میں مستغرق تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آئے اور سائل سے فرمایا۔ جب حضرت نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی تو جبریل علیہ السلام آپ کے ہمراہ تھے اور اپنی حد پر پہنچ کر جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے اور کہا اے محمد ﷺ ہم لوگوں کی ایک جگہ معین ہے جب سے میں پیدا ہوا ہوں یہاں سے آگے نہیں بڑھا اور نبی ﷺ نے وہاں جہاں تک جانا تھا بلا جبرئیل علیہ السلام کے تشریف لے گئے اور جبرئیل علیہ السلام روح تھے اور نبی علیہ السلام اس وقت عقل تھے۔ اس بزرگ نے علم کو اس کے معدن سے حاصل کیا اور تقلید اور معقول سے حاصل نہ کیا اس جماعت کے شیوخ جو ارباب معارف اور اصحاب علم لدنی ہیں ان کی یہی عادت ہے۔ رضی اللہ عنہم و نفعنا بھم اجمعین۔

فتح مکہ سے پہلے کے صحابہ کا حال سب سے اعلیٰ تھا

حکایت (۲۸۲) حضرت ابو العباس حرار رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ میں اپنی تجرید کے زمانہ میں مصر کی ایک مسجد میں آتا جاتا تھا جو قرافہ کے راستہ میں کمہاروں کے آوے کے سامنے تھی اس میں سوتا تھا اور رات کو وہاں سے اٹھ کر جنگل میں جاتا تھا حق تعالیٰ نے مجھ پر اہل قبور کا حال منکشف فرمایا۔ انعام اور عذاب والوں دونوں کا مختلف حال نظر آیا۔ فتح مکہ سے پہلے کے مسلمان صحابہ سے اچھا حال میں نے کسی کا نہیں دیکھا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کی وصیت کے مطابق اس مسجد مذکورہ بالا کے پاس آپ کو دفنایا گیا ہے۔ میں نے آپ کی زیارت بھی وہیں پر کی ہے۔

مؤمن کیلئے موت کے وقت تحفہ

حکایت (۲۸۳) حضرت شیخ ابوالعباس ہی فرماتے ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلیہ میں ایک بار بیمار ہوا میں چت لیٹا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے رنگ برنگ کے پرندے سبز، سفید، سرخ ایک ہی مرتبہ سب کے سب بازو سمیٹ لیتے ہیں اور ایک ہی ساتھ کھول دیتے ہیں۔ اور بہت سے آدمیوں کے ہاتھوں میں طبق ڈھکے ہوئے ہیں جن میں تحائف ہیں نازل ہو رہے ہیں۔ میرے جی میں آیا کہ یہ موت کے تحفے ہیں۔ میں آگے بڑھا اور کلمہ طیبہ پڑھنے لگا۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا تیرا وقت ابھی نہیں آیا۔ یہ ایک مومن کے لیے تحفہ آیا ہے جس کا وقت آ گیا ہے۔ میں انہیں دیکھتا رہا حتی کہ وہ غائب ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم۔

قبر میں ریحان کا فرش بچھا ہوا تھا

حکایت (۲۸۴) حکایت ہے کہ جب حضرت داؤد عجمی کو دفنانے لے گئے تو آپ کی قبر میں ریحان کا فرش کیا ہوا تھا۔ ان کے دفنانے والے نے ان میں سے سات شاخیں نکال لیں۔ وہ ان کے پاس ستر روز رہیں۔ لوگ انہیں آ آکر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ پھر اس شخص سے امیر نے لے لیں اور ان کے پاس سے غائب ہو گئیں۔ معلوم نہیں کہاں گئیں۔

ساری جنت مباح ہو گئی

حکایت (۲۸۵) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ یہ مسکینہ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا مرحبا اے مسکینہ کہا خبردار! اب تو مسکنت جاتی رہی اور امارت آ گئی۔ میں نے کہا تجھے مبارک ہو۔ کہا کیا پوچھتے ہو اس کا حال جس کے واسطے ساری جنت مباح ہو گئی ہو۔ میں نے کہا کس سبب

ہے۔ کہا مجلس ذکر کے سبب سے۔ رضی اللہ عنہما۔
حضرت ابو العباس حرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بعض سیاحت میں پتھروں سے ضرور تا استنجا کیا کرتا تھا۔ ایک دن ایک پتھر اٹھایا تو اس نے مجھ سے کہا کہ خدا کے لیے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ سے استنجا نہ کر۔ میں نے دوسرا اٹھایا۔ اس نے بھی یہی کہا۔ اس وقت مجھے حضرت نبی کریم ﷺ کا حکم یاد آیا اور میں نے ایک پتھر کو اٹھا کر کہا کہ مجھ کو اللہ کا حکم ہے کہ میں تجھ سے پاکی کروں اور یہ تیرے واسطے بھی بہتر ہے۔
آپ ہی فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کو مکہ معظمہ چھوڑ کر مصر آیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے میرے پاس پہنچ کر سلام کیا۔ میں انہیں دیکھ کر خوش ہوا۔ انہوں نے کہا بھائی میں بھوکا ہوں۔ میں نے کہا بھائی جان میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ نہ میں کسب کروں۔ نہ کسی سے کچھ مانگوں میں یہ کلام پورا بھی نہ کر سکا تھا کہ گھر کی کھڑکی میں سے ایک بڑا پرندہ داخل ہوا اور ایک بڑا قیراط میری گود میں ڈال گیا۔ میں نے اسے اٹھا کر ان کے لیے کوئی چیز خریدی جسے انہوں نے کھایا۔ رضی اللہ عنہ۔

تمہاری کوئی حالت ہونے والی ہے

حکایت (۲۸۶) حضرت شیخ صفی الدین فرماتے ہیں اپنے رسالہ میں میں نے جن بزرگوں کو دیکھا ان میں ایک شیخ علی کردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ میں عشق کی شوریدگی ظاہر تھی اور اہل دمشق پر مالکانہ تحکم فرماتے تھے۔ چنانچہ جب میں تیرہ سال کی عمر میں دمشق پہنچا تو میں بڑے احتشام میں تھا۔ میرے ساتھ غلاموں کی ایک فوج بھی تھی۔ عمدہ لباس بھی تھا۔ عزیز و اقارب بھی تھے میں دمشق پہنچنے کے بعد جامع مسجد میں بیٹھا

تھا کہ اتنے میں ایک شخص آئے ان کا سر بڑا تھا اور بدن پر ایک پھٹی ہوئی کملی تھی اور جامع مسجد کا صحن قطع کر کے باب جیرون سے مقصورہ امام غزالی کے پاس جہاں میں کھڑا تھا آئے اور اپنے ہاتھ جن میں سیب بھرے ہوئے تھے میری طرف بڑھا کر فرمایا اسے لے لو میں ان سے ڈرا اور پیچھے کی طرف ہٹا تو آپ نے سارے سیب ایک ایک کر کے میری طرف کو پھینکے اور چلے گئے اتنے میں شیخ ابو القاسم صقلی آئے وہ بڑے معتبر آدمی تھے ان کے ہمراہ شیخ نجم الدین میرے والد کے ماموں تھے جو دمشق میں مدرس تھے۔ ان سے ہم نے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے سن کر بہت تعجب کیا اور فرمایا اے لڑکے خوش ہو جاؤ تمہاری کوئی حالت ہونے والی ہے۔ یہ شخص قطب شام ہیں ان کا نام علی کردی ہے تمہاری ضیافت کرنے کے لیے یہ سیب لائے تھے۔ ورنہ یہ کس کی قسمت ہے جو اس کی ضیافت کریں۔ پھر میں اٹھا اور ان کے پاس باب جیرون میں جا کر سلام کیا اور ان کے ہاتھ چومے مجھے دیکھ کر خوش ہوئے اور مسکرائے میں نے ان سے اپنے حضرت شیخ عتیق کی نسبت دریافت کیا فرمایا وہ اپنے وقت کے امام فن ہیں۔

شیخ مذکور کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک دن امرائے دمشق میں سے ایک شخص بدر الدین سے یہ فرمایا کہ اپنے گھر میں سماع کی محفل منعقد کرو اور فقراء کو کھانا کھلاؤ۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ اس نے اولاد فقراء کے واسطے جو جامع دمشق میں یا اور کہیں رہتے تھے کھانا پکوایا۔ جب وہ سب جمع ہوئے تو حضرت شیخ علی کردی بھی تشریف لائے اس کے ایک دالان میں شکر کے پیالے تھے۔ گھر والے سے کہا ان سب کو حوض میں ڈال دو۔ اس نے کہا سب؟ کہا ہاں۔ اس نے

سب کو حوض میں ڈال دیا۔ چنانچہ شام تک فقراء شربت پیتے رہے اور سماع سنتے رہے پھر کھانا کھا کر چلے گئے اور حضرت شیخ علی نے گھر والے سے کہا کہ اپنے پیالے نکال لے۔ اس نے نکالے تو سب کے سب ثابت تھے اور شکر بھی بعینہٖ باقی تھی۔ پھر گھر والے سے کہا تو چلا جا اور دروازہ باہر سے بند کر لے اور تین دن سے پہلے یہاں میرے پاس مت آئیو۔ وہ حکم بجا لایا اور انہیں تنہا مکان کے اندر بند کر کے چلا گیا۔ دوسرے دن اس گھر والے نے انہیں راستہ میں پھرتے دیکھا۔ انہیں سلام کیا۔ پھر اپنے گھر گیا تو اسے مقفل پایا۔ جب اسے کھولا تو دیکھا کہ فرش کا سنگ مرمر اکثر جگہ سے اکھڑ ہوا تھا۔ وہ شخص حضرت کے پاس گیا اور کہا حضرت آپ نے میرے گھر کے فرش کے پتھر کیوں اکھیڑ ڈالے فرمایا اے بدرالدین اچھا آدمی فقیروں کی مہمانی کرے اور حرام کے فرش پر مہمانی کرے انہوں نے کہا۔ حضرت یہ مکان میرے باپ دادا سے میراث میں آیا ہے۔ حضرت اس پر خفا ہوئے اور ہٹ گئے۔ اس شخص نے شیخ کے علم کشفی اور ان کے فعل پر غور کیا اس وقت اسے یاد آیا کہ ایک بار فرش کا سنگِ مرمر اکھاڑا گیا تھا اور درست کیا گیا تھا۔ فوراً اس شخص نے کاریگروں کو بلوایا جنہوں نے اس مکان کو درست کیا تھا اور کہا سچ بتاؤ کہ تم نے فرش لگاتے وقت کیا کیا تھا۔ انہوں نے کہا اس میں ایک عیب رہ گیا ہے۔ ایک کام ہم نے بے موقع کر دیا ہے۔ اس نے کہا جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا اظہار ضروری ہے۔ بیان کرو میں کچھ نہیں کہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا سنگِ مرمر تو ہم لوگوں نے بیچا اور جامع مسجد کا سنگ مرمر اس میں لگایا۔

ہریسہ کی کرامت

حکایت (۲۸۷) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض

نیک لوگوں نے بیان کیا کہ ایک شخص بحر عدن کے ساحل پر تھا اور دروازہ شہر کا بند ہو گیا۔ وہ شہر میں نہ آسکا اور وہیں ساحل پر رات کو رہا اس کے پاس کھانا بھی نہ تھا اس نے حضرت شیخ ریحان کو دیکھا ان سے جا کر عرض کیا کہ حضرت شہر کا دروازہ بند ہو گیا ہے میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ہریسہ ا۔ کھلا دیں شیخ ریحان کہنے لگے۔ دیکھو تو اسے مجھ سے کھانا مانگتا ہے اور اس پر بھی صبر نہیں کرتا کہتا ہے ہریسہ کھلاؤں گا گویا میں ہریسہ بنانے والا ہوں۔ اس نے کہا حضرت آپ کو ہر اسے کھلانا ہو گا۔ اتنے میں میرے بدون علم کے ہریسہ موجود تھا۔ میں نے کہا حضرت گھی نہیں ہے۔ فرمایا دیکھو تو اس شخص کو یہ ہریسہ بھی کھا کر راضی نہیں ہوتا اس پر گھی کی بھی خواہش ہے۔ گویا میں گھی والا ہوں۔ گھی بیچتا ہوں۔ میں نے کہا حضرت میں تو گھی ہی کے ساتھ کھاؤں گا۔ فرمایا یہ لوٹا لے کر سمندر سے وضو کے واسطے پانی بھر لاؤ۔ وہ کہتا ہے کہ میں دریا پر سے جا کر پانی بھر لایا۔ مجھ سے لوٹا لے لیا اور اس میں سے گھی نکال کر ہریسہ میں ڈالا۔ میں نے کھایا تو اس کے مثل کوئی مزا کبھی چکھا ہی نہ تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ وجمیع الصالحین۔ آمین۔

بادیہ سمٹنے کی کرامت

حکایت (۲۸۸) مؤلف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض صالحین نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بعض اولیاء صالحین سے ملاقات کی اور میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے اور انہیں سلام کیا تو اس وقت وہ ایک بادیہ میں ہمارے واسطے کھانا لے آئے۔ ہم جس مکان

ا۔ ایک قسم کا کھانا ہے کہ گوشت پکاتے ہیں اور اس میں آٹا چھٹے وقت چھڑکتے ہیں وہ پک کر مثل حلوے کے ہو جاتا ہے۔

میں تھے اس کے دو دروازے تھے ایک چھوٹا دروازہ تھا اور ایک بڑا دروازہ تھا۔ آپ چھوٹے دروازہ سے بادیہ لے آئے تو وہ بادیہ دروازہ سے نکل نہ سکا۔ آپ نے ایک چیخ ماری ہم نے دیکھا کہ وہ بادیہ سمٹنے لگا جیسا کہ کپڑا تہ کر کے ملا دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض بعض سے مل گیا اور آپ نے اسے لا کر ہمارے سامنے رکھ دیا اس وقت ہم نے اسے کھلتے دیکھا وہ چلتے چلتے اپنی اصلی حالت پر آ گیا اور ان کے چھوٹے دروازے سے آنے اور اس فعل کے دکھانے کی وجہ یہ تھی کہ ہم پر ان کی کرامت ظاہر ہو۔ کیونکہ میرا ساتھی اس سے انکار کرتا تھا۔ اس نے یہ دیکھ کر اللہ سے استغفار کیا اور توبہ کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنا بہ۔

ہوا شہد بن گئی

حکایت (۲۸۹) اسی طرح بعض فقراء نے مجھ سے بیان کی کہ یمن میں ایک جماعت صالحین کی جمع ہوئی ان میں سے ایک نے ہوا سے چلو بھر کر منہ میں رکھا اور وہ ہوا منہ میں پڑتے ہی شہد بن گئی رضی اللہ عنہ۔

خود دنیا خدمت کرتی تھی

حکایت (۲۹۰) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض صالحین نے فرمایا کہ بیس سال سے دنیا میرے پاس بدشکل بڑھیا کی صورت میں میرا کھانا پانی اٹھالاتی ہے ویسا عمدہ کھانا مجھے کبھی میسر نہیں ہوا۔ میں اس کی تعریف نہیں کر سکتا۔ نہ رنگ میں نہ مزے میں نہ خوشبو میں نہ ویسا اور تن باعتبار رنگ و خوبی و جنس کے کبھی دیکھا گیا اور ہر چیز مزے میں اپنے ہم نوع سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھی، خواہ حلوہ ہو، شہد ہو، گوشت ہو، دودھ ہو یا اور کچھ وہ بعینہ ویسا ہی نہ ہوتا تھا اور میرے پاس شیر

چیتے ہوتے تھے اور جنگل میں میرے پہلو میں بیٹھتے تھے اور جو میرے پاس
آتا تھا تو وہ جلوس کی صورت میں میری موافقت کرتا تھا میں بیٹھتا تھا تو وہ
بھی بیٹھتا تھا، جب میں لیٹتا تھا تو وہ بھی لیٹتا تھا اور ہرن کا شکار کر کے لاتے
تھے اور میرے پاس بیٹھ کر کھاتے تھے۔ اگر رات میں کوئی چیز میرے پاس
آتی تو زمین پر ہاتھ مار کر مجھے جگاتے اور بعض اوقات بہت سے اولیا جن
وانس میں سے میرے پاس جمع ہوتے تھے تو ہم پر ہر رات بعد نماز عشا کے
ایک بڑا خوان نازل ہوتا تھا۔ اس میں ایسا کھانا ہوتا تھا کہ کوئی تعریف
کرنے والا اس کی تعریف نہیں کر سکتا تھا۔ اس میں ہر اچھی قسم کا کھانا
ہوتا تھا۔ کبھی کبھی تقریبا چار سو آدمی میرے پاس جمع ہوتے تھے۔ اور اس
میں سے کھاتے تھے۔ ہمارے کھانے سے اس میں کچھ کمی واقع نہ ہوتی تھی
اور فاقے کے زمانہ میں بھی میرے واسطے ہوا سے دستر خوان اترتا تھا۔ اگر
میں اس کی طرف التفات کرتا تو وہ پھر جاتا اور اگر میں اپنی عبادت
میں مشغول ہوتا تو وہ اترتے اترتے میرے سامنے آگرتا میں اس سے اپنی
ضرورت کے بقدر کھالیتا اور ابتداء میرے انقطاع الی اللہ کے ساتویں دن
جب مجھے سخت بھوک لگی اور سب سے زیادہ سختی بھوک کی جمعرات کی
شب میں ہوئی۔ پھر مجھ پر آسانی ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی ایک بڑا نور
اترا جس نے میرے سارے وجود کو بھر لیا۔ اور فرماتے ہیں کہ شیاطین آ
کر مجھے بہت سی ہولناک صورتوں میں ڈراتے تھے اور ان کا بادشاہ بڑی
فوج لے کر مجھ پر آتا۔ اس کی فوج ہتھیار بند ہوتی۔ اور اس کی آمد سے
نقارے بجتے اور فوج عمدہ وردی پہنے میرے سامنے سے گذرتی۔ اسی
طرح بعض اوقات میرے سامنے سے ایک بہت بڑی ہولناک چیز گذرتی
تھی۔ جس کے ستر سر ہوتے تھے۔ ایسے ہی بہت سے عجائبات اور کرامات

بیان ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

دفع گرانی کی دعا

حکایت (۲۹۱) حضرت شیخ کبیر قدوۃ الشیوخ العارفین وبرکت اہل زمانہ من العالمین۔ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مصر میں بڑی گرانی ہوئی تو میں دعا کے واسطے متوجہ ہوا۔ مجھ سے کہا گیا کہ دعا نہ کرو۔ اس معاملہ میں تم میں سے کسی کی دعا قبول نہ ہو گی۔ میں نے وہاں سے ملک شام کی طرف سفر کیا اور جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے مزار اقدس کے پاس پہنچا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مجھ سے ملے تو میں نے عرض کیا یا خلیل اللہ آپ کے یہاں میری مہمانی یہ ہے کہ آپ اہل مصر کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی اور یہ مصیبت ان سے دفع ہو گئی۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کا یہ فرمانا کہ میں نے خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات کی۔ یہ سچی بات ہے۔ اس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو ان کے احوال وواردات سے لاعلم ہے۔ جس حالت میں کہ وہ لوگ ملکوت السموات والارض کی سیر کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو زندہ دیکھتے ہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو زمین پر نماز پڑھتے دیکھا اور ایک جماعت انبیاء علیہم السلام کو آپ نے آسمانوں پر دیکھا اور ان سے گفتگو کی اور یہ بھی گذر چکا کہ یہ امر اولیاء اللہ کے ساتھ بھی ممکن ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ واقع ہوا ہے لیکن اولیاء میں عدم تحدی ا؎ کی شرط ہے۔ یعنی ان سے کرامت کا ظہور ہوتا ہے مگر وہ مدعی نبوت نہیں ہوتے۔

ا؎ تحدی کے معنی یہ ہیں کہ مقابل کے ساکت کرنے اور مغلوب کرنے کے واسطے دعویٰ کے ساتھ کوئی خلاف عادت کام یا معجزہ ظاہر کرنا۔

مناظر کو ہرانے کی کرامت

حکایت (۲۹۲) روایت ہے کہ شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ جب بیت المقدس پہنچے تو آپ کے ہمراہ فقیہ ابو طاہر محلی بھی تھے۔ فقیہ ابو طاہر بیت المقدس کے ایک مدرسہ پر گذرے فقہاء اس کے دروازہ پر اچھی ہیئت اور لباس اور زینت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں اکثر اہل عجم تھے، آپ کو ان پر سے گذرنے سے حیا آئی۔ بوجہ حقیر جاننے اپنے نفس کے اور آپ جوان فقیر سیاہ فام پراگندہ حال تھے فرماتے ہیں کہ میں جب شیخ کے پاس لوٹ گیا اور ان کے ساتھ صبح تک رہا تو مجھ سے شیخ نے فرمایا۔ تم جس مدرسہ پر گذرے تھے وہاں جاؤ اور اس کا کام انجام دو۔ مجھے تعجب ہوا اور یہ بات مجھ پر گراں ہوئی اور اس کام کا انجام پانا مجھے محال نظر آتا تھا لیکن شیخ کے حکم کی تعمیل کے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں مدرسہ کی طرف گیا اور یہ خیال کر کے کہ پاسبان مجھے روک دے گا۔ اس نے نہ روکا اور میں نے مدرسہ میں داخل ہو کر دیکھا تو مدرس بیٹھے تھے اور ان کے گرد طلباء کا ایک بہت بڑا حلقہ انہیں گھیرے بیٹھے تھا۔ میں نے بھی گھیرے میں بیٹھنا چاہا۔ کسی نے مجھے جگہ نہ دی۔ بوجہ حقارت اور تذلیل کے میں سب کے پیچھے بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص دروازہ سے آیا۔ جوں ہی مدرس کی نگاہ اس پر پڑی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ چہرہ متغیر ہو گیا اور اس کی ملاقات کے واسطے کھڑے ہو گئے اور ساری جماعت منقبض ہو گئی۔ میں نے اس شخص سے جس کے پیچھے میں بیٹھا تھا پوچھا کہ بھائی جماعت کو کیا ہو گیا اس نے کہا یہ شخص جو مناظر ہے اس سے کوئی شخص جیت نہیں سکتا۔ جب یہ شخص آتا ہے تو شیخ اس کے ساتھ سوائے دلجوئی کے کچھ نہیں کہہ سکتے اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب شیخ نے اس سے ملاقات کی تو اسے

اپنی جگہ پر بٹھایا۔ جب بیٹھا تو بسم اللہ کر کے ایک مسئلہ اختلافی پیش کیا تو جب وہ شخص پورا اعتراض کر چکا تو مجھ پر سوال و جواب کا انکشاف ہوا۔ میں کوشش کر کے دو آدمیوں کے بیچ میں داخل ہوا اور میری زبان چلنے لگی اور میں نے مناظرہ کے طریق پر پہلے سوال مذکور کی تقریر کی اور اس میں کوئی تغیر نہ کیا پھر جواب دیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انکشاف فرمایا تھا۔ حالانکہ میں نے نہ کبھی علم مناظرہ سیکھا تھا نہ کبھی مناظرہ کیا تھا۔ میری تقریر سے مدرس متعجب ہوئے اور جماعت بھی بڑی حیرت میں رہ گئی اور اسے بڑا کمال سمجھا اور اس مدرس سے مناظر نے کہا یہ فقیر تمہارے یہاں کہاں سے آئے ہیں۔ انھوں نے کہا میں نے انھیں ابھی دیکھا ہے اس مناظر نے کہا ایسے ہی آدمیوں کے لیے مدرسے بنائے جاتے ہیں۔ مدرس بھی بہت خوش ہوئے کہ ان کے حلقہ درس میں ایسا آدمی بھی تھا جس نے مناظر کو جواب دے دیا۔ پھر مدرس نے میرا نام دریافت کیا میں نے نام بتایا۔ انھوں نے کہا میں تمھیں یہاں کا مدرس بناتا ہوں۔ پھر مدرس اٹھ کھڑے ہوئے ان کے ساتھ میں بھی اٹھا اور میرے ساتھ جماعت بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اے فقیر ہماری عادت یہ ہے کہ جب کوئی ہم پر مدرس مقرر ہوتا ہے تو ہم ان کی مشایعت کرتے ہیں اور ان کے معین ہونے کے بعد ان کے گھر تک پہنچاتے ہیں جب ہم مدرسے سے نکلے تو جماعت حسب دستور میرے ساتھ چلنے لگی۔ میں نے ان سے معافی چاہی انھوں نے قبول کیا اور لوٹ گئے۔ جب میں لوٹ کر شیخ کی خدمت میں آیا تو فرمایا اے فضولی تو نے ان لوگوں کو اپنی عادت پر عمل کرنے سے کیوں روکا کہ وہ تجھے گھر تک پہنچاتے۔ میں نے کہا حضرت اس اندیشہ سے کہ کہیں آپ کو ناگوار نہ ہو پھر شیخ کی وفات تک میں بیت المقدس ہی میں رہا

اور شیخ بیت المقدس کے آگے مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ
آمین۔

شیخ ابو العباس بلخیؒ کی کرامت

حکایت (۲۹۳) مروی ہے کہ حضرت شیخ ابو عبد اللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں جمعہ کے روز مجلس میں بیٹھتے تھے اور شیخ ابو العباس قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سامنے تذکرہ سنایا کرتے تھے چنانچہ شیخ ابو العباس بلخی کا تذکرہ آیا تو ان قاری صاحب نے کتاب کھولی اور پھر خاموش بیٹھے رہے۔ ان سے شیخ قرشی نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے کیوں نہیں پڑھتے ہو۔ کہا حضرت کتاب یہاں سے بالکل صاف ہے۔ کچھ لکھا ہوا نہیں ہے۔ حضرت شیخ قرشی نے فرمایا یہاں سے فقرے شیخ ابو العباس بلخی کے تذکرہ کے ہیں۔ پھر فرمایا اے ابو العباس میرے ساتھ یہ معاملہ اور آزمائش۔ پھر ایک دوسرے قاری کو فرمایا تو پڑھ۔ جب اس نے پڑھا تو کتاب لکھی ہوئی پائی اور ان ابو العباس نے بھی زینت دنیا ترک کر دی تھی اور آپ خدمت میں حضرت شیخ قرشی کے متوجہ ہو گئے تھے اور اپنے وقت میں مصر کے زاہد تھے اور بہت ریاضت کرتے تھے اپنی اخیر عمر میں مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہیں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی قبر وہاں مشہور ہے۔ ان کے زمانہ میں مدینہ منورہ نے استسقاء کا ارادہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ اہل مدینہ ایک دن استسقاء کریں اور مسافر ایک دن اور مجاور ایک دن۔ چنانچہ پہلے دن اہل مدینہ نے استسقاء کیا لیکن بارش نہ ہوئی اور ابو العباس نے بہت سا کھانا پکوا کر فقیروں اور حاجت مندوں کو کھلایا اور استسقاء کیا تو بارش ہوئی۔ رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ آمین۔

بادشاہ کی اصلاح

حکایت (۲۹۴) مروی ہے کہ امیر المومنین ملک مغرب جن کا نام یعقوب تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ انہوں نے کچھ احوال اور مقامات دیکھے جو سرمدین اور سالکین کو نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے سلطنت کے واسطے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ پھر انہیں بھائی کے قتل پر اس قدر ندامت ہوئی کہ باعث توبہ کی ہو گئی اور توبہ کے سبب اس کے باطن میں اچھے اچھے احوال پیدا ہوئے اور خود بخود ان کے نفس میں ایسا تغیر پیدا ہوا جیسا کہ سلوک میں بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی گناہ اپنے اوپر آنے نہیں دیتے تھے۔ اس معنی میں ایک قائل کا شعر ہے۔

ورب قطیعة جلبت وصالا وکم ذاقی الزوایا من خبایا

(ترجمہ) بہت سے قطع رحم ایسے ہیں جن سے وصال پیدا ہوتا ہے اور گوشہ ہائے زمانہ میں بہت مخفی خزانے ہیں۔ انہوں نے ایک سالکہ عورت سے جو ان کے گھر آیا جایا کرتی تھی۔ اپنے حالات کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا یہ سالکین کے احوال ہیں...... امیر المومنین نے فرمایا میں کیا کروں کون مجھے تعلیم کر سکے گا اور میرا علاج کون کریں گے اس عورت نے کہا کہ شیخ ابو مدین جو اس زمانہ میں گروہ سالکین کے شیخ ہیں وہ کریں گے۔ چنانچہ امیر المومنین یعقوب نے ان کے پاس قاصد بھیجے اور بہت اصرار کے ساتھ انہیں بلایا اور بڑی التجا کی۔ جس سے حضرت شیخ کو قبول کرنے کی ضرورت ہوئی تو شیخ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ اللہ کی اطاعت کرو۔ میں تمہارے پاس نہیں پہنچ سکوں گا اور میں تلمستان میں مر جاؤں گا اور ان دنوں شیخ مقام بجایہ میں مقیم تھے پھر شیخ جب بجایہ سے چل کر تلمستان پہنچے تو یعقوب کے قاصدوں سے کہا اپنے آقا کو میرا سلام کہیو اور یہ بھی کہہ

دیکھو کہ تمہاری شفااور تمہارا نفع شیخ ابو العباس مریئی کے پاس ہے۔ اور آپ کا تمکستان میں انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ اور قاصدوں نے جا کر سارا حال یعقوب سے بیان کیااور شیخ کی وصیت بھی سنائی پھر انہوں نے شیخ ابو العباس مریئی کو بڑے اصرار سے بلایااور ان کی تلاش میں ہر طرف آدمی بھیجے۔ یہاں تک کہ لوگ ان کے پاس پہنچ گئے تو ان سے امیر المومنین کی طلب کا حال بیان کیا۔ اور شیخ کو اللہ کی جانب سے ملاقات کا اذن ملا تو آپ وہاں گئے اور ان سے ملاقات کی۔ اس آمد سے یعقوب کو بڑی خوشی ہوئی۔ پھر حکم دیا کہ ایک مرغی ذبح کی جائے اور ایک کا گلا گھونٹا جائے اور دونوں کو الگ الگ پکایا جائے۔ چنانچہ جب پک چکیں تو شیخ کے سامنے حاضر کیا جائے تاکہ کھائیں۔ آپ نے مردار کی نسبت خادم سے کہا یہ مردار ہے اسے اٹھالے اور ذبح کی ہوئی مرغی کھائی۔ امیر المومنین یعقوب نے بھی اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دیااور آپ کے خادم بن گئے۔ چنانچہ شیخ سے بہت سی فتوحات باطنی حاصل کیں اور اپنا ملک بیٹے کے سپرد کر کے اس سے قطع تعلق پایۂ ولایت مضبوط کیا جس کی شیخ ابو مدین نے بھی پیشین گوئی کی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا بہم آمین۔ اور حضرت یعقوب کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک بار لوگ بارش کے محتاج ہوئے تو شیخ ابو العباس شہر سے لوگوں کے ہمراہ نکلے اور حضرت یعقوب سے فرمایا کہ تم استسقاء کرو۔ اور اللہ سے پانی مانگو۔ انہوں نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ آپ زیادہ مستحق ہیں۔ شیخ نے فرمایا یہی حکم ہوا ہے چنانچہ حضرت یعقوب نے نماز پڑھائی اور دعا کی اسی وقت بارش ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونفعنا بہما۔ آمین۔

وحشی جانور تک کیوں الفت کرتے تھے

حکایت (۲۹۵) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں سفر میں تھا تو میرے ساتھ وحشی جانور تک الفت کرتے تھے اور میرے گرداگرد پھرتے تھے اور میں ان کے درمیان چلتا پھرتا تھا گویا میں بھی انھیں میں ہوں حتیٰ کہ میرا آبادی میں جانے کا ارادہ ہوا اور ایک چھوٹا بچہ یاد آیا جو میرے پاس رہتا تھا۔ پھر میں نے ان وحشی جانوروں میں ایک ہرن کا بچہ دیکھا اور میرے جی میں خیال گذرا اگر یہ ہرنی میرے پاس رہی تو میں اسے اس بچہ کے واسطے لے چلوں گا۔ جب سے کہ یہ خیال گذرا ہے اسی وقت سے سب کے سب میرے پاس بھاگ گئے اور پہلی حالت کے بالکل برخلاف نظر آنے لگے میں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اس خیال کو دور کیا تو وحوش بھی لوٹ آئے اور پہلے ہی کی طرح ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دنیاوی تعلقات کے روحانی نقصانات

حکایت (۲۹۶) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جماعت میں تھے جس وقت چاہتے تھے چلتے تھے چاہے کوئی مقام ہو۔ اور ہمارے واسطے زمین لپیٹی جاتی تھی۔ ایک دن میں نے اپنی اولاد کے واسطے ایک مکان خرید اور اس کا بیعنامہ حاصل کیا جو خرید اور قبضہ کے متعلق تھا۔ اس کے بعد میرے پاس دوستوں نے آدمی بھیجا کہ ہم سے فلاں مقام پر ملو۔ میں اپنے اس حال کی طرف رجوع ہوا جس کے سبب دور دور کی مسافت تھوڑے عرصہ میں قطع کرتا تھا تو وہ کیفیت مجھ میں نہ تھی۔ میں نے ان کے پاس آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ وہ پر جن سے میں اڑتا تھا میرے پاس نہ رہے وہ کٹ گئے۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ دیکھو یہ نقصان کہاں سے آیا

اور اس علاقہ کو جس نے تم سے اس حالت کو قطع کیا ہے قطع کر دو چنانچہ میں نے جبہ نامہ پھاڑ کر پھینک دیا اور میری حالت بھی لوٹ آئی اور اسی مقام میں ان سے ملاقات کی جہاں انہوں نے بلایا تھا۔ رضی اللہ عنہ۔

مرغ زندہ ہو کر اڑ گئے

حکایت (۲۹۷) حضرت شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ مفرج بڑے عظیم الشان ولی تھے۔ آپ حبشی غلام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا اسباب معلومہ اور بلا طریقہ معہودہ کے اپنا برگزیدہ بنایا تھا اور آپ نے اپنی خداداد حس ہی سے بہت کچھ حاصل کیا تھا۔ چھ مہینے تک ایسے رہے کہ کچھ نہ کھایا نہ پیا جب ان کے مالک نے دیکھا کہ ان کی حالت بدل گئی تو انہیں مارا۔ مار کا ان پر اثر نہ ہوا تو سمجھا کہ ان میں جنون ہے اور ایک آدمی کو بلایا تاکہ مار کے ان کا جنون اتار کے انہیں کھانا کھلائے۔ وہ شخص مارتا تھا اور جن کو مخاطب کر کے کہتا تھا نکل جا۔ یعنی وہ اپنے گمان میں آپ میں جن سمجھتا تھا اور شیخ مفرج کہتے تھے نکل گیا۔ یعنی آپ کا نفس۔ پھر انہوں نے آپ کو قید کیا اور چلے گئے جب لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ بیڑیاں ایک طرف ہیں اور آپ ایک طرف ہیں۔ پھر قید خانہ میں بند کر گئے پھر آ کے دیکھا تو آپ قید کے مکان سے باہر نکل گئے تھے۔ جب لوگوں پر آپ کے کرامات ظاہر ہوئے تو مرغ کے کباب بنالائے۔ آپ نے کہا اڑ جاؤ تو وہ اللہ کے حکم سے اڑ گئے۔ پھر لوگ خاموش ہو گئے اور آپ کی کرامات متواتر ہوتی رہیں اور ولایت آپ کی مشہور ہوئی اور برکت ظاہر ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔

مجھے کیچڑ میں کیوں گرایا

حکایت (۲۹۸) حکایت ہے کہ ایک شیخ شہر رقہ میں رہتے تھے۔ والی رقہ نے ان سے کچھ شکایتیں کیں جن کے سبب آپ کو اس کی خاطرداری کی تکلیف ہونے لگی۔ ایک روز اتفاقاً والی رقہ شیخ پر سے گذرا آپ نے اس پر ایک چیخ ماری اور کہا تو مر جا وہ اسی وقت مر گیا اور یہی شیخ ایک دن کرامات کے متعلق گفتگو کر رہے تھے تو ایک بڑھیا جو آپ پر ناز کرتی تھی کہنے لگی کب تک یہ باتیں اور دعوے ہی دعوے رہیں گے لوگ تو یہ دن بارش کے مر رہے ہیں۔ شیخ نے اپنی حالت اسے دکھائی تو وہ آپ کے پاس سے نکل کر اپنے خچر پر سوار ہو کے چلے گئی اور وہ بادشاہ کے بچوں کی تربیت کرتی تھی۔ وہ ایک راستہ سے گذر رہی تھی کہ ناگاہ بڑے زور کا ابر اٹھا اور کثرت سے بارش ہوئی اور زور کی ہوا چلی اور ہوا نے اس بڑھیا کو خچر سے کیچڑ میں گرا دیا۔ وہ پھر اٹھ کر خچر پر سوار ہوئی اور شیخ کے پاس لوٹ آئی اور کہنے لگی ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی کرامت سے بارش برسوائی مگر مجھے خچر سے کیچڑ میں کیوں گرا دیا فرمایا تیری بیہودگی کے سبب۔

سامان سمیت گمشدہ جانور حاضر تھا

حکایت (۲۹۹) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی آدمیوں سے یہ حکایت سنی ہے کہ ایک تاجر نے کہا کہ میں مسافر تھا اور میرے ساتھ ایک جانور تھا جس پر تجارت کا اسباب لدا تھا جب میں مصر میں داخل ہو کر لوگوں سے ملا پھر میں نے وہ جانور تلاش کیا تو نہ ملا۔ میں نے تفتیش کی لوگوں سے بھی پوچھا کسی نے پتہ نہ دیا۔ مجھ سے بعض لوگوں نے کہا تو شیخ ابو العباس دمنہوری کے پاس جا شاید وہ تیرے واسطے دعا

کریں۔ میں آپ کو پہچانتا تھا آپ کے پاس گیا اور سارا قصہ بیان کیا۔ آپ نے نہ میری بات سنی نہ مجھے خوش کیا۔ بلکہ یہ کہا کہ ہمارے ہاں وہ مہمان ہیں ان کے واسطے اتنا آٹا۔ اتنا گوشت اور یہ چیزیں چاہئیں لے آؤ۔ میں آپ کے پاس سے نکلا اور جی میں کہتا تھا واللہ پھر کبھی ان کے پاس نہ آؤں گا۔ یہ فقیر لوگ اپنی ہی ضرورتوں کو جانتے ہیں۔ میں مصیبت زدہ ان کے پاس آیا تھا نہ میری شکایت سنی نہ میرے لیے دعا کی اور اپنی ہی حاجت روائی مجھ سے چاہی۔ اس ارادہ سے میں چلا راستہ میں میرا ایک قرضدار مل گیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا جب تک میرا مال نہ دے گا نہ چھوڑوں گا۔ اس نے مجھے تقریباً ساٹھ درہم دیئے جب یہ مجھے مل گئے تو میں نے کہا واللہ میں ان کی آزمائش کروں گا۔ اگر مل گیا تو کل مل گیا ورنہ یہ بھی اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں گیا۔ چنانچہ میں نے شیخ کی ساری فرمائشیں خریدیں اور کچھ دام بچ گئے تو ان کی شیرینی خریدی اور سب کو ایک حمال کے سر پر رکھ کر شیخ کے یہاں پہنچا جب شیخ کے حجرہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ میرا جانور کھڑا ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ تو میرا ہی جانور ہے۔ پھر جی میں کہا میرا جانور کہاں ہے یہ اس کے جیسا ہی ہو گا جب میں قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ بعینہ میرا ہی جانور تھا اور اس پر وہ اسباب بھی جیسا گم ہوا تھا ویسا ہی تھا۔ مجھے تعجب ہوا پھر میں نے سوچا کہ اس کو کسی محافظ کے پاس چھوڑوں میں ساتھ ساتھ چلوں ایسا نہ ہو کہ کسی اور جگہ چلا جائے۔ پھر میں نے کہا جس نے اسے تسلیم کیا ہے اور اس کے محافظ کے سپرد کیا ہے وہی اس کی حفاظت کرے گا۔ پھر میں نے شیخ کے یہاں حاضر ہو کر ان کی مطلوبہ چیزیں ان کے سامنے رکھ دیں۔ ایک ایک کو حضرت نے اٹھا کر دیکھا حتی کہ جب شیرینی پر پہنچے تو فرمایا یہ کیا ہے میں نے کہا حضرت

میرے پاس کچھ بچ گیا تھا اس کا میں نے یہ خرید لیا ہے فرمایا یہ تو شرط میں داخل نہیں تھا لیکن میں اس کی وجہ سے کچھ اضافہ کروں گا۔ تم قیساریہ میں جاؤ اور اپنا اسباب بیچو اور جلدی نہ کرو اور جتنا بک جائے اس کے دام اسی وقت وصول کرلو اور اس امر سے بے خوف رہو کہ کوئی تاجر آجائے۔ زمین میری سیدھی طرف اور سمندر میری بائیں طرف ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں قیساریہ میں پہنچا تو میرا سارا سامان مطلوب تھا۔ چنانچہ میں نے بہت ہی نفع سے مال بیچا اور جتنا مال بک گیا اس کی قیمت بھی وصول کر لی۔ حتیٰ کہ میں نے کل اسباب بیچ کر اس کی قیمت وصول کر لی۔ جب میں فارغ ہوا تو تجار خشکی کے راستہ بھی اور سمندر کے راستہ بھی چاروں طرف سے آپہنچے گویا کہ وہ قید سے رہا ہوئے۔ انتہی کلامہ۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شیخ ابو العباس ہیں ان کی بہت سی کرامتیں ہیں جو لوگوں میں مشہور ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔

حج کا سفر

حکایت (۳۰۰) حضرت شیخ ابو العباس بن عریف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں ایکدن صبح کو تنگ دل اٹھا میرے ایک مصاحب ابو محمد طرابلسی کے نام سے مشہور تھے۔ میں نے ان سے کہا اے ابو محمد آج میرا دل پھر ہو گیا ہے۔ تم کوئی ایسی حکایت صالحین کی بیان کرو جس سے شاید قلب کی اصلاح ہو جائے۔ انھوں نے کہا اچھا سنیے۔ میں ایک دن افریقہ میں تھا اور وہ دن ذی الحجہ کے عشرۂ اول میں سے تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ تین شخص میرے سر پر کھڑے ہیں انھوں نے کہا اے ابو محمد حج کو چلتے ہو۔ میں نے کہا جیسی رائے ہو۔ فرمایا اللہ کی برکت پر بھروسہ کرو۔ چنانچہ ایک ان میں سے میرے آگے اور دو میرے پیچھے چلے۔ جب رات ہوئی تو

ایک شخص ان میں سے راستے سے ہٹ کر جاتے اور کیلے کی پھلیاں لے آتے اور فرماتے اس مقام پر ایک بوحیا نے یہ مجھے دیں۔ تین دن کے بعد ناگاہ ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا اے ابو محمد خوش ہو جاؤ یہ تہامہ کے پہاڑ ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ حج کیا اور ان کی صحبت میں رہا۔ جب لوٹنے کا وقت آیا تو مجھ سے کہا۔ تم اللہ کی امان میں رہو۔ میں نے کہا آپ لوگ مجھے فراق کا رنج دینا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ تو ضرور ہوتا ہے اور پھر چلے گئے۔ میں بھی وہاں سے چل کر عیداب گیا اور وہاں سے اسوان پھر مجھ سے نفس نے کہا اسکندریہ چلو شاید کوئی جان پہچان والا مل جائے جو دریا پر سوار کر کے اسکندریہ سے مغرب میں پہنچا دے۔ میں نے نفس سے کہا واللہ میں رنجیدہ نہیں ہوا نہ تھکا۔ میں یہیں سے جنگل کا راستہ لوں گا۔ جب مجھے جنگل میں وضو کی یا پانی پینے کی ضرورت ہوتی تو کہتا قسم ہے رب العزت کی میں جب تک پانی نہ پی لوں اور وضو نہ کر لوں یہاں سے آگے نہ بڑھوں گا۔ اسی وقت ایک ابر آتا اور اتنا برستا کہ اس کا پانی جمع ہو کر ایک تالاب بن جاتا اور میں اس میں سے وضو بھی کرتا اور پی بھی لیتا۔ پھر جب ضرورت ہوتی تو یہی کرتا۔ اس حالت سے میں وہاں پہنچا جہاں سے کہ میں نکلا تھا اب میں بھی خبطی سا ہو گیا ہوں اور تم اے احمد امراء کا سا لباس پہنتے ہو اور نوجوانوں کو دیکھتے ہو۔ پھر کہتے ہو کہ میرا دل پلٹ گیا ہے۔ میرے جیسا ناگاہ بوڑھا کہہ سکتا ہے کہ میرا دل پلٹ گیا ہے۔ لیکن تیرا دل تو پہلے ہی پلٹ گیا ہے۔ اب یہ کتنا مناسب ہے کہ میرا دل پلٹا ہوا تھا اور پلٹا ہوا ہے ابو العباس کہتے ہیں کہ ان کے اس قول کی ٹھنڈک کہ تیرا دل پلٹا ہوا تھا اور ہے۔ ابھی تک میں نہیں بھولا اور مرنے تک نہیں بھولوں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الجمیع ونفعنا بہم۔ آمین۔

مرید کا ارادت میں پہلا قدم

حکایت (۳۰۱) حضرت شیخ ابن عریف ہی سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں غمگین اٹھا اور شیخ ابو القاسم بن روبیل سے میں نے کہا کہ کوئی حکایت بیان کرو شاید اس کے سبب اللہ تعالیٰ میرا غم دفع کرے۔ کہا اچھا سنو مجھ سے ایک شخص کی جو ساحل پر رہتے تھے تعریف کی گئی۔ انھیں ابو الخباز کہا جاتا تھا۔ میں ان سے ملنے کے قصد سے ساحل پر گیا اور انھیں سلام کر کے بیٹھ گیا نہ انھوں نے کچھ مجھ سے کہا نہ میں نے ان سے کچھ کہا یہاں تک کہ جب نماز کا وقت آیا تو کچھ لوگ جو چاروں طرف کے میدانوں میں متفرق تھے آپ کے پاس جمع ہوئے اور ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کے نماز پڑھائی پھر وہ لوگ جدا ہو گئے اور کسی نے کسی سے کچھ کلام نہ کیا اور شیخ بھی اپنی جگہ آبیٹھے اور میں بھی ان کے پاس جا بیٹھا۔ پھر جب نماز کا وقت آیا اسی طرح سے سب لوگ جمع ہوئے اور نماز پڑھ کے متفرق ہو گئے حتیٰ کہ جب نماز عصر کا وقت آیا تو پھر جمع ہو کر نماز پڑھی اور بیٹھ کر صلحاء کے حالات اور تذکرے بیان کرتے رہے جب زردی آفتاب کا وقت ہوا تو متفرق ہو گئے اور پھر مغرب کے وقت جمع ہو گئے۔ پھر متفرق ہوئے اسی طرح تین دن رہا۔ ان کی یہی حالت رہی۔ پھر میرے جی میں آیا کہ شیخ سے استفادہ کی نیت سے ایک سوال کروں۔ اور آگے بڑھ کر میں نے عرض کیا اے شیخ میں ایک سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہو۔ جماعت کے لوگوں نے میری طرف انکار کی نظر سے دیکھا۔ میں گھبرا گیا اور پوچھا اے شیخ مرید کو اپنا مرید ہونا کب معلوم ہوتا ہے۔ شیخ نے منہ پھیر لیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ شیخ مجھ سے خفا ہو گئے ہوں اور میں ان کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو

پھر میں نے کہا یہ تو پوچھنا ہی چاہئے اور عزم مصمم کر کے آگے بڑھا اور کہا اے شیخ مرید کو کب معلوم ہوتا ہے کہ میں مرید ہوں انھوں نے پہلے ہی کی طرح مجھ سے اعراض کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ میں اٹھ کر چلا آیا۔ پھر تیسرے دن میں نے یہی سوال کیا اور آپ نے مجھ سے مل کر فرمایا ایسا مت سوال کرو۔ شاید تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ مرید ارادت میں پہلا قدم کب رکھتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا جب اس مرید میں چار خصلتیں پیدا ہو جائیں۔ ایک تو یہ کہ زمین اس کے واسطے لپیٹی جاوے اور ساری زمین ایک قدم ہو جائے اور پانی پر چلنے لگے اور جو چیز جس وقت دنیا میں کھانا چاہے کھا سکے اور اس کی دعا رد نہ کی جائے۔ اس وقت ارادت میں مرید پہلا قدم رکھتا ہے اور جب مرید اپنے کو مرید جاننے لگے تو وہ ہمارے نزدیک حد ارادت سے گر جاتا ہے۔ حضرت شیخ ابو العباس فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے ایک چیخ ماری۔ قریب تھا کہ میری جان نکل جائے۔ پھر ان سے کہا کہ تم نے ہمیں ارادت سے ناامید کر دیا اے ابو القاسم اور میں اس شیخ کی عالی ہمتی سے متعجب ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن الجمیع ونفعنا بھم. آمین۔

سماع اولیاء

حکایت (۳۰۲) مروی ہے کہ شیخ کبیر عارف باللہ سید احمد رفاعی قدس اللہ روحہ واعاد علینا من برکاتہ شیخ عارف علی بن قاری واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قرآن مجید پڑھتے تھے اور نوجوان تھے ایک شخص نے کھانا پکوایا اور حضرت شیخ علی بن قاری اور ان کے مریدوں کی دعوت کی اور شہر کے دیگر مشائخ وغیرہ کو بھی بلایا۔ جب کھانا کھا چکے تو ان کے ہمراہ ایک قوال تھا۔ اس نے دف لے کر گانا شروع کیا اور حضرت

سید احمد لوگوں کی جوتیوں کے پاس بیٹھے تھے اور شیخ بن قاری کا جوتا ان کے پاس تھا۔ جب قوم سرور میں آئی اور انھیں وجد آنے لگا تو حضرت سید احمد نے لپک کر قوال کا دف توڑ دیا۔ مشائخ شیخ علی بن قاری کو دیکھنے لگے اور ان سے نفرت کا اظہار کیا اس امر پر جو سید احمد سے ظہور میں آیا اور کہا یہ بچہ ہے ہمیں اس سے شکایت نہیں ہے۔ ساری شکایت تم سے ہے۔ حضرت شیخ علی نے ان سے کہا تم ان سے پوچھو اگر جواب دیں تو فبہا ورنہ مجھ سے مطالبہ کیجیے۔ انھوں نے حضرت سید احمد کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم نے دف کیوں توڑا فرمایا۔ اے حضرات! اب قوال کی امانت داری پر فیصلہ ہے۔ اس کے جی میں جو کچھ گذرا بیان کرے۔ پھر جو کچھ وہ کہے ہم اس کی اتباع کریں گے۔ انھوں نے قوال سے دریافت کیا کہ جو کچھ تیرے جی میں وسوسہ پیدا ہوا تھا بیان کر۔ کہا کل شب میں ایک ایسی قوم کے پاس تھا جو شرابی تھے۔ وہ بھی میرا گانا سن کر جھومتے تھے۔ اب میرے دل میں خیال آیا کہ ان مشائخ کا حال بھی ان شرابیوں ہی کا سا ہے۔ یہ خیال ابھی پورا بھی نہ ہوا تھا کہ اس بچہ نے اٹھ کر میرا دف توڑ دیا۔ اس وقت مشائخ کھڑے ہو گئے۔ حضرت سید احمد کا ہاتھ چومنے لگے اور عذر خواہی کی۔ رضی اللہ عنہ۔

بعض اصطلاحات تصوف کے معانی

حکایت (۳۰۳) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ شراب محبت کے نشہ میں جھومتے تھے جس کی طرف حضرت شیخ عارف باللہ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے جبکہ آپ سے پوچھا گیا کہ شراب محبت کیا چیز ہے اور ساقی کون ہے اور ذوق کیا چیز ہے۔ شوق کیا ہے اور سیرابی کیا ہے اور نشہ کیا ہے اور ہوشیاری کیا ہے فرمایا شراب تو جمال

محبوب کا چھلکتا ہوا نور ہے اور پیالہ وہ لطف ہے۔ جس سے دل کے منہ تک محبت پہنچ جاتی ہے اور ساقی وہ ہے جو اپنے خاص مقرب بندوں اور صالحوں کیلئے سقی کا انتظام واہتمام کرتے ہیں۔ یعنی حق تعالیٰ جل جلالہٗ جو بندوں کی تقدیر اور ان کی مصلحت سے واقف ہے جس شخص پر اس کے جمال کا کشف ہوا اور پھر ایک دو لحظہ کے بعد پردہ ڈال دیا گیا وہ شخص ذوق و شوق والا ہوتا ہے اور جس پر اس کا انکشاف ایک یا دو گھنٹہ تک رہا تو وہ سچا پینے والا کہلاتا ہے اور جس پر یہ حالت پے در پے طاری ہوئی اور شراب محبت کی مداومت ہوئی حتیٰ کہ اس کے رگ رگ اور جوڑ جوڑ ان انوار سے پُر ہو گئے جو مخزون تھے تو اس حالت کو سیر ابی کہتے ہیں اور کبھی کبھی محسوس اور معقول سے غائب ہو جاتا ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ اس سے کیا کہا گیا ہے اور اس نے کیا کہا یہ حالت سکر کہلاتی ہے۔ کبھی ان پیالوں کی گردش پے در پے ہوتی ہے حالات بدلتے رہتے ہیں اور ذکر و طاعت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور باوجود مقدرات کے بدلنے کے ان کے صفات نہیں بدلتے یہ حالت حالتِ ہوشیاری کہلاتی ہے اور اسے وسعتِ نظر کا زمانہ اور تزاید علم کا زمانہ بھی کہتے ہیں۔ وہ لوگ علم کے ستاروں سے اور توحید کے چاند سے رات کے وقت ہدایت پاتے ہیں اور آفتاب عرفان سے دن کو روشنی حاصل کرتے ہیں وہی لوگ جماعت خداوندی کہلاتے ہیں اور اللہ کا گروہ فلاح پانے والا ہے اور بعض عارفین مشائخ کبار نے فرمایا ہے کہ محبت اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس شخص کا دل لیتی ہے جس کو حق سبحانہٗ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اپنے نور جمال کو اس پر منکشف فرمائیں اور قدس جلال کا اس پر اظہار فرماویں۔ اور شراب محبت کبھی تو کوشش اور ہمت اور تہذیب نفس کے بعد عطا ہوتی ہے اور ہر شخص کو اس کی استعداد کے

موافق پلایا جاتا ہے۔ بعض کو بلاواسطہ بھی ملتا ہے۔ اس کے خود حق تعالیٰ ہی متولی ہیں اور کسی کو بذریعہ واسطہ ملتا ہے۔ جیسا کہ ملائکہ اور اکابر علماء اور اکابر مقربین اور صدیقین اور عارفین ان میں سے کوئی تو پیالہ دیکھ کے ہی مست ہو جاتا ہے اگرچہ اب تک کچھ نہیں پیا ہے پھر تم ہی سوچو کہ اس کے ملنے کے بعد اس کے ذوق و شوق کی کیا حالت ہو گی، پھر جب چکھ لے گا اور پھر پی لے گا اور پھر مست ہو جائے گا اور سیراب ہو جائے گا پھر اس کے بعد ہشیار ہو جائے گا اور قسم قسم کی ہوشیاری بھی ہو گی جیسا کہ مستی بھی طرح طرح کی ہوتی ہے تو اس وقت کیا لطف ہو گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہمارے سب اوقات لیلۃ القدر ہوتے ہیں

حکایت (۳۰۴) بعض بزرگوں سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہلال رمضان مجھے نظر آیا کہ دیکھتے وقت حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے اس رمضان کی لیلۃ القدر سے مطلع فرمایا کہ وہ فلاں رات ہے اور مجھے صاف بتا دیا گیا میں اس کی تحقیق میں رہا جب وہ رات معین لیلۃ القدر کی آئی تو میں اس سے ایسا بھاگتا تھا جیسے کہ قرض خواہ سے قرضدار بھاگتا ہے اور اس کے انوار میری آنکھ میں چمک رہے تھے اور روشن ہو رہے تھے اور میں کہتا تھا تیری عزت کی قسم اے پروردگار تیرے ہوتے ہوئے مجھے لیلۃ القدر کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اوقات ہمارے سب کے سب لیلۃ القدر ہی ہوتے ہیں اسی معنی میں بعض کے اشعار ہیں۔

لو لا شهود جماله في ذاتي ما كنت ارضى ساعة بحياتي
ما ليلة القدر المعظم شانها الا اذا عمرت بها اوقاتي
ان المحب اذا تمكن في الهوىٰ والحب لم يحتج الى ميقاتي

(ترجمہ) اگر اس کے جمال کا مشاہدہ میری ذات میں نہ ہوتا تو میں ایک

لحظہ بھی اپنی زندگی پر خوش نہ ہوتا۔ لیلۃ القدر کی بڑی شان تو یہ ہے جب اسکے انوار سے میرے تمام اوقات آباد ہو جائیں۔ عاشق جب اپنے عشق و محبت میں ثابت قدم ہو جاتا ہے تو اس کے واسطے وقت معین کی حاجت ہی نہیں رہتی۔

لیلۃ القدر کی نگہداشت کی گئی میرا کوئی حق نہیں تھا

حکایت (۳۰۵) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں نے رمضان کی شب کو فرشتوں کو دیکھا کہ وہ تیاری کر رہے تھے جیسا کہ شادی والے ایک دن پہلے ہی سے اس کی تیاری کرتے ہیں۔ جب ستائیسویں تاریخ ہوئی اور وہ جمعہ کی شب تھی تو میں نے ملائکہ کو آسمان سے اترتے دیکھا اس کے ساتھ نور کے طبق تھے۔ جب اٹھائیسویں شب ہوئی تو میں نے اس رات کو دیکھا کہ وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے اور کہتے تھے میں نے مانا کہ لیلۃ القدر کا ایک بڑا حق تھا جس کی نگہداشت کی گئی تو کیا میرا کوئی حق نہ تھا جس کی نگرانی کی جاتی۔ انتہی کلامہ۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس رات کا غصہ شاید لوگوں پر اس سبب سے تھا کہ لوگوں نے اس میں شب بیداری نہ کی۔ حالانکہ وہ لیلۃ القدر کے ساتھ تھی اور ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ اس کی تعظیم ایسی کی جائے جیسے اس کے ساتھ والی کی کیجاتی ہے اور نور کے طبق شاید اس رات کے بیداری کرنے والوں کو ہدیہ ہوئے ہوں اور ان لوگوں کے واسطے جن کو خدا نے اس رات کی برکت عطا فرمائی ہو۔ واللہ اعلم۔

شب قدر میں ہر چیز سجدہ ریز تھی

حکایت (۳۰۶) اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ انہوں نے شب قدر

میں ہر شے کو سجدہ کرتے دیکھا حتی کہ درخت اور پتھر بھی اور دیکھا کہ انوار تمام عالم وجود میں عرش سے فرش تک بھرے ہوئے ہیں۔

نوری لفظوں سے آیت لکھی ہوئی تھی

حکایت (۳۰۷) اور مجھ سے بعض فقراء نے بیان کیا کہ میں نے اس رات دیکھا کہ نور کے حرفوں سے آیہ ربنا لا تزغ قلوبنا لکھی ہوئی تھی۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس تحریر میں اشارہ ہے کہ اس رات کو یہ دعا پڑھی جائے اور اس جانب بھی کہ کوئی اللہ کے قبضہ سے نکل نہیں سکتا۔ اللھم انا نعوذ بك من مكرك ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب.

امام غزالیؒ کے مراتب ولایت

حکایت (۳۰۸) بعض علماء سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا جنگل میں ایک گدڑی پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ میں ایک لوٹا تھا اور ایک لکڑی تھی اور اس سے پہلے بغداد میں ان کی مجلس درس میں سو لڑکے امراء کے حاضر ہوا کرتے تھے۔ نقل ہے کہ تین سو آدمیوں کو تعلیم دیا کرتے تھے اور آپ کے حلقہ درس میں علماء فضلاء اور شریف طلباء حاضر ہوتے تھے۔ میں نے کہا اے امام کیا علم کی تدریس اس سے اچھی نہ تھی انہوں نے کن انکھیوں سے مجھے گھورا اور فرمایا جب کہ ارادت کے آسمان پر سعادت کا چاند طلوع ہوا اور اصول و قواعد کا آفتاب وصل کی مغرب میں غروب ہوا تو۔

ترکت هوی لیلی و سعدی بمعزل وعدت الیٰ محبوب اول منزل
ونادت بی الاشواق مهلا فهذه منازل من تهوی رویدك فانزل

(ترجمہ) میں نے لیلیٰ اور سعدی کی محبت کو ترک کر دیا اور پہلی منزل کے ساتھی کی جانب رجوع کیا اور شوق نے پکارا ٹھہر جا۔ یہ منازل محبوب ہیں تھم جا اور سواری سے اتر جا۔

مؤلف فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شوق کے لسان حال نے کہا کہ تو منزل احباب تک پہنچ گیا۔ اب سیر کی تکلیف اور مشقت چھوڑ دے۔ میں نے امام کے کچھ مناقب کتاب الارشاد میں بیان کیے ہیں ان کے حق میں بہت سے اولیاء اللہ نے بڑے بڑے مقامات ولایت کی شہادت دی ہے اور درجہ صدیقیت اور بڑی شرافت ان کی بیان کی ہے اور ان کے حاسدین بدبختوں سے کچھ تعرض نہ کرنا چاہیے۔ یہ دشمن محروم ہیں اور ان کی خوبی سے اندھے ہیں اور بے توفیق ہیں۔ جب عنقریب پردہ آنکھوں سے اٹھ جائے گا تو دیکھ لے گا اور نادم ہو جائے گا۔

سیدرون فیما بعد یا أم حامد　　لمن شرف العلیا وفخر المحامد

اذا حجة الاسلام بان مقامه　　لکل الوری مابین خل وحاسد

بیوم به عالٍ مقام محمد　　علیه صلوٰة الله زین مشاهد

شفیع الوریٰ مولی البرایا مقدما　　له مشهد یجلوالکل مشاهد

(ترجمہ) عنقریب اے ام حامد وہ لوگ جان لیں گے کہ کس کے واسطے شرف عالی اور حمد کا فخر ہے۔ جب حجۃ الاسلام کا مقام معلوم ہوگا۔ ساری مخلوق کو دوست دشمن کو جس روز کہ محمد کا مقام بلند ہوگا۔ آپ پر خدا کی رحمت ہو دیکھنے والوں کی آپ رونق ہوں گے۔ مخلوق کی شفاعت کرنے والے اور مولیٰ ہیں آگے چلنے والے۔ آپ کا مقام سارے مقامات کو شیریں اور اچھا کر دے گا۔

سب سے بڑے بد بخت کا کیا حال ہو گا

حکایت (۳۰۹) حکایت ہے کہ ایک شب حضرت سید احمد رفاعی قدس اللہ روحہ وضو کے لیے کھجور کے باغ میں گئے۔ دیکھا تو ایک کشتی اوپر کو جا رہی تھی اس میں کوتوال اور دیوان واسط کے ملازمین سوار تھے، ان کے ہمراہ بیگاریوں کی ایک جماعت تھی اور ان کے پیچھے ایک سپاہی دیوان کا ملازم بھی تھا۔ جب سپاہی نے حضرت کو بیٹھا دیکھا تو کہا اے شیخ چلو ہمارے ساتھ آپ ساتھ ہو گئے۔ اس نے آپ کو بھی بیگاریوں میں داخل کیا۔ حضرت ان کے ہمراہ گئے اور قریہ بذریہ میں صبح کے وقت پہنچے۔ اس وقت آپ کو ایک فقیر نے دیکھ لیا۔ وہ چلایا اور فریاد کرنے لگا۔ اتنے میں بہت سے فقراء اس کے پاس جمع ہو گئے اور شور و غل مچانے لگے۔ جب کشتی والوں کو معلوم ہوا کہ وہ سید احمد ہیں تو اپنے کئے پر بہت نادم اور پشیمان ہوئے اور گھبرائے اور آپ کے پاس حاضر ہو کر معذرت کرنے لگے۔ فرمایا صاحبو! جو کچھ ہوا اچھا ہی ہوا۔ تمہاری حاجت پوری ہوئی۔ ہمیں نیکی ملی اور کوئی نقصان بھی نہ ہوا اور میں تو گھر میں خالی بیٹھا رہتا ہوں اور میں بیٹھا کچھ کام نہیں کرتا۔ تم بیگار ضعیفوں کو پکڑتے ہو یا کاروباری آدمیوں کو پکڑتے ہو اور ان کے کاموں سے بیچاروں کو روکتے ہو اور گنہگار بنتے ہو۔ اس کے بعد اگر کبھی تمہیں ضرورت پڑے تو مجھے خبر کر دو میں اپنے تھکنے تک تمہارا کام کروں گا۔ پھر لوٹ جاؤں گا۔ انہوں نے کہا ہم اپنے فعل سے استغفار کرتے ہیں۔ آپ بھی ہمیں توبہ کروا دیجئے اور ہم سے راضی ہو جائیے۔ آپ نے انہیں توبہ کرائی اور کہا خدا تم سے اور ہم سے راضی ہو۔ پھر ان کے واسطے دعا کی اور انہیں رخصت کیا۔ اس سپاہی نے جس نے آپ کو پکڑا تھا کہا حضرت ان لوگوں سے آپ راضی ہو

گئے اور جو سب سے بڑا بدبخت ہے اس کا کیا حال ہو گا۔ فرمایا خدا تجھ سے بھی راضی ہو جائے اس نے کہا حضور مجھے بھی توبہ کرائیں۔ آپ نے اُسے بھی توبہ کرائی اور عہد لیا اور کہا اے اللہ تو گواہ ہے کہ ہم دنیا اور آخرت کے بھائی ہیں۔ پھر وہ لوگ واسط کو گئے۔ اس سپاہی نے دنیاداروں اور بادشاہوں کی خدمت ترک کی اور حضرت سید احمد کے یہاں آرہا اور آپ کو اطلاع دی کہ میں نے ملازمت چھوڑ دی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رہا اور نیک بن گیا۔

ولی سے بدگمانی کا نتیجہ

حکایت (۳۱۰) بعض بزرگوں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوالفضل بن جوہری مصری کی خبر سنی اور آپ کی زیارت کے قصد سے اپنے شہر سے چلا۔ جمعہ کے روز شہر مصر میں داخل ہو کر شیخ کی مجلس وعظ میں حاضر ہو کر سامعین میں شریک ہوا۔ میں نے دیکھا کہ شیخ نہایت خوبصورت بلیغ آدمی اور لباس فاخرہ اور عمدہ عمدہ کپڑے پہنے ہوئے تھے اور عمامہ خوش رنگ اور ایسی ہی ایک چادر بھی تھی۔ ان کی ہمت بڑھی ہوئی تھی اور قبا کشادہ تھی یا یہ کہا کہ دنیا ان کے پاس بہت کشادہ تھی۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ بن جوہری ہیں جن کی نسبت بہت کچھ کہا جاتا ہے اور ان کے صلاح اور دین اور پرہیزگاری کی شہرت گشت کرتی پھرتی ہے اور ان کے صفات حمیدہ اور قوت ایمانی اور کمال یقین مشہور ہے اور ان کا یہ لباس اور ان کی یہ ہیئت و آرائش ہے میں متعجب رہ گیا اور انہیں اس حال پر چھوڑ کر چلا گیا۔ جب میں مصر کے کوچہ اور بازاروں سے گزر رہا تھا میں نے ایک عورت کو چیخ و پکار مچاتے ہوئے سنا۔ وہ رو رہی تھی۔ گریہ و زاری کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی وامصیبتاہ وبنتاہ وافضیحتاہ۔ میں

اس کے غل پر رحم کھا کر اس کے پاس گیا اور پوچھا اے عورت تجھے کیا ہو
گیا ہے اور تیرا کیا قصہ ہے۔ اس نے کہا حضرت میں ایک پردہ نشین
عورت ہوں اور میرے سوائے ایک لڑکی کے کوئی اولاد نہیں ہے اور میں
نے بڑی کوشش سے اس لڑکی کی پرورش کی اور دل وجان سے اس کی
حفاظت کی۔ حتی کہ وہ جوان ہوئی اس کی ایک نیک خت صالح مسلمان سے
منگنی کی۔ جب میں سمجھ گئی کہ اس کا ہمسر اور کفو ہے تو اس کے ساتھ میں
نے اس لڑکی کا عقد کر دیا۔ آج اس کی رخصت کی رات ہے اور آج ہی اس پر
جن کا اثر ہو گیا ہے اور اس کی عقل جاتی رہی ہے۔ میں نے اس پر شفقت
کر کے کرامت ذرا اس کا علاج میرے ذمہ ہے اور اس کی حالت کی اصلاح
کرنا بھی لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم کی برکت سے۔ یہ سن
کر اس عورت کی پریشانی کچھ دور ہوئی اور وہ میرے آگے ہوئی اور میں اس
کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ حتی کہ وہ عظیم الشان خوبصورت مکان میں مجھے لے
گئی اور اندر آنے کی اجازت دی۔ میں اس مکان میں گیا۔ دیکھا قسم قسم کی
چیزیں جو بیاہ شادی میں اور بچوں والے گھروں میں ہوا کرتی ہیں موجود
تھیں۔ اس نے مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ ناگاہ اس کی لڑکی نظر آئی
جو کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف دیکھتی تھی اور اس پر خدا کے حکم
سے جن کا اثر ہو گیا تھا اور وہ بڑی خوبصورت تھی۔ میں نے قرآن شریف
کی دس آیتیں ساتوں قراءتوں کے ساتھ اس پر پڑھ کر دم کیں اس وقت
جن فصیح زبان میں جسے نزدیک اور دور کے سب لوگ سنتے تھے کہنے لگا
اے شیخ ابوبکر تم سات قراءتوں سے قرآن پڑھ کر ہم پر فخر نہ کرو ہم ستر
قسم کے جن ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیر ذات العلم
کے روز مسلمان ہوئے تھے۔ آج ہم شیخ صالح ابوالفضل بن جوہری کے

پیچھے نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے آئے تھے جن کی تم نے حقارت کی اور ان کی نسبت بدگمانی کی۔ خدا سے استغفار کرو اور اپنی غفلت کا توبہ سے تدارک کرو۔ ہم اس راستہ سے جا رہے تھے تو اس لڑکی نے ہم پر نجاست پھینکی جبکہ ہم نماز کے لئے اس کے گھر پر سے گذر رہے تھے۔ چنانچہ سب ساتھی بچ گئے اور میرے کپڑے نجس ہو گئے اور میں حضرت شیخ صالح ابوالفضل کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے سے محروم رہا۔ میں نے غصہ میں آ کر یہ کیا جو تم نے دیکھا۔ میں نے کہا اس شیخ صالح کی حرمت سے جنکے پیچھے تم نماز ادا کرنے آئے تھے اس پر سے اتر جاؤ۔ کہا بہت اچھا۔ جن نے سن لیا اور مان لیا اور اسی وقت اس پر سے اتر گیا اور لڑکی اسی وقت اچھی ہو گئی اور منہ پر اسی وقت مجھ سے شرما کر برقع ڈال لیا۔ گویا اسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ اس کی والدہ بہت خوش ہوئی اور کہا خدا تمہیں نیک جزا دے اور جیسا کہ تم نے ہماری عیب پوشی کی، خدا تمہاری عیب پوشی کرے پھر میں اسی وقت نکل کھڑا ہوا اور عزم حضرت شیخ صالح کی زیارت کا کر لیا۔ جب مجھے شیخ نے اپنی طرف آتے دیکھا تو مسکرا کر فرمایا اھلاً وسھلاً۔ شیخ ابوبکر تمہیں ہماری حالت کا یقین نہ ہوا جب تک کہ جن نے یہ خبر نہ دی۔ ان کی یہ بات سن کر میں بےہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر ایک مدت تک شیخ کے یہاں وعظ سنتا رہا اور ان کی صحبت میں ہی رہ گیا اور خانقاہ کے ایک حجرے میں رہتا تھا اور اللہ سے توبہ کر لی کہ کرامات اولیاء سے کبھی انکار نہ کروں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اتنے چمڑے پہن کر پرانے کر چکا ہوں

حکایت (۳۱۱) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عارف احمد بن جعد یمنی ابتدائی زمانہ میں حضرت شیخ عیسیٰ ہتار یمنی سے ملنے گئے دیکھا کہ

وہ عمدہ لباس اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ان کا اعتقاد بدل گیا اور پیچھے ہٹے تو شیخ نے انہیں پکارا اور کہا اے لڑکے ادھر آ۔ میں نے یہ لباس جب پہنا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں اتنے چیتھڑے پہن کر پرانے کر چکا ہوں۔ اس وقت ان کا شک زائل ہوا اور آپ کے پاس آ کر سلام کیا اور دعا کی درخواست کی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کی توبہ کا سبب

حکایت (۳۱۴) احمد بن عبداللہ المقدسی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا مصاحب رہا اور آپ سے آپ کا ابتدائی حال دریافت کیا اور ملک فانی کو ترک کر کے ملک باقی کی طرف رجوع کرنے کی وجہ دریافت کی۔ فرمایا اے بھائی ایک دن میں اپنی سلطنت کے بلند محل پر بیٹھا تھا کہ خواص میرے سر پر دست بستہ کھڑے تھے۔ میں نے کھڑکی میں سے جھانکا تو صحن میں ایک فقیر بیٹھا نظر پڑا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سوکھی روٹی تھی اس نے اسے پانی میں بھگو کر نمک سے کھایا۔ میں دیکھ ہی رہا تھا۔ جب وہ کھا چکا پھر کچھ پانی پیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد بجا لایا اور وہیں صحن میں سو گیا۔ اللہ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ میں اس کی حالت کو سوچوں۔ میں نے اپنے ایک غلام سے کہا جب یہ فقیر جاگے تو اسے میرے پاس لے آ۔ جب وہ بیدار ہوا تو اس سے غلام نے کہا اے فقیر اس محل کے مالک تجھ سے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں کہا بسم اللہ وباللہ وتوکلت علی اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اٹھ کر غلام کے ہمراہ میرے پاس چلا آیا۔ مجھے دیکھ کر سلام کیا۔ میں نے جواب دیا اور بیٹھنے کی درخواست کی۔ اس پر وہ بیٹھ گیا۔ جب وہ بیٹھ کر مطمئن ہوا تو میں نے کہا اے فقیر تو بھوکا تھا روٹی کھانے سے تیرا پیٹ بھر

گیا۔ کہا ہاں، اور شوق سے پانی پیا اور سیر اب ہو گیا۔ کہا ہاں۔ پھر بلا کسی رنج و غم کے سویا اور راحت پائی کہا ہاں، اس وقت میں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا اور عتاب کے ساتھ اس سے کہا اے نفس میں دنیا کو لے کر کیا کروں۔ نفس تو اس چیز پر جو تو نے اس فقیر سے دیکھا ہے قناعت کر لیتا ہے۔ اسی وقت میں نے اللہ سے توبہ کا عزم کر لیا۔ جب دن گذر اور رات آئی تو میں نے اونی ٹاٹ پہنا اور ایک اونی ٹوپی اوڑھی اور ننگے پاؤں اللہ کی طرف سیر کرتا چلا۔ اتنے میں مجھے ایک آدمی خوش پوشاک خوبصورت ملے۔ ان سے خوشبو مہک رہی تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر انہیں سلام کیا اور مصافحہ کیا انہوں نے جواب دیا اور فرمایا اے ابراہیم کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا اللہ سے بھاگ کر اسی کی طرف جاتا ہوں مجھ سے کہا کیا تم بھوکے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ اس شیخ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے کہا تم بھی دو رکعت نماز میری طرح پڑھو۔ میں نے نماز پڑھی پھر کر دیکھا تو اس کے پاس کھانا اور سرد پانی رکھا ہوا تھا۔ مجھ سے کہا اے ابن ادہم آگے آؤ اور اللہ کے فضل سے کھاؤ اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ میں نے آگے بڑھ کر کھایا اور اپنی حاجت پوری کی۔ وہ کھانا ویسا ہی باقی تھا اور پانی پیا اور اللہ کا شکر بجا لایا۔ پھر مجھ سے شیخ نے کہا اے ابن ادہم عقل و فہم کو کام میں لاؤ اور اپنے کام میں جلدی نہ کرو۔ کیونکہ جلدی شیطان کی طرف سے ہے۔ اور جان لو کہ حق تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں تو اسے اپنے لیے برگزیدہ بناتے ہیں اور اس کے قلب میں اپنے قدس کا چراغ روشن فرماتے ہیں جس کی بدولت وہ بندہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے اور اسی سے اپنے نفس کے عیوب دیکھتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سکھاؤں، جب کبھی تو بھوکا پیاسا ہو اس اسم اعظم

کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کر۔ اللہ تعالیٰ تجھے کھلا پلا دیں گے۔ اے ابن ادہم جب بزرگوں اور ابرار کی صحبت میں بیٹھو تو اپنے کو ان کے لئے زمین بنادو کہ وہ تمہیں پامال کریں اور ان پر غصہ نہ کرو کیونکہ حق تعالیٰ ان کے غصہ سے غضب میں آجاتے ہیں اور ان کی رضامندی سے راضی ہو تے ہیں۔ پھر مجھے اسم اعظم بتایا اور کہا میں نے تمہیں اللہ حی وقیوم کے سپرد کیا اور مجھ سے غائب ہو گئے۔ اتنے میں میں نے ایک جوان خوب صورت خوش رو خوش لباس کو دیکھا میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا اے ابن ادہم۔۔۔۔ تمہاری کیا حاجت ہے اور سفر میں تم نے کس سے ملاقات کی۔ میں نے کہا میں نے ایک ایسے صفات والے شخص کو دیکھا۔ وہ جوان اتنا روئے کہ میں بھی سن کر رو دیا۔ میں نے کہا حضرت قسم ہے اللہ کی سچ بتاؤ وہ شخص کون تھے اور آپ کون ہیں۔ فرمایا وہ شیخ میرے بھائی الیاس تھے اور میں ابو العباس خضر ہوں۔ یہ سن کر میں بہت خوش ہوا اور انہیں سینے سے چمٹا لیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور مصافحہ کر کے ان سے دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے ثبات قدم رہنے کی اور عصمت کی دعا کی۔ پھر غائب ہو گئے اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں گئے۔ یہ میرے ابتدائی حال کا قصہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنابہ آمین۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم کے ابتداء حال کی ایک روایت یہ ہے اور دوسری روایت ہے جس کو ہم نے اول میں اس کتاب (روض الریاحین میں) درج کیا ہے کہ آپ شکار کو گئے اور ہاتف نے آواز دی الخ۔

دونوں راہب مسلمان ہو گئے

حکایت (۳۱۳) یعقوب بن محمد خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے

فرماتے ہیں کہ میں اپنے شہر سے سیاحت اور توکل کے ارادہ سے چلا اور اسی حالت میں بیت المقدس تک پہنچا اور تیہ بنی اسرائیل کے ایک غار میں بہت دنوں تک رہا نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ موت کے قریب پہنچا۔ اسی حالت میں دو راہبوں کو میں نے سیر کرتے دیکھا وہ پراگندہ بال اور گرد آلود تھے۔ میں ان کے پاس گیا اور انھیں سلام کیا اور پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ میں نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ تم کہاں ہو، کہا ہاں۔ ہم اللہ کے ملک میں اس کے سامنے ہیں۔ میں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا اور اسے ملامت کرنے لگا اور کہا یہ دونوں راہب باوجود کافر ہونے کے توکل پر قائم ہیں اور تو قائم نہیں ہوتا۔ پھر ان سے کہا تم مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے سکتے ہو۔ انہوں نے کہا بہتر ہو گا ان شاء اللہ۔ چنانچہ ہم تینوں چلے۔ جب شام ہوئی تو وہ دونوں اپنے معبود کی عبادت کرنے لگے اور میں اپنے معبود کی جانب متوجہ ہو کر کھڑا ہوا اور مغرب کی نماز میں نے تیمم سے ادا کی۔ وہ مجھے مٹی سے تیمم کرتے دیکھ کر مسکرائے جب اپنی نماز پڑھ چکے تو ایک نے ان میں سے اپنے ہاتھ سے زمین کھودی تو موتی کی طرح چمکتا ہوا صاف پانی وہاں سے نکلا۔ میں متحیر رہ گیا اور پھر دیکھا تو اس کے دائیں طرف کھانا رکھا ہوا تھا۔ اس سے اور تعجب ہوا۔ انہوں نے مجھ سے کہا تجھے کیا ہوا جو حیران ہے آگے بڑھ اور اسے کھا جو حلال روزی ہے اور یہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی پی اور اللہ کریم ذوالجلال کی عبادت کر۔ میں آگے بڑھا اور سب نے مل کر کھانا کھایا اور پانی پیا۔ پھر نماز کے واسطے میں نے وضو کیا اور نماز قضا کی اور وہ پانی زمین میں چلا گیا گویا تھا ہی نہیں۔ پھر وہ اپنی نماز میں مشغول ہوئے اور میں اپنی نماز میں مشغول ہوا۔ حتیٰ کہ صبح ہوئی اور وہ دونوں سفر

کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ رات تک چلا۔ جب شام ہوئی تو دوسرا راہب آگے بڑھا اور نماز پڑھ کے چپکے سے کچھ دعا کی اور پھر اپنے ہاتھ سے زمین کھودی تو پانی کا چشمہ ویسا ہی جیسا کہ کل اس کے ساتھی کے کھودنے سے نکلا تھا، نکل آیا اور اس کے پہلو میں کھانا بھی رکھا ہوا تھا اور مجھ سے کہا آگے بڑھ کر کھاؤ پیو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ چنانچہ ہم نے کھایا پی کے نماز کے واسطے وضو کیا اور پانی اسی زمین میں چلا گیا گویا کہ تھا ہی نہیں۔ جب تیسری شب آئی تو انھوں نے کہا اے محمدی یہ رات تیری ہے اور آج باری تیری ہے فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے اس قول سے شرم آئی اور دل میں ایک سخت حالت طاری ہو گئی۔ میں نے کہا ان شاء اللہ اچھا ہی ہو گا۔ پھر ان سے ہٹ کر ایک طرف گیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اے میرے مولا اے میرے مالک تو جانتا ہے کہ میرے گناہ بہت ہیں جن کی وجہ سے تیرے نزدیک میرا رتبہ اور جاہ نہیں ہے اور نہ میرا منہ اس قابل ہے لیکن میں اس وجیہ کریم بڑے مرتبہ والے محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے وسیلہ سے مانگتا ہوں کہ مجھے ان لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کیا جائے۔ جب میں دعا سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک چشمہ جاری ہے اور میرے پہلو میں کھانا رکھا ہوا ہے۔ میں نے ان سے کہا آگے بڑھ کر اللہ کے فضل سے کھاؤ۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور ہم تینوں نے کھایا اور پیا اور ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کیا اور اسی حالت میں رہے کہ میری دوسری باری آئی۔ پھر میں نے پہلے ہی کی طرح اللہ سے دعا کی اور پانی کا چشمہ نکل آیا اور کھانا بھی حاضر ہو گیا۔ جب تیسری باری آئی اور میں نے اسی طرح دعا کی تو دو آدمیوں کا کھانا اور انہیں کا پانی آیا۔ میرا دل ٹوٹ گیا۔ انھوں نے کہا اے محمدی یہ حادثہ تم پر

کیوں پیدا ہوا۔ کیا تم اپنے کھانے پینے میں نقصان نہیں دیکھتے ہو۔ میں نے
کہا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ امر اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور ہم اس
کے حکم اور ارادہ کے نیچے ہیں اور ہمارا دین یہ چاہتا ہے کہ کبھی تکلیف ہو
کبھی راحت۔ کبھی سختی ہو کبھی آرام اور کبھی عطا ہو کبھی منع تاکہ ہمارے
صبر کی بھی آزمائش ہو جائے۔ انہوں نے کہا اے محمدی تم نے سچ کہا وہ بڑا
رب ہے اور اسلام اچھا دین ہے۔ اپنا ہاتھ بڑھاؤ تاکہ ہم کلمہ شہادت
پڑھیں: اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ اور
دین اسلام حق اور اس کے سوائے سب باطل ہے۔ میں نے ان سے کہا
اے بھائیو کیا تم کسی شہر میں چلو گے تاکہ جمعہ اور جماعات میں شامل ہو
سکیں۔ کیونکہ جمعہ حج مساکین ہے انہوں نے مجھ سے کہا یہ اچھی رائے
معلوم ہوتی ہے اور اچھا فعل ہے۔ جب ہم اس ارادہ سے چلے تو سامنے
ایک عمارت نظر آئی۔ اندھیری رات تھی، غور سے دیکھا تو ہم بیت
المقدس میں تھے۔ ہم اس میں داخل ہوئے اور ایک مدت مدید تک اس
میں مقیم رہے۔ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور ہمارا رزق ایسی جگہ سے ہم
پہنچتا تھا جس کا گمان بھی نہ تھا۔ حتی کہ دونوں ساتھی وہیں رحمت حق کو
پہنچے اور مر گئے رضی اللہ تعالی عنہما۔

بزرگوں کی شفقت

حکایت (۳۱۴) حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ کے کنارہ
پر سے گذرے اور وضو کے واسطے بیٹھے اور اپنا قرآن شریف اور کپڑا کنارہ پر
رکھا۔ ایک عورت آئی اور انہیں اٹھا کر چلی۔ حضرت معروف کرخی اس
کے پیچھے گئے اور اسے خالی تھا جگہ پر جا پکڑا تاکہ اس کی ہتک نہ ہو۔ اور
فرمایا تو مت ڈر اے عورت میں معروف کرخی ہوں۔ اے بہن تیرا کوئی بیٹا

ہے جو قرآن پڑھے اس نے کہا نہیں، کہا خاوند ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ کہا کوئی بھائی ہے کہا نہیں۔ فرمایا تو تو قرآن شریف مجھے دیدے اور کپڑا تیرا ہے۔ تجھے حلال ہے۔ دنیا اور آخرت میں تجھ پر میری طرف سے کوئی گرفت نہیں۔ اس بات سے عورت کو بہت شرم آئی۔ پھر کہا میں اللہ سے توبہ کرتی ہوں۔ پھر کبھی ایسا نہ کروں گی۔ حضرت معروف اس کی توبہ سے بہت خوش ہوئے اور اس کے واسطے دعا فرمائی اور ہر ایک نے اپنا راستہ لیا۔ اس عورت پر حضرت معروف کرخی کی برکت موثر ہوئی۔

دولت سے زیادہ نماز کی اہمیت

حکایت (۳۱۵) حکایت ہے کہ ایک دن حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا گھوڑا آپ کے سامنے بندھا تھا۔ چور آیا اور گھوڑے کو کھول کر اس پر سوار ہوا اور چلا گیا۔ آپ دیکھ رہے تھے لیکن آپ نے نماز نہ توڑی اور گھوڑا اسی ہزار درہم کا تھا۔ آپ کے پاس آپ کے اصحاب آئے اور ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے یہ کس قدر کوتاہی ہے کہ چور کو گھوڑا لے جاتے ہوئے دیکھ رہے ہو اور خاموش ہو اس وقت نماز توڑ کے گھوڑا لوٹا لیتے۔ پھر نماز پڑھ لیتے تو کیا ہو نہیں سکتا تھا فرمایا اے لوگو۔ میں ایک نہایت ضروری کام میں مشغول تھا اور وہ ایسا کام تھا جو گھوڑے سے زیادہ پسندیدہ تھا۔ بلکہ لاکھوں گھوڑوں سے بھی زیادہ محبوب تھا اور گھوڑے کو تو میں نے اللہ کی راہ میں دے دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ شیخ امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کسی چور نے پٹکا اتار لیا اور دوڑا۔ شیخ اس کے پیچھے دوڑے اور فرماتے جاتے تھے میں نے تجھے مالک بنا دیا تو بھی کہہ دے کہ میں نے قبول کیا اور چور کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔

یہ حسرت تو قیامت تک رہے گی

حکایت(۳۶۱) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض اصحاب کو بعد موت کے خواب میں دیکھا میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا کیا۔ کہا مجھے اللہ نے آپ کی برکت سے بخش دیا اور آپ کی محبت کی وجہ سے مجھے جنت میں داخل کر کے میرے مقامات جنت میں دکھائے یہ کہا لیکن اس کا چہرہ غمگین تھا۔ میں نے کہا میں تجھے غمگین پاتا ہوں۔ حالانکہ تو جنت میں داخل ہو چکا ہے اور اس کی نعمت حاصل کر چکا ہے۔ اس نے ایک زور کی سانس لی اور کہا اے ذوالنون قیامت تک اسی طرح غمگین رہوں گا میں نے پوچھا یہ کیوں۔ کہا جب میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے مقامات علیین کے دکھا دیئے گئے ویسے میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ جب میں نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوا اور اس میں داخل ہونے کا قصد کیا۔ اتنے میں ایک منادی نے اوپر سے آواز دی کہ اسے لوٹا کرلے جاؤ یہ جگہ اس کے واسطے نہیں ہے یہ ان کے واسطے ہے جو سبیل کو اللہ کے راستہ میں جاری کرتے ہیں۔ یعنی ان پر دنیا میں جب کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں یہ اللہ کے راستہ میں ہے۔ پھر اس پر کوئی توجہ نہیں کرتے۔ اگر تو بھی سبیل جاری کرتا تو تجھے بھی اس مرتبہ پر پہنچاتے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

فرشتوں کے سامنے میری عظمت بیان کرے

حکایت(۳۱۷) اور حضرت ابوالحسن دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت منصور بن عمار واعظ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ انہوں

نے فرمایا۔ اللہ جل جلالہ، و تقدست اسماء وہ نے فرمایا اے منصور بن عمار۔ میں نے کہا لبیک اے پروردگار میرے تو ہی ہے جو دنیا میں لوگوں کو پرہیزگاری سکھاتا ـــــ اور میری آخرت کی طرف رغبت دلاتا تھا۔ میں نے عرض کیا الٰہی میں نے ایسا کیا ہے۔ لیکن جب کسی محفل میں بیٹھا تو تیری حمد اور تیرے نبی کی ثنا کی۔ اس کے بعد میں نے نصیحت شروع کی۔ فرمایا تو نے سچ کہا۔ اس کے واسطے کرسی بچھاؤ تاکہ آسمان پر فرشتوں میں میری بزرگی بیان کرے۔ جیسا کہ زمین پر میرے بندوں میں میری بزرگی بیان کرتا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ڈاکوؤں سے حفاظت

حکایت (۳۱۸) حضرت ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک بار سفر کیا اور ہمارے ہمراہ ایک گاؤں کے ایک نیک آدمی تھے۔ ہم ایک خندق پر پہنچے جس میں بہت سے درخت تھے۔ اس شخص کو آثار قدیمہ کی واقفیت تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ خندق آبادی ہے۔ ہم خندق میں اترے اور سرعت سے چھپتے ہوئے خندق سے دوسری جانب چلے۔ جب ہم نے درختوں کو قطع کیا اور آپ آگے بڑھے تو ہم نے تین آدمی ہتھیار بند دیکھے جو ہم پر حملہ کرنے کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ہم جمع ہوئے اور ہم نے کہا کیا تجویز کرنا چاہیے۔ اس بدوی نے کہا کہ اپنا کام اصل کی طرف راجع کرو۔ کیا تم اللہ کی طرف نہیں نکلے ہو۔ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ کہا پھر اپنا کام اللہ کے سپرد کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ اور تم میں سے کوئی دائیں بائیں نہ دیکھے۔ چنانچہ وہ شخص آگے ہوئے اور ہم لوگ سب ان کے پیچھے چلے اور چور راستے سے ہٹے ہوئے ہمارے برابر چلتے تھے۔ ہم چلنے میں ان سے آگے نکل گئے اور وہ لوگ ہمارے مقابل

سے پیچھے رہ گئے میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے تھا۔ میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے ہمیں اپنے نیزوں کی نوک پر لے لیا ہے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا کہ ان لٹیروں نے تو ہمیں پالیا اور وہ شخص بدوی ادھر ادھر انہیں دیکھتے تھے میری بات سن کر وہ کھڑے ہو گئے اور پھر کے دیکھا۔ جب وہ لوگ نظر آئے تو کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اے اللہ ان شیاطین کا شر ہم سے دور کر دے۔ میں نے کہا دیکھو ہم کیا کریں۔ اس نے کہا ہم کیا کریں۔ میں نے کہا یہ چاشت کا وقت ہے اور نفل نماز میں جماعت جائز ہے۔ میں آگے بڑھ کے تمہیں نماز پڑھاتا ہوں۔ اس وقت وہ لوگ آگے نکل جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کہا اے ابو یزید ہمیں حاجت ہے کہ ہم ان سے پوشیدہ ہو جاویں۔ میں نے کہا۔ تم جانو۔ اتنے میں انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دو انگلیوں انگشت شہادت اور وسطی سے ان ڈاکوؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا کھڑے رہو۔ میں نے انہیں دیکھا کہ کھڑے ہو گئے اور کوئی ان میں سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ نہ اپنے ساتھیوں سے مل سکتا تھا، جو جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔ ہم آگے چلے اور اس شخص نے اس کے بعد کچھ نہ کہا۔ جب ہم لوگ ایک درہ میں پہنچے اور دوسری ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے وہ ہمیں پکڑ نہیں سکتے تھے۔ وہ شخص کھڑے ہوئے۔ ہم بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے پھر کہا کہ دیکھو ان شیاطین کو کہ ابھی تک اسی طرح کھڑے ہیں۔ واللہ اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر چلا جاتا۔ لیکن اے اللہ ہمارا واقعہ ان کے لئے سبب توبہ کا کر دے۔ پھر ان کی طرف اشارہ کیا جاؤ۔ میں نے دیکھا کہ وہ سب کے سب زمین پر بیٹھ گئے اور ساتھیوں سے باتیں کرنے لگے۔ پھر جہاں سے آئے تھے وہیں لوٹ گئے۔ ان بدوی کی برکت

سے رضی اللہ عنہ وعنا بہ۔ آمین۔

آگ میں گر کر مر جا

حکایت (۳۱۹) ابو العباس بن عریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ولی اللہ کو مسجد میں دیکھا انہوں نے چراغ جلایا ایک چوہا آیا اور بتی لینے لگا۔ وہ شخص ذرا سو گئے تھے جب جاگے تو کہنے لگے اے فاسق تو ملک خدا میں ایسا کام کرتا ہے جس کا باعث میں ہوں۔ میں نے دیکھا کہ وہ چوہا بتی لینے کے لئے دوبارہ چراغ کے پاس آیا انہوں نے روکا مگر وہ نہ رکا وہ اس پر خفا ہوئے اور کہا اس میں گر جا اس میں گر جا۔ چنانچہ چوہا آیا اور اپنی ناک اور منہ آگ پر رکھ کے مر گیا میں نے تعجب کیا اور سبب پوچھا انہوں نے کہا تم کس لئے متعجب ہو یہ تو اس پر شرعی تسلط ہے۔ مراد یہ ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے رضی اللہ عنہ۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاید شرعی تسلط سے مراد یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کو حل اور حرم میں قتل کرو۔ ان پانچ میں ایک چوہا بھی ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس کا نام فویسقہ رکھا۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک صوفی کو جن کا موزہ چوہے نے کاٹا تھا یہ مصرعہ پڑھتے سنا لو کنت من مازن لم تستبح ابلی. یعنی اگر میں ..... بنی مازن میں سے ہوتا تو میرے اونٹوں کو تم مباح نہ سمجھتے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ...... بہادر، شجاع اور قوت ودبدبہ والا ہوتا تو تو میرے اسباب پر قادر نہ ہوتا۔ جو مصرعہ استشہاد میں نقل کیا گیا ہے اس کا اگلا مصرعہ و شعر یہ ہے۔

لو کنت من مازن لم تستبح ابلی   لکننی من بنی عمرو بن شیانا

یجزون من ظلم اهل الظلم مغفرة   ومن اساء ة اهل السوء احسانا

(ترجمہ) اگر میں بنی مازن میں ہوتا تو میرے اونٹوں کو تو مباح نہ

سمجھتا۔ لیکن میں بنی عمرو بن شیبان میں سے ہوں۔ جو لوگ کہ ظالموں کے ظلم کا بدلہ مغفرت سے دیتے ہیں اور بدکرداروں کی برائی کے عوض ان پر احسان کرتے ہیں۔ گویا ان بزرگ کا مطلب یہ تھا کہ اگر میں شمشیر زن ہوتا اور دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوتا تو تو مجھ سے ڈرتا یعنی میں اللہ کی جانب سے صاحب حال اور صاحب سیف ہوتا تو تو مجھ سے تعرض نہ کر سکتا۔ لیکن میں ان طاقتوروں میں سے نہیں ہوں تو میں ان ہی میں سے ہوا جو ظلم کا عوض مغفرت سے کرتے ہیں اور برائی کا بدلہ بھلائی سے کرتے ہیں اور یہ امر اگرچہ شرعاً ممدوح اور مستحب ہے لیکن عرب کے نزدیک یہ مطلقاً ممدوح نہیں ہے کیونکہ اس سے ایک دوسرے پر غالب ہو جاتا ہے اور اسے قتل و غارت کرنے لگتا ہے۔ بلکہ عربوں کے نزدیک حکم یہ ہے جسے نابغہ نے بیان کیا ہے۔

ولا خیر فی حلم اذا لم یکن له ‌ ‌ بوادر تحمی صفوۃ ان یکدرا

(ترجمہ) ایسے حلم میں کوئی خیر اور بہتری نہیں ہے جس کے ساتھ ایسا غضب نہ ہو جس کی وجہ سے وہ اپنی عزت کو ذلت سے بچا سکے۔

خود دنیا خدمت کرتی تھی

حکایت (۳۲۰) شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں دنیا کی اخیر صورت جو میں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ وہ ایک خوبصورت نوجوان عورت کی شکل میں میری مسجد میں جھاڑو لیے ہوئے آئی اور مسجد میں جھاڑو دینے لگی۔ میں نے کہا تو کیوں آئی ہے۔ کہا آپ کی خدمت گذاری کو آئی ہوں۔ میں نے کہا قسم اللہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہا میں تو ضرور کروں گی۔ میں نے اپنا عصا دکھایا اور مارنے کا ارادہ کیا تو وہ بڑھیا بن گئی اور مسجد میں جھاڑو دینے لگی۔ پھر جب میں غافل ہوا تو وہ پھر

اسی شکل پر آ گئی۔ میں اٹھ کھڑا ہوا تاکہ اسے باہر نکال دوں وہ پھر بڑھیا بن گئی۔ ضعیفہ پر میں نے رحم کیا پھر میں غافل ہوا تو وہ پھر جوان بن گئی۔ اب کے میں اس پر بہت خفا ہوا اور اس سے پریشان ہوا۔ اس نے کہا آپ چاہے زیادتی کریں یا میں اسی طرح میں آپ کی خدمت کروں گی اور ایسے ہی میں نے آپ کے بھائیوں کی خدمت کی ہے اس دن سے کسی وجہ سے مجھے دنیاوی تکلیف نہ ہوئی۔ یہ بھی فرمایا کہ میں منیٰ میں تھا مجھے پیاس لگی پانی نہ ملا نہ میرے پاس دام تھے جس سے میں پانی خرید تا۔ ایک کنویں پر پہنچا تو وہاں پر عجمی لوگ تھے۔ ایک سے میں نے کہا کہ اس لوٹے میں میرے لیے تھوڑا سا پانی دیدے اس نے مجھے مارا اور لوٹا لے کر دور پھینک دیا۔ میں اسے لینے گیا اور میرا دل ٹوٹ گیا۔ دیکھا تو وہ لوٹا ایک میٹھے چشمے میں پڑا تھا۔ میں نے اس میں سے پانی نکال کر پیا اور ساتھیوں کے پاس بھی لے آیا انہوں نے بھی پیا۔ پھر میں نے قصہ بیان کیا وہ بھی اس چشمہ پر چلے تاکہ اس کا پانی نکال کر پئیں۔ وہاں پہنچ کر دیکھا تو کچھ نہ تھا۔ میں سمجھا کہ یہ اللہ کی قدرت تھی۔

مقام بدر کا واقعہ

حکایت (۳۲۱) یہ بھی فرمایا کہ میں ایک بار مقام بدر میں تھا اور مکہ معظمہ کو جا رہا تھا۔ وہاں ایک شخص جو حاجیوں کے ہاتھ میوہ بیچا کرتا تھا، اس شرط پر کہ دام مکہ معظمہ پہنچ کر ادا کریں۔ کچھ میوہ اس نے مجھے بھی دینا چاہا میں نے انکار کیا تو اس نے اصرار کیا کہ میں اس کی قیمت مکہ معظمہ پہنچ کر وصول کروں گا اگر تم اس سے پہلے مر جاؤ تو تمہیں معاف ہے اور مجھے چپٹا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے بھی اس سے خریدا۔ اتفاق سے اسے ہم سے پہلے جانے کی ضرورت ہوئی اور اس نے مجھ سے دام مانگے۔ میں نے کہا

میرے پاس تو کچھ نہیں ہے اور تو نے کہا تھا کہ کل چل کر دام لوں گا۔ اس نے کہا دام تو تمہیں دینے ہوں گے اور مجھے تنگ کرنے لگا اور مجھے ستانے لگا اور گالیاں دینے لگا۔ میں مسجد بدر میں گیا اور اللہ تعالیٰ سے تضرع وزاری کے ساتھ دعا کی۔ پھر وہاں سے نکلا تو ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی جو احرام باندھے ہوئے تھا۔ اس نے مجھے کچھ درہم دیئے اور میرے ہاتھ میں گن کر رکھے۔ میں نے اس قرض خواہ کے پاس جا کر اس کے دام ادا کیے۔ اب تو اس نے پہلے سے بھی زیادہ برا بھلا کہا اور کہنے لگا کہ پیسے چھپا رکھتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے حالانکہ دام پاس ہوتے ہیں۔ میں سنتا رہا اور خاموش رہا۔

بعض کلام تصوف

حکایت (۳۲۲) آپ کے کلام میں سے ایک یہ ہے کہ فرمایا جس نے ابتداء ہی میں انتہائی نتیجہ چاہا اس نے غلط راستہ ڈھونڈا۔ اور فرمایا ادب کو لازم پکڑ اور عبادت میں مشغول رہ اور کسی چیز سے تعرض نہ کر۔ اگر تجھے اللہ تعالیٰ اپنے واسطے برگزیدہ بنانا چاہیں گے تو واصل بنا دیں گے۔ اور فرمایا تھوڑا سا عمل نگہبانی کے ساتھ ہو تو کامیاب بنا دے گا۔

مسلمانوں کی نجات تک نہیں کھاؤں پیوں گا

حکایت (۳۲۳) فرمایا ایک بار اہل شرک ملک اندلس کے ایک شہر پر بلا لڑائی کے قابض ہو گئے اور گھس آئے اور اہل شہر کو قید کر لیا اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ گرفتار کیے۔ اس سے اندلس والے بہت گھبرائے اور یہ خبر پہنچی کہ قیدیوں کو گھوڑوں کے ساتھ گھاس ڈالا جاتا

ہے اور ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور وہ منہ سے جانوروں کی طرح گھاس کھاتے ہیں۔ فرمایا انہیں دنوں میں ایک رات میں شیخ ابو اسحاق بن طریف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ آپ نے ہمارے آگے کھانا لا کر رکھا اور بسم اللہ کے ساتھ ایک ٹھنڈی سانس بھری اور مجھ سے کہا اے محمد کیا تمہیں معلوم نہیں جو کچھ مسلمانوں پر حادثہ ہوا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ قصہ کہتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے رونے کی آواز بلند ہو گئی اور کہا واللہ جب تک مسلمانوں کو نجات نہ مل جائے نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ اور تھوڑی دیر کے لیے کھانے پر سے اٹھ گئے۔ پھر کھانے کے پاس الحمد للہ الحمد للہ کہتے ہوئے آئے اور کہا کھاؤ۔ میں نے بھی کھایا اور انہوں نے بھی کھایا۔ مجھے تعجب ہوا کہ انہوں نے اس طرح کھانا چھوڑا تھا پھر کیونکر کھا لیا۔ باوجودیکہ قسم بھی کھائی تھی۔ پھر ہمیں خبر ملی کہ جس وقت شیخ نے کلام کیا تھا اسی وقت نصاریٰ نے ایک دھماکا سنا جس سے وہ یہ سمجھے کہ مسلمانوں کی فوج پہنچ گئی اور اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر جان بچا کر بھاگ گئے اور مال غنیمت اور قیدی چھوڑ گئے۔ اللہ نے ان کے ہاتھوں سے مسلمانوں کو بلا رنج و تعب و جنگ کے نجات دی۔ پھر وہ قیدی چھوٹ کر مال غنیمت لے کر مسلمانوں کے شہروں میں آ گئے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

بوقت حاجت اشیاء اپنی حالت سے بدل جاتی ہیں

حکایت (۳۴۴) حضرت شیخ ابو عبداللہ قرشی سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں میں جدہ کے سمندر میں تھا اور ایک میرے ساتھی بھی تھے انہیں پیاس شدت سے لگی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ میرا عمامہ لے کر تھوڑا سا پانی کوئی بیچتا ہے۔ میرے پاس سوائے اس عمامہ کے کچھ نہ تھا۔

کسی نے اس کے عوض پانی نہ بیچا۔ میں نے اس ساتھی سے کہا کپتان کے پاس لوٹا لے جاؤ وہ لے گیا تو وہ اس پر چلایا اور لوٹا اس کے ہاتھ سے چھین کر پھینک دیا۔ لیکن لوٹا سمندر میں نہیں گیا بلکہ کشتی ہی میں گرا وہ میرے پاس لوٹ آیا۔ میں نے اس کی عجز وانکساری اور شدت حاجت دیکھی اور یہ سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ اسے پیاسا نہ چھوڑیں گے۔ میں نے اس کے ہاتھ سے لوٹا لیا اور سمندر سے اُسے بھر لیا۔ اس نے سیر اب ہو کر پانی پیا۔ پھر اس کے ہاتھ سے لے کر میں نے پیا اور سیر اب ہوا اور میرے پاس کے کچھ لوگ جن کے پاس پانی نہ تھا انھوں نے بھی پیا۔ پھر میں نے دوبارہ لوٹا بھر لیا اور اس سے ہم نے آٹا گوندھا جب ہماری ضرورت پوری ہو چکی تو پھر میں نے لوٹا بھر لیا۔ اب دیکھا تو پانی اپنی عادت کے موافق کھارا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ جب حاجت پیدا ہوتی ہے تو اشیا اپنی حالت سے بدل جاتی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

سمندر کا پانی میٹھا ہو گیا

حکایت (۳۲۵) اور ایک شیخ فرماتے ہیں کہ جماعت فقراء ایک سفر میں تھے ایک پایاب سمندر درمیان میں حائل تھا ہم اس میں سے چلے ایک جوان کو میں نے دیکھا کہ چلو سے پانی پی رہا ہے۔ میں نے جی میں کہا کیا یہ پانی میٹھا ہے اور اس سے ایک چلو بھر کر چکھا تو وہ کھاری تھا۔ میں نے کہا اے بیٹے مجھے بھی پلا۔ کہا لو چلو پیو۔ میں نے کہا یہاں کا پانی گرم ہے۔ میرا مقصود یہ تھا کہ اس سے اس کا حال پوشیدہ رکھوں اور ایک مٹی کا برتن دے کر کہا کہ اس میں اپنے پاس کا پانی بھر دے۔ اس نے دریا کے بیچ میں کا پانی بھر دیا۔ اسے میں نے اور سارے ساتھیوں نے پیا۔ نہایت شیریں تھا۔ انتہی کلامہ۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ نے جو کہا کہ میرا مقصود اس سے اس کا حال پوشیدہ کرنا تھا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس جوان سے جو کرامت ظاہر ہوئی اس کو اس سے چھپایا اور اُسے یہ جتایا جائے کہ پانی سب ہی کے واسطے شیریں ہے۔ لیکن مٹی کے برتن میں چاہتا ہوں تاکہ ٹھنڈا ہو جائے اور عادت یہ ہے کہ جوان بڈوں کی خدمت کرتے ہیں اسی واسطے اس سے پانی منگایا تاکہ اس پر اس کا حال پوشیدہ رہے اور اُسے تعجب نہ ہو کہ وہ جماعت میں سب سے ممتاز ہے اور نو عمروں میں ایسی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ شیخ حضرت ابو یزید قرطبی ہیں رضی اللہ عنہ وعن الجمیع و نفعنا بھم. آمین۔

دل کی صفائی

حکایت (۳۲۶) حضرت شیخ ابو الربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے اپنے احوال سے کچھ مفقود پایا میرا قلب اس میں مشغول ہو گیا۔ میں نے ایک شب دیکھا کہ ایک ہد ہد میرے آگے آبیٹھا اور مجھ سے باتیں کرنے لگا۔ لیکن میں کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ پھر وہ اُڑ کر میرے بائیں کندھے —— پر بیٹھ گیا اور کچھ کہا اُسے بھی میں نہیں سمجھا۔ پھر اُڑ کر میرے دائیں کندھے پر بیٹھ گیا۔ اور اپنی چونچ کو میرے منہ میں رکھ دیا اور مجھے چونکا دینے لگا۔ میں نے سانس لی تو مجھے اپنے قلب میں کچھ کھنکھناہٹ سنائی دی۔ میں تاڑ گیا اور سمجھا کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ ہو گا۔ پھر دو آدمی ظاہر ہوئے۔ ایک نے بڑھ کر میرا سینہ چاک کیا اور میرا دل نکال کے ایک طشت میں رکھا۔ اس وقت میں نے ایک کو دوسرے سے کہتے ہوئے سنا کہ اس درخت علم کو حفاظت سے رکھو۔ پھر اُسے دھو کر میرے دائیں جانب رکھا پھر اس چاک کو ملا دیا۔ اس وقت سے میں نے

کسی ایسی چیز کو اپنے سے نکلتے نہ دیکھا جسے میرے نفس نے پالیا ہو اور ایک آواز میں نے سنی کہ اے سلیمان کچھ مانگ۔ میں نے کہا تیری رضا مانگتا ہوں۔ فرمایا میں راضی ہو گیا۔ میں راضی ہو گیا۔ اس دن سے مجھے قرآن کا فہم اور قلب کی رویت مفتوح ہو گئی۔ میں اسی روز سے اپنے قلب کو دیکھتا ہوں اور دائیں جانب قرآن پڑھتے ہوئے سنتا ہوں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ۔ آمین۔

اپنے مرتبہ میں کمی زیادتی کی اطلاع

حکایت (۳۲۷) بعض اہل کشف فرماتے ہیں کہ میں اپنے ریاضات کے زمانہ میں اپنے شیطان کو ضعیف، پراگندہ بال، بدحال، ننگا دیکھتا تھا۔ جب میں اس کا قصد کرتا تھا تو وہ میرے آگے بھاگتا تھا۔ جب میں نے نکاح کیا تو میں نے مجبوراً زوجہ کے حق میں چشم پوشی کی۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ شیطان ظاہر ہوا۔ میں نے موافق عادت کے اس پر حملہ کرنا چاہا تو وہ نہ بھاگا اور نہ میری طرف توجہ کی اور وہ لباس پہنے ہوئے تھا۔ میں نے کہا تیری یہ حالت کب سے بدل گئی۔ کہا جب سے تو نے نکاح کیا اور اپنی حالت بدلی۔

انتہی کلامہ۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس طرح سے حق تعالیٰ انہیں زیادت اور نقصان سے مطلع فرما دیتے ہیں تاکہ نیکی زیادہ کریں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں اور اسباب نقصان سے بچیں اور اللہ کی طرف گڑگڑائیں تاکہ صفات مذمومہ کو زائل کر کے صفات محمودہ کی توفیق اپنے فضل و رحمت سے عطا فرمائے۔ اس سے وہ لوگ پاک ہوتے ہیں اور ان کی ہدایت بڑھتی ہے اور ایمان پر ایمان کا اضافہ ہوتا ہے۔ انہوں نے حق تعالیٰ کا جو قلوب کا شافی ہے اور اس کے زنگ کا دور کرنے

والا ہے، یہ قول سنا ہے ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا. (یعنی اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کبھی کوئی بھی پاک نہ ہوتا۔

فقر کی تعلیم

حکایت (۳۲۸) حضرت شیخ ابو العباس بن عریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بیٹھا تھا کہ ایک مسافر مسجد میں میرے پاس آیا اور کہا حضرت آپ ہی ابو العباس بن عریف ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ کہا رات کو ایک شخص نے ایک خواب دیکھا ہے۔ میں نے کہا بیان کرو۔ اس نے کہا کہ اس نے دیکھا کہ عرش کے گرد بہت سے ڈیرے لگے ہوئے ہیں اور ان سب کے اوپر ایک بڑا سا ڈیرا اور ہے جو سب کو گھیرے ہوئے ہے اس نے پوچھا کہ یہ ڈیرا کس کا ہے تو کہا گیا کہ یہ فقیہ ابو العباس کے لیے ہے۔ کہا یہ چھوٹے ڈیرے کس کے ہیں کہا ان کے مریدوں کے واسطے۔ حضرت ابو العباس فرماتے ہیں کہ میں اس پر غصہ ہوا اور کہا تو ایسا خواب ایک شخص کا کیوں میرے پاس لے آیا جو مجھ جیسے گنہگار کی نسبت تھا۔ جب اس نے میرا غصہ دیکھا تو کہا نرمی کرو اے شیخ۔ شاید کہ تم نے تھوڑی سی پر قناعت کی ہے تو اللہ بھی تم سے تھوڑے ہی عمل پر راضی ہو گیا۔ پھر جو میں نے دیکھا تو وہ شخص نہ تھا۔ میں نے مریدوں سے کہا کہ یہ شخص تمہیں فقر سکھانے آیا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

علم کا دعویٰ نہ کریں

حکایت (۳۲۹) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ شیخ امام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے شہروں کا ذکر

ہوا اور ان میں صلحاء کا تذکرہ کیا گیا جو اس وقت تھے، آپ نے بعض جماعت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس طرف کوئی صالح نہیں ہے اسی وقت دو آدمی ان کے سامنے کی طرف سے مشعلچی کی شکل پر آکھڑے ہوئے اور کہا کہ حضرت ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں آپ اپنی خدمت میں لیویں۔ ان دنوں آپ مکہ معظمہ میں حج کے واسطے آئے ہوئے تھے۔ آپ نے انہیں مشعل برداری کی خدمت سپرد کی اور وہاں سے لوٹ کر اپنے شہر کو چلے راستہ میں فرمانے لگے کہ میں مشعل کی طرف سے فقر کی بو سونگھتا ہوں۔ جب ایک راستہ میں پہنچے تو آپ سے ایک سخت مسئلہ معرفت اور اسرار کا جو علم لدنی سے متعلق تھا پوچھا گیا۔ آپ نے ذہن دوڑایا اور سوچا اور غور کیا اور بہت تدبر کے بعد متحیر کھڑے رہے جب آپ کا علمی گھوڑا میدان امتحان میں رُک گیا تو وہ دونوں مشعلچی آپ کے سامنے آکھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت اگر اجازت ہو تو ہم کچھ کہیں۔ فرمایا کہو۔ انہوں نے کہا اللہ سب سے بڑا جاننے والا ہے۔ اس سوال کا یہ جواب ہے۔ اور جواب ایسے عمدہ طریقہ سے ظاہر کیا جو ناظرین کیلئے کافی وشافی تھا اور حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ننگے سر ہو کر اس طرف کے لوگوں کی نسبت اپنے قول سے استغفار کیا اور وہ دونوں سلام کر کے اپنے ملک کی جانب متوجہ ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اللہ پر عمل دباؤ ڈالنے والا منحوس ہے

حکایت (۳۳۰) حضرت شیخ کبیر ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اثنائے سیاحت میں ایک بار ایک ٹیلہ پر سو رہا تھا۔ درندے آکر میرے گرد گھومتے رہے اور صبح تک میرے گرد بیٹھے رہے۔ میں نے جیسا اُنس اس رات دیکھا، پھر کبھی نہ پایا۔ جب صبح ہوئی تو

میرے جی میں کھٹکا ہوا کہ مجھے انس باللہ کا کچھ کچھ مقام حاصل ہو گیا ہے۔ میں ایک وادی میں اترا جہاں پرندے سفید پاؤں کے تھے۔ میری آہٹ سنتے ہی سب کے سب اڑ گئے اس سے میرے دل پر رعب چھا گیا تو میں نے ایک قائل کی آواز سنی جو کہتا تھا کہ اے شخص کل تک تو درندوں سے انس کرتا تھا۔ آج کیا ہو گیا کہ پرندوں سے ڈر رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کل تک تو ہماری طرف متوجہ تھا اور آج اپنے نفس کی طرف مائل ہے اور فرمایا کہ ایک بار میں اسی دن بھوکا رہا۔ میرے دل میں خطرہ گذرا کہ مجھے کچھ حصہ بزرگی کا مل گیا تو میں نے ایک عورت کو غار سے نکلتے دیکھا گویا اس کی صورت حسن میں آفتاب کے مثل تھی اور کہتی جاتی تھی کہ منحوس ہے منحوس ہے جو اسی (۸۰) روز بھوکا رہ کر اللہ تعالیٰ پر اپنے عمل کا دباؤ ڈالنے لگا اور مجھ پر چھ مہینے گذر گئے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں چکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نفعنا بہما۔ آمین۔

میری یہ سب نعمت تجھ ہی پر ہے

حکایت (۳۳۱) آپ ہی نے فرمایا کہ میں اپنے سفر میں کہتا تھا کہ الٰہی میں کب تیرا شکر گذار بندہ ہوں گا تو میں نے ایک قائل کو سنا کہتا تھا جب تو اپنے سوائے کسی کو منعم علیہ نہ جانے میں نے کہا الٰہی اپنے سوائے کسی کو منعم علیہ کیونکر نہ جانوں حالانکہ تو نے انبیاء اور علماء پر اور بادشاہوں پر نعمت کی ہے۔ تو سنا کہ قائل کہہ رہا ہے کہ اگر انبیاء نہ ہوتے تو تجھے ہدایت نہ ہوتی۔ اگر علماء نہ ہوتے تو تو اقتداء نہ کرتا۔ اگر بادشاہ نہ ہوتے تو تجھے امن نہ ملتا یہ سب میری نعمت تجھ ہی پر ہے۔

اللہ کی عبادت صرف اللہ کے لئے کر

حکایت (۳۳۲) اور فرمایا کہ میں اور ایک میرا ساتھی دونوں ایک غار میں وصول الی اللہ کے ارادہ سے جارہے تھے۔ ہم جی میں کہتے تھے کہ کل حاصل ہو جائے گا۔ پرسوں حاصل ہو جائے گا۔ ہم پر ایک آدمی داخل ہوا اس کے چہرہ پر ہیبت تھی۔ ہم نے کہا تم کون ہو؟ کہا عبدالملک ہم نے جانا کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ میں نے کہا آپ کا کیا حال ہے۔ کہا اس کا کیا حال ہو گا جو یہ کہتا ہے کہ کل فتح ہو گی۔ پرسوں فتح ہو گی۔ یعنی وصول الی اللہ حاصل ہو جائے گا۔ نہ ولایت ہے نہ فلاح ہے۔ اے نفس اللہ کی عبادت اللہ کے واسطے کر۔ فرماتے ہیں کہ ہم ہوشیار ہوئے اور سمجھ گئے کہ وہ کس لیے آئے تھے ہم نے توبہ استغفار کی تو ہم پر کشائش ہو گئی رضی اللہ عنہ۔

حرام کے کھانے کو پہچاننے والی ساتھ رگیں ہیں

حکایت (۳۳۳) حکایت ہے کہ شیخ جلیل ابوالعباس قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی شبہ کا کھانا لے کر آیا تاکہ آپ کو آزمائے۔ آپ نے اعراض کیا اور نہ کھایا۔ پھر اس کھانا لانے والے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حارث بن اسد محاسبی کی انگلی میں ایک رگ تھی۔ جب آپ شبہ کے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے تو وہ رگ حرکت کرنے لگتی اور میرے ہاتھ میں ساتھ رگیں ہیں۔ جب ایسا موقعہ آتا ہے تو حرکت کرنے لگتی ہیں۔ اس کھانے والے نے استغفار کیا اور شیخ سے معذرت کی۔ رضی اللہ عنہ۔

پاک پاکوں کے لئے پلید پلیدوں کے لئے

حکایت (۳۳۴) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت محاسبی کی حکایت اور جگہ میں نے بیان کر دی ہے۔ اور حضرت بشر بن حارث کی

یہی حکایت ہے کہ آپ ناپاک کھانے کی طرف کبھی ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے۔ اس طرح معلوم ہوا ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک فقیر کو اس طرح آزمایا کہ ذبیحہ کا گوشت اور مردار کا گوشت ان کے سامنے الگ الگ پیش کیا۔ یہ دیکھ کر شیخ اپنی کمر کس کے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ آج میں تمہاری خدمت کروں گا۔ چنانچہ ذبیحہ کا گوشت فقراء کے پاس لاتے تھے اور ان برتنوں کو جن میں مردار کا گوشت تھا فوج کی طرف بھیج دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ پاک مال پاکوں کے واسطے اور پلید پلیدوں کے واسطے۔ بادشاہ بھی حاضر تھا انہوں نے اللہ سے استغفار کیا اور شیخ کے متعلق اچھا اعتقاد ہوا۔ رضی اللہ عنہ۔

بعض اولیاء کی موت کی حالت

حکایت (۴۳۵) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں بعض صالحین کے ہمراہ بغداد سے باہر نکلا۔ ہم پر ایک جنازہ گذرا جس کے ساتھ بہت سی مخلوق تھی۔ ہم نے پوچھا کہ میت کون ہے۔ کہا گیا ایک صالح آدمی تھے۔ میرے ساتھ جو بزرگ تھے انہوں نے کہا کہ اللہ ہی مددگار ہے۔ لیکن صالحین یوں نہیں مرتے۔ میں نے کہا پھر کس طرح مرتے ہیں۔ کہا کوڑے پر مرتے ہیں اور انہیں کتے کھاتے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے ان بزرگ کو تین دن کے بعد دیکھا کہ کوڑے پر مرے ہوئے پڑے تھے اور انہیں کتے کھا رہے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنابہ آمین۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی موت اکثر اولیاء اللہ اور محبان خدا کی ہوئی ہے جن کی دنیا میں کوئی غرض اور امید نہ تھی۔ لیکن دنیا کی جانب رغبت رکھنے والے اور بڑی بڑی امیدیں رکھنے والوں کی بھی ایسی حکایتیں ہیں۔

ہر شخص اپنی موت کی زمین پر ہی مرے گا

حکایت (۳۳۶) جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یا نبی اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہوا کو حکم دیں کہ مجھے ملک ہندوستان میں اٹھا کر لے جائے کیونکہ مجھے وہاں اس وقت ایک ضرورت ہے اور اس پر اصرار کیا۔ آپ نے فرمایا اچھا اور ہوا کو حکم دیا کہ اُسے اٹھا لے جائے۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے دوسری طرف نگاہ کی تو ملک الموت کو اپنے پاس کھڑا دیکھا۔ وہ مسکرا رہے تھے۔ آپ نے ان سے وجہ مسکرانے کی پوچھی کہا اے نبی اللہ میں اس شخص سے تعجب کر رہا ہوں کیونکہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اسکی روح ہندوستان میں قبض کروں اور اس وقت مجھے حیرت ہے کہ یہ شخص اس وقت کیونکر ہندوستان پہنچے گا جب اس نے آپ سے سوال کیا کہ ہوا پر سوار کر کے مجھے ہندوستان پہنچا دو تو مجھے تعجب ہوا۔ انتہی کلامہ۔

ومن کانت منیته بارض فلیس یموت فی ارض سواها

(ترجمہ) جس کی موت جس زمین میں مقدر ہے اس زمین کے سوا کہیں نہیں مرے گا۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واجب ہے ایمان لانا بایں طور کہ حکم اللہ تعالیٰ کا اور تقدیر اس کی ضرور پوری ہونے والی ہے اسی طرح پر جس طرح کہ اس کے علم مخفی میں ہے اور ویسا ہی ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ اگرچہ باعتبار عقل کے بعید معلوم ہو اور یہ بعد بھی کسی سبب سے ہوتا ہے جس کا حکمتِ الٰہی اقتضا کرتی ہے اور ارادہ سابقہ جس کی جانب ہر شی کا رجوع ہے چاہتی ہے۔ ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ اپنے مقدورات

میں ہم پر لطف فرماوے اور ہمیں حسن تدبیر سے راہ پر لگائے آمین اور اللہ جل شانہٗ کے عجیب الطاف و کرم میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض بندوں کو بلا سے بچاتا ہے جس کی اجل نہیں آتی ہے اور اس نجات کا سبب اپنے خاص بندوں کو بناتا ہے۔

مجھے بخش دے میں اپنا جرم جان گیا ہوں

حکایت (۷۳۳) حکایت ہے کہ بعض صالحین نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ دنیا کی خوبصورت چیزوں کو نہیں دیکھیں گے۔ ایک دن صرافوں کے بازار میں گئے تو وہاں کمربند ایک شخص کا دیکھا اس پر پے در پے نگاہ کی اس کمربند والے نے منہ پھیر کے دیکھا تو انہیں اس کا کمربند دیکھتے ہوئے پایا۔ پھر کمر... دیکھا تو کچھ بھی نہ پایا۔ اس نے دوڑ کے آپ کو پکڑ لیا اور کہا یہ تو صالحین کے کام نہیں ہیں انہوں نے کہا بھائی تجھے کیا ہو گیا۔ کہا تو صوفی ہو کے چوری کرتا ہے۔ کہا میں نے تیرا کیا چرا لیا۔ کہا میرا کمربند چرا لیا۔ کہا واللہ میں نے تیری کوئی چیز نہیں لی۔ لوگوں نے اُسے بہت برا بھلا کہا۔ پھر امیر کے یہاں لے گئے اور اس سے سارا قصہ بیان کیا اس سے امیر نے کہا اے جوان یہ فعل صلحاء کے نہیں ہیں۔ اس نے رو کے کہا واللہ میں نے کوئی چیز نہیں لی۔ ایک نے حاضرین میں سے کہا۔ اس کے کپڑے اتار دو۔ اتار کے دیکھا گیا تو وہ کمربند اس کی کمر میں بندھا ہوا تھا۔ دیکھتے ہی اس نے ایک چیخ ماری قریب تھا کہ اس کی جان نکل جائے اور وہ بیہوش ہو گیا۔ امیر نے کہا کہ میرے پاس دُرہ مارنے والے کو لے آؤ۔ ایک ہاتف نے کہا اے بندہ خدا اس ولی اللہ کو نہ مار۔ اسے ادب سکھایا گیا تھا۔ یہ سنتے ہی امیر نے ایک چیخ ماری جس سے اس کی جان قریب تھی نہ نکل جائے اور بیہوش ہو گیا۔ جب اس شخص صالح کو ہوش آیا تو کہا اے

میرے مولا میری خطا معاف کر۔ میں اپنا گناہ اور جرم جان گیا۔ میں ہی خطاوار ہوں اے میرے مولا میرے اس گناہ پر جو مجھ سے سہواً لاحق ہو گیا تھا مجھے ...... مت پکڑ الامان الامان یا منان۔ اس کے رونے پر مخلوق روتی تھی۔ جب امیر کو بےہوشی سے افاقہ ہوا تو اس بزرگ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور پوچھا اے دوست تیرا کیا قصہ ہے۔ اس جوان نے کہا میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ دنیا کی عمدہ اشیاء نہ دیکھوں گا اور میں اس شخص پر صرافوں کے بازار میں گذرا اور اس کے کمربند کو غفلت میں دیکھ لیا۔ پھر نہ معلوم کیا ہوا کہ اتنے میں یہ شخص مجھ سے چپٹ گیا اور مجھے برا بھلا کہنے لگا اور کہتا تھا کہ تو نے میرا کمربند چرالیا اور اس کا قصہ مجھے معلوم ہی نہیں یہ میرا قصہ ہے۔ پھر وہ یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا گیا۔

یا عدتی فی شدتی ان لم تکن انت فمن
ینقذنی من الردی یا صاحب الفعل الحسن
طوبی لمن بات بکم مشردا عن الوطن

(ترجمہ) اے میرے شدت کے وقت کے ذخیرے اگر تو نہ ہو تو پھر کون ہے جو مجھے ہلاکت سے بچائے۔ اے نیک فعل والے خوش نصیب ہے وہ جو تیرے پاس شب گذارے اپنے وطن سے بھاگ کر۔

دل صاف ہونے کے معنی

حکایت (۳۳۸) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار میں کوہ لکام کی ایک پہاڑی پر گھوم رہا تھا۔ دیکھا کہ ایک شخص کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے گرد درندے بیٹھے ہیں۔ جب میں ان کی طرف کو بڑھا تو درندے بھاگ گئے ان کے پاس سے اور انھوں نے بھی نماز میں تخفیف کی اور فرمایا اے ابوالفیض اگر تو

صاف دل ہوتا تو تجھے بھی یہ وحوش تلاش کرتے اور پہاڑ بھی تیری طرف میلان کرتا۔ میں نے کہا دل صاف ہونے کے کیا معنی ہیں۔ کہا تو اللہ ہی کے واسطے خالص ہو جاتا اور اللہ تیرا قصد کرنے والا ہوتا۔ میں نے کہا اس مرتبہ پر بندہ کیونکر پہنچ سکتا ہے کہا اس درجہ کو تو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ مخلوق کی محبت تیرے دل سے نہ نکل جائے۔ جیسا کہ شرک قلب سے نکل گیا ہے۔ اسی طرح محبت بھی نکل جائے۔ میں نے کہا یہ بات تو مجھ پر سخت ہے فرمایا عارفوں پر بہت ہی آسان ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اس نے میرے دل کو اسرار حکمت سے بھر دیا

حکایت (۳۳۹) حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک لڑکی کی تعریف کی گئی۔ میں نے پتہ دریافت کیا تو بتایا گیا کہ وہ ایک اجڑے ہوئے گرجا میں رہتی ہے۔ میں اس گرجا میں گیا تو وہاں ایک دبلی پتلی لڑکی نظر آئی کہ راتوں نے اُسے اپنے سینہ کے نیچے دبا لیا تھا اور بیداری کی چھری سے ذبح کر دیا تھا۔ میں نے اُسے سلام کیا اُس نے جواب دیا۔ میں نے کہا اے لڑکی نصاریٰ کے مکان میں۔ اس نے کہا سر اٹھا کے تو دیکھ کیا دونوں جہان میں سوائے خدا کے کوئی نظر آتا ہے۔ میں نے کہا اے لڑکی تجھے تنہائی سے وحشت تو نہیں ہوتی۔ کہا میرے پاس سے ہٹ جا۔ قسم ہے اس کی جس نے میرے دل کو اسرار حکمت سے بھر دیا ہے اور سینہ کو اپنے دیدار کے شوق سے پُر کر دیا ہے میرے دل میں غیر کی جگہ ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا تم بڑی عقلمند نظر آتی ہو مجھے بھی تنگی سے نکال کر راستہ پر لگا دو۔ کہا اے جوان تقویٰ کو اپنا توشہ بنا اور پرہیزگاری کو اپنا راستہ اور ورع کو سواری اور خائفین کے راستہ پر چل۔

یہاں تک کہ تو ایک ایسے دروازہ پر پہنچے جس کے اوپر پہرہ نہیں ہے۔ اس وقت دربانوں کو حکم ہو گا کہ تیری مخالفت نہ کریں۔ پھر چند اشعار پڑھے۔

من یعرف الرب ولم تغنه معرفة الرب ذاك الشقی
ماضر ذاالطاعة ما ناله من طاعة اللّٰہ وما قدلقی

(ترجمہ) جس نے خدا کو پہچانا اور پھر اسکی پہچان نے اسے بے پرواہ نہ کیا۔ وہی بڑا بدبخت ہے۔ اور اطاعت شعار کو اطاعت کے دوران کی تکلیف اور دوسری تکالیف نقصان نہیں پہنچا تیں۔

دلچسپ مضامین کا مرقع اور مقبول عام و خواص کتاب ہے۔

(۲) اسرار کائنات: سائز 16×36×23 صفحات 300 مجلد ہدیہ =/100
اللہ کی عظمت کے دلائل عرش و کرسی تجلیات خداوندی لوح و قلم آسمان زمین سورج چاند ستارے بادل بارش کہکشاں آسمانی اور زمینی مخلوقات اور تحت الثریٰ اور اس سے نیچے کی مخلوقات کیفیات حیوانات مراحل تخلیق کائنات سمندری مخلوقات عالم حیوانات اور عجائبات انسان قرآن حدیث صحابہ تابعین محدثین اور مفسرین کی بیان کردہ حیرت انگیز تفصیلات انسانی عقل اور سائنسی آلات سے ماوراء مخلوقات اسلامی سائنس اور دیگر بہت سے عنوانات پر مشتمل اردو زبان میں پہلی کتاب۔

(۳) اسلاف کی مقبول دعائیں: سائز 16×36×23 صفحات 80 مجلد ہدیہ =/60
امام ابن ابی الدنیا کی کتاب مجابو الدعوۃ کا ترجمہ از شیخ الحدیث مولانا عبد المجید انور عنوانات و تخریج و تزئین مفتی امداد اللہ انور۔

(۴) اکابر کا مقام عبادت: سائز 16×36×23 صفحات 320 مجلد ہدیہ =/132
انبیاء کرام صحابہ عظام اور اکابر اولیاء کی بارگاہ خداوندی میں عبادات نماز تہجد اذکار دعائیں قلبی کیفیات روحانی توجہات ہر ہر صفحہ مومن کی عملی زندگی کیلئے قابل تقلید ولایت کاملہ خاصہ کے حصول کا جذبہ پیدا کرنے والی اور ولی بنانے والی عظیم ترین تصنیف۔

(۵) قصائد مدینہ: سائز 16×36×23 صفحات 200 مجلد ہدیہ =/400
مدینہ طیبہ کی قدیم و جدید تاریخ پر مشتمل سینکڑوں قدیم و جدید نایاب قصائد پر مع تفصیلات عاشقان مدینہ کے دیدہ دل کیلئے فرحاں و شاداں امت کیلئے زیارات مدینہ کا نادر تحقیقی سرمایہ۔

(۶) تاریخ جنات و شیاطین: سائز 16×36×23 صفحات 432 مجلد ہدیہ =/132
عالم اسلام کے مشہور مصنف امام جلال الدین سیوطی کی کتاب "لقط المرجان فی احکام الجان" کا اردو ترجمہ جو جنات اور شیاطین کے احوال حرکات حکایات وغیرہ پر لکھی جانے والی تمام کتابوں کا نچوڑ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں جنات اور شیاطین کا بہترین تذکرہ ہے۔

(۷) جہنم کے خوفناک مناظر: سائز 16×36×23 صفحات 352 مجلد ہدیہ =/110 اردو زبان میں اپنے موضوع کی پہلی مستند اور تفصیلی کتاب امام ابن رجب حنبلی (وفات 795ھ) کی "التخویف من النار" کا اردو ترجمہ جو دوزخ اور دوزخیوں کے حالات کا مکمل آئینہ دار دیدہ دل کیلئے عبرت اور نہایت ہی اصلاحی کتاب ہے۔

(۸) جنت کے حسین مناظر: سائز 16×36×23 صفحات 640 مجلد ہدیہ =/150 قرآن پاک کتب حدیث امام عبد الملک بن حبیب قرطبی امام ابن ابی الدنیا امام بیہقی امام ابو نعیم اصبہانی امام ابن کثیر امام ابن قیم امام جلال الدین سیوطی اور امام قرطبی کی جنت کے موضوع پر تحریر کردہ بے مثال کتابوں کا جامع شہ پارہ ہر مضمون عجائبات جنت اور حسین مناظر کا مرقع تمام مسلمانوں کے لئے عمدہ تحفہ۔

(۹) حل قال بعض الناس: سائز 16×36×23 صفحات 60 مجلد ہدیہ =/40
صحیح بخاری میں تقریباً چوبیس مقامات پر قال بعض الناس کے تحت ائمہ احناف پر تعریض ہے جس کے علماء احناف نے بہت سے جواب تحریر کئے ہیں ایک جواب بخاری شریف جلد ثانی کے شروع میں عربی زبان میں عام چھپا ہوا ہے جسے ایک عظیم محقق نے بہترین پیرایہ میں لکھا ہے ہمارے کرم فرما شیخ الحدیث مولانا عبد المجید انور مدظلہم نے سالہا سال کی تدریس بخاری شریف کے بعد اسی جواب کو زیادہ اہم سمجھ کر اساتذہ اور طلبائے دورہ حدیث کیلئے اس کا ترجمہ فرمایا ہے۔

(۱۰) رحمت کے خزانے: سائز 16×36×23 صفحات 624 مجلد ہدیہ =/160
[illegible]

(۱۷) قبر کے عبرتناک مناظر: سائز 16×36×23 صفحات 256 ہدیہ =/92
علامہ سیوطی کی شرح الصدور با حوال الموتی والقبور کا اردو ترجمہ بنام نور الصدور از حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب، موت، شدت موت، عالم ارواح، احوال اموات، ارواح کی باہمی ملاقات، قبر کی گفتگو، قبر میں سوال جواب، عذاب قبر، قبر میں ساکن کے انعامات، قبر اور مردوں کے متعلق مستند عبرتناک حکایات۔

(۱۸) قیامت کے ہولناک مناظر: سائز 16×36×23 صفحات 448 ہدیہ =/132
علامہ جلال الدین سیوطی کی احوال قیامت کے متعلق جامع تصنیف البدور السافرہ فی امور الآخرۃ کا اردو ترجمہ، دنیا کی تباہی، میدان محشر، اعمال کی شکلیں، وزن اعمال، شفاعت، حوض، پل صراط، نیک مسلمان گناہگاروں اور کافروں منافقوں کے تفصیلی حالات، قیامت کی ہولناکیاں، قیامت کے انعامات، حساب، عشق، زحمت، عذاب، انتقام وغیرہ کی تفصیل پر سب سے زیادہ مستند مجموعہ احادیث۔

(۱۹) کامیاب خانہ آبادی: سائز 16×36×23 صفحات 464 مجلد، ہدیہ =/132
اپنے موضوع پر کامیاب ترین کتاب عالم عرب کی مشہور و معروف جدید کتاب تحفۃ العروس ... الزواج الاسلامی فی ضوء الاسلام کا منتخب ترجمہ از شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور ترتیب و تحسین و غیرہ از مفتی امداد اللہ انور۔

(۲۰) کراماتِ اولیاء: سائز 16×36×23 صفحات 304 مجلد، ہدیہ =/100 روپے۔ امام غزالی، امام ابن جوزی، شیخ شہاب الدین سہروردی، ابو اللیث سمرقندی، استاذ قشیری اور دیگر ائمہ تصوف کی کتب میں منتشر کراماتِ اولیاء کو قطب مکہ حضرت امام محمد بن عبد اللہ یافعی یمنی نے "روض الریاحین" میں جمع کیا یہ کتاب کراماتِ اولیاء اسی کا انتخاب ہے اس کے مطالعہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور نیک اعمال کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور اولیاء کے مقامات محبت انہی کے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

(۲۱) لذتِ مناجات: سائز 16×36×23 صفحات 256 مجلد، ہدیہ =/80
محدثین اور اولیاء عظام کی قدیم کتب سے ماخوذ اکابر اولیاء کی اللہ کی بارگاہ میں والہانہ دعاؤں کا سب سے لاجواب مجموعہ قلب و روح کو تڑپا دینے والی خاص دعائیں۔

(۲۲) محبوب کا حسن و جمال: سائز 16×36×23 صفحات 256 مجلد، ہدیہ =/80
محبوب کائنات حضرت محمد ﷺ کی صورت و سیرت کے وہ تمام پہلو جن کے مطالعہ سے آپ ﷺ کی شکل و شباہت کا عمدہ طریقہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور سیرت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ دسیوں عنوانات پر خصائل و شمائل پر مشتمل کتب سے محبت رسول ﷺ کا بہترین مجموعہ مفتی محمد سلیمان کے قلم اور مفتی امداد اللہ انور صاحب کی نظر ثانی اور پیش لفظ کے ساتھ۔

(۲۳) منتخب حکایات: سائز 16×36×23 صفحات 304 مجلد، ہدیہ =/100
امام غزالی اور امام یافعی کی کتب سے منتخب ایسی حکایات جن میں اکابر اولیاء کے مقامات، کرامات، مکاشفات، عبادات اور تعلق مع اللہ کو ذکر کیا گیا ہے اللہ کی طرف کھینچنے والی شاندار کتاب۔

(۲۴) گلہائے پھول: سائز 16×36×23 صفحات تقریباً 448 خوبصورت جلد، ہدیہ =/132 روپے۔ امام ابن جوزی کی کتاب "صید الخاطر" کا سلیس اردو ترجمہ، سینکڑوں علمی مضامین کے گرد گھومتی ہوئی ایک اچھوتی تحریر، قرآن، حدیث، فقہ، عقائد، تصوف، تاریخ، خلافت، مواعظ، اخلاقیات، ترغیب و ترہیب، دنیا اور آخرت جیسے عظیم اسلامی مضامین کا تحقیقی شہ پارہ، جس کو امام ابن جوزی اپنی خوبصورت علمی اور تجرباتی فکر و نظر کے ساتھ دوران تصنیف و تالیف جمع فرماتے رہے اس کتاب کا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور نے ترجمہ کیا ہے اور نظر ثانی اور تسہیل حضرت مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم نے کی ہے۔